بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

یَھدیُ مَنۡ یَشاء الیٰ صراط مُّستقیم (جزء۲،رکوع۱)

چلاتا ہے جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم (اللہ کی طلب کی راہ) پر

الحمد للّٰہ منة

ماہِیَتُ التقلید

مولفہ

حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ قاسم مجتہد گروہؓ مصدقان امام مہدی خلیفۃ اللہ علیہ السلام

مترجم

(باہتمام)

دارالاشاعت کتب سلف الصالحین

المعروف بہ جمعیۃ مہدویہ۔ دائرہ زمستان پور مشیرآباد حیدرآباد، دکن

۱۳۷۷ھ ہجری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

التماس

مصدقان حضرت سید محمد جونپوری امام مہدی موعود آخر الزماں خلیفۃ الرحمان خاتم ولایت محمدی صلعم سے التماس ہے کہ حضرت بندگی عبدالملک سجاوندی عالم باللہؒ نے لکھا ہے کہ

روایت کی گئی ہے عبداللہ بن عطا سے کہا میں نے ابوجعفر محمد بن علیؒ سے پوچھا اور میں نے کہا جب مہدیؑ ظاہر ہوگا تو کس سیرت پر ہوگا تو فرمایا اپنے ماقبل چیزوں کو گرادے گا جیسا کہ کئے تھے رسول اللہؐ اور اسلام کو از سر نو تازہ کرے گا اسی طرح عقد الدرر میں ہے یعنے بدعتوں کو گرادیگا اور مجتہدین، عملیات واعتقادیات میں جو کچھ خطا کئے ہونگے اُن کو بھی درست کردے گا اور یہ مہدیؑ کے خصایص سے ہے۔

نیز لکھا ہے کہ:۔

جب مہدیؑ کا مہدیؑ ہونا اُس چیز سے ثابت ہوگیا جس سے کہ انبیاءؑ کا انبیاءؑ ہونا ثابت ہے تو منصف کو تصدیق مہدیؑ سے منع نہیں کریگی وہ چیز جو احاد ظنیہ کے شبہات سے اُس کے دل میں گھومتی ہے اور بغیر کسی حجت کے طلب کرنے کے مہدیؑ کے قول کی تقلید منصف پر واجب ہو جائے گی۔

نیز لکھا ہے کہ:۔

جنگلی عرب اہل مکہ کی محض تقلید سے ایمان لائے نہ تو ان میں معجزات کا اثر ہوا اور نہ انہوں نے صاحبانِ بصیرت کی طرح اخلاق سے دلیل کی یہ محض اللہ کی ہدایت ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ (ملاحظہ ہو سراج الابصار)

حضرت بندگی میاں سید قاسم مجتہد گروہ مہدویہؒ نے لکھا ہے کہ:۔

نقل ہے کہ ملک برہان الدینؒ کو چشم سر سے خدا کا دیدار ہونے کے بعد حضرت مہدیؑ نے فرمایا کہ تقلید تحقیق کی۔ پس ثابت ہوا کہ ملک مذکور کا دیدار اور تمام اعمال حضرت مہدیؑ کی تقلید پر مبنی تھے اسی طرح مہدیؑ کے تمام صحابہؓ نے اپنی تحقیقات کو چھوڑ کر حضرت مہدیؑ کی تقلید کو اپنی تحقیق بنائی اسی طرح رسولؐ کے صحابہؓ نے کیا اور اسی طرح مقصد الاقصیٰ میں بیان کیا ہے کہ انسان کی انسانیت کا کمال وہ ہے کہ اپنے محقق ہونے کے دعویٰ کو اپنے سر سے نکال دے اور تقلید کے دائرہ سے باہر قدم نہ رکھے۔

نیز لکھا ہے کہ:۔

میاں مصطفیٰؓ سے جلال الدین اکبر کے لشکر نے سوال کیا کہ آپ مہدیؑ کے کون سے صحابیؓ کی تقلید کرتے ہیں تو آپؓ نے فرمایا کہ ہم تمام صحابۂ مہدیؑ کے مقلد ہیں لیکن میاں سید خوندمیرؓ کے مقلد ہیں (ملاحظہ ہو ماہیت التقلید)

نیز لکھا ہے کہ:۔

ہم امام مہدیؑ کی تصدیق کرنے والے ہیں لہذا ہم پر مہدیؑ کے قول اور فعل کی پیروی لازم ہے اور ہم مہدیؑ کے صحابہؓ کی تقلید کرنے والے ہیں۔ (ملاحظہ ہو مکتوب حضرت مجتہد گروہ مہدویہؒ جس کو آپؓ نے شب قدر کے متعلق لکھا ہے)

فرامین بالا سے تقلید کا شرف اور تقلید کی اہمیت ظاہر ہے لہذا ہر مہدوی کا فرض ہے کہ ماہیت التقلید کے بے نظیر رسالہ کا مطالعہ کر کے اس سے سبق حاصل کرے اور اپنی اوقات کے موافق تقلید کی راہ اختیار کرے کیونکہ محمد و مہدی علیہما السلام اور ان کے صحابہؓ تابعین، صالحین اور صادقین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تقلید کے بغیر شریعت اور طریقت کی راہ نہیں ملتی۔

فقط

المرقوم ۲۹/ جمادی الاول ۱۳۷۳ھ

از

احقر دلاور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

امام مہدیِ موعود صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں (بمقام طریقت) اللہ سے بلاواسطہ ہرروز تازہ تعلیم پاتا ہوں (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ) کہدے اے سید محمدؑ کہ میں بندہ ہوں اللہ کا اور محمد رسول اللہؐ کی اتباع (بمقام شریعت) کرنے والا ہوں۔ مانند قول اللہ تعالیٰ کے کہ اتباع کر دین ابراہیمؑ کی جو ایک (خدا) کا ہو رہا تھا۔ اور بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے عقیدہ سے یہ منقول ہے اور اس پر تمام مہدویوں کا اتفاق ہے اور اسی میں حضرت مہدی علیہ السلام سے نقل کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خاص ہم کو اس لئے بھیجا ہے کہ وہ احکام و بیان جن کا تعلق ولایت محمدیؐ سے ہے مہدیؑ کے ذریعہ سے ظاہر ہوا اور حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا جو حدیث کہ کتاب خدا اور اس بندہ کے حال کے موافق ہو وہ صحیح ہے اور فرمایا کہ ہم مراد اللہ بیان کرتے ہیں جو تفسیر وغیرہ اس بندہ کے بیان کے موافق ہو وہ صحیح ہے ورنہ غلط نیز حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا خدائے تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ ایمان کے خزانوں کی کنجی ہم نے تیرے ہاتھ میں دی اور تجھ کو دینِ محمدیؐ کا حاکم بنایا تیرا انکار ہمارا انکار ہے اور ہمارا انکار تیرا انکار ہے اور اس کی تائید کرتا ہے وہ قول جو فرمایا نبیؑ نے مہدیؑ کے حق میں اس پر جو ایمان لایا وہ مجھ پر ایمان لایا اور جس نے اس کا (مہدیؑ کا) انکار کیا اس نے مجھ سے انکار کیا۔ بندگی میاں عبدالمجیدؓ نے فرمایا کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا شریعت وہی ہے۔ اور بندگی میاں شاہ نعمتؓ کی نقل سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مجتہد کا جو قول حضرت مہدی علیہ السلام کے موافق نہ ہو خطا ہے پس ثابت ہوا کہ جو کچھ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہے اللہ کی مراد ہے اور رسول اللہؐ کی پیروی تحقیق کے ساتھ ہے اور اسی وجہ سے آپ کے احکام محکم ہوگئے بلکہ مہدیِ موعودؑ کے حق میں نبیؑ نے فرمایا کہ مہدی آخرالزمانہ میں دین کو قائم کریں گے جیسا کہ میں نے اول زمانے میں قائم کیا اور اس فرمان کی تفسیر کی ہے جو کہا عبد اللہ ابن عطا نے انہوں نے کہا میں نے ابوجعفر محمد بن علی سے پوچھا پس میں نے کہا جب امام مہدیؑ نکلیں گے تو کس سیرت پر چلیں گے تو کہا اپنے ماقبل کی بدعتوں کو منہدم کردیں گے جیسا کہ کئے رسول اللہؐ اور اسلام کو از سر نو تازہ کریں گے اسی طرح عقدالدرر میں ہے اور دوسری روایتیں حضرت مہدیؑ کی تائید میں ہیں جو اوپر مذکور ہوئیں اور بندگی میاں (سید خوندمیرؓ) نے شہادت دی ہے کہ حضرت مہدیؑ نے بعض آیتوں کا بیان مفسروں اور مجتہدوں کے عقیدہ کے خلاف فرمایا ہے اور بندگی میاں عبدالملکؒ نے تائید کی ہے کہ مہدیؑ منہدم کردیں گے بدعتوں کو اور منہدم کردیں گے اُن تمام عملیات اور اعتقادات کو جن کو مجتہدین نے دین اسلام میں خطا کے طور پر کیا ہے اور مکتوب بندگی میاںؓ اور اعتقاد و جمیع مہاجرانؓ اور دیوان میاں ملک جیؒ اور رسالۂ میاں عبدالملکؒ سے بھی ثابت ہوتا ہے چنانچہ میاں ملک جیؒ نے فرمایا ہے۔ جب مہدیؑ برآمد ہوئے تو تمام مذاہب

مرفوع ہوگئے حق عین عیاں ہوگیا اور میاں عبدالملکؒ نے فرمایا کیونکہ بعض اجتہادی احکامِ شریعت کو مہدی وعیسیٰ علیہما السلام اٹھادیں گے اگر وہ دونو نہیں اٹھائیں گے اور مجتہدین کی تقلید کریں گے تو ان دونوں میں شک واقع ہوگا کیونکہ وہ دونو مقلد نہو نگے اور میاں عبدالملکؒ نے ایک منکر کے جواب میں کہا ہے کہ یہ بات جس کا ذکر شیخ نے کیا تمام اولیاءؒ کے لئے صحیح ثابت ہوتی ہے لیکن جب مہدیِ موعودؑ کا مہدیؑ ہونا ثابت ہوگیا تو کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جو قول آپ سے ثابت ہوا اس کو شرع اجتہادی کے آگے پیش کرے پس اگر موافق ہو تو قبول کرے اور مخالف ہو تو رد کرے بلکہ شرع حقیقی وہی ہے جس کو مہدیؑ نے فرمایا اور تاویل حَسَن وہی ہے جس کو مہدیؑ نے حَسَن قرار دیا اور تاویل قبیح وہی ہے جس کو مہدیؑ نے قبیح فرمایا اور کہا ہے کہ زیادہ دلیلیں اس واسطے لائی گئی ہیں تا کہ اس کتاب کو پڑھنے والا منصف جان لیوے کہ جب آپ کا مہدیؑ ہونا ثابت ہوگیا اُن دلیلوں سے جن سے پیغمبروں کا پیغمبر ہونا ثابت ہوا ہے تو اب مہدیؑ کی تصدیق سے حدیثوں کی عبارتیں مانع نہوں گی اور آپ کے اقوال کی تقلید آپ کی تصدیق کرنے والے پر بغیر طلبِ دلیل کے واجب ہوگی اور ایسے بہت سے دلائل ہیں جو کہنے اور لکھنے میں نہیں آتے ہیں لیکن چونکہ مدعاء مذکور میں لوگوں سے اختلاف پایا ہے ناچار یہ ضعیف اتفاق کو طلب کرنے کے لئے اپنے کو مخالفوں کی زبان کی بھال پر ڈال دیا یہاں تک کہ خدا کے فضل سے ایسا ہوا کہ تمام مختلف قبیلے اور تمام اچھے اور برے اور چھوٹے اور بڑے مسلمانوں نے اس کی موافقت پر اقرار کیا اور قرار کیا اور گواہی دی اور کتبے کئے اور وہ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہمارا مقصود یہ ہے کہ جو کچھ حضرت میراں سید محمد مہدیِ موعود صلعم سے ظاہر ہوا اور جاری ہوا سوائے جملہ فرائض اور سنن مشہورہ کے وہ مہدیِ موعودؑ کے خصایص ہیں مثلاً ترکِ دنیا طلبِ خدا ہجرت وطن صحبت صادقاں عزلت از خلق اور ذکر کثیر اور اسی کے مانند جو ثابت ہوا مہدیؑ سے وہ حجت لازمہ ہے کیونکہ اس کا قبول کرنا اور اس کی مخالفت کا ترک کرنا لوگوں پر واجب ہے کیونکہ جیسا کہ محمد مصطفےٰ ﷺ کی ذات ماینطق عن الھویٰ ہے۔ نیز جو کچھ کہ مہدیؑ نے کیا اور فرمایا خدا کے حکم سے ہے پس آپ کے جو کوئی صحابیؓ آپؑ سے جو نقل کریں حق ہے لیکن جیسا کہ قرآن میں محکمات اور متشابہات ہیں نقل میں بھی ہیں لیکن حضرت مہدیؑ کی نقل میں محکمات وہ ہیں کہ اُن کا بیان عام ہے اور عمل ان پر جاری ہے اور مہدیؑ اور آپؑ کے اصحابؓ بھی فرقان کے مانند ہیں اور ان میں محکمات مہدیؑ کی ذات ہے اور ان میں سے ہر ایک کو بھی فرقان کہہ سکتے ہیں مانند قول اللہ تعالیٰ کے ایمان والو اگر تم ڈرتے رہوگے اللہ سے تو کردے گا تمہارے لئے فرقان اور ان کے محکمات صرف ذات مہدیؑ کی موافقت ہے اور بس اور تمام گروہ مہدی علیہ السلام کا اتفاق ہے کہ دوگانہ لیلۃ القدر متابعت مہدیؑ ہے جو شخص کہ اس کو قبول

نہ کرے وہ گروہ مہدیؑ کے اتفاق سے خارج ہے اوراس دوگانہ میں متابعۃ المہدی کہنا بہتر ہے اوراس کا انکار جائز ہے اور جو شخص انکار کرے اس سے پرہیز کرنا بہتر ہے لکھا اس کو میاں عبدالرحیم اور شاہ لطف اللہ نے اور اتفاق کیا اس سے میاں عبد الطیف اور میاں عبدالواحد اور میاں عبدالغفور (رحمتہ اللہ علیہم) نے بھی۔ ایضاً تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جو منزہ ہے اپنی ذات سے اور محیط ہے اپنی صفات سے اور درود نازل ہو خاتمینؑ پر جو اس کی (خدا کی) ذات کے مظہر ہیں اور وہ دونو (محمد و مہدی علیہما السلام) برابر ہیں ذات صفات اور زبان میں حضرت مہدیؑ کے قرآن کے بیان کے حکم سے جیسا کہ قرآن کے بیان کرنے کا حق ہے۔ یہ عقیدہ ہے خاتم ولایت (مہدیؑ) کے اصحابؓ کا۔ اور آپؑ کی ذاتِ مبارک سے سات احکام ثابت ہوے ہیں اصول ہیں اور وہ احکام یہ ہیں ترکِ دنیا۔ طلب خدا۔ ہجرت وطن۔ صحبت صادقین۔ ذکر کثیر۔ عزلت از خلق۔ عشر اتفاق کیا ہے اس پر مہدویوں نے اور فرمایا مہدیؑ نے کہ ہم مراد اللہ بیان کرتے ہیں جو تفسیر وغیرہ میرے قول کے موافق ہو وہ صحیح ہے ورنہ نہیں اور ذکر کیا ہے اسی بیان پر میاں عبدالملکؒ نے روایت کو عبداللہ بن عطا کی کہ انہوں نے کہا میں نے پوچھا ابو جعفر محمد بن علیؒ سے پس میں نے کہا جب نکلیں گے مہدیؑ تو کس سیرت پر چلیں گے تو کہا منہدم کردیں گے اپنے ماقبل کی چیزوں کو جیسا کہ کیا رسول اللہؐ نے اور اسلام کو از سر نو تازہ کریں گے اسی طرح ہے عقد الدرر میں یعنے منہدم کردیں گے بدعتوں کو اور اُن عملیات اور اعتقادات کو منہدم کردیں گے جن میں مجتہدین نے خطا کی ہے اسی طرح اقرار قوم مہدیؑ کا ہے لیکن جو شخص مہدیؑ پر ایمان نہیں لاتا ہے اس مرتبہ کے ساتھ جیسا کہ اصحابِ مہدیؑ آپؑ پر ایمان لائے تو وہ شخص ایسا ہی ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا اور جب کہا گیا ان سے ایمان لاؤ جیسا کہ لوگ ایمان لائے ہیں تو انہوں نے کہا کیا ہم ایمان لائیں جیسا کہ بیوقوف ایمان لائے سُنو بیشک وہی بیوقوف ہیں لیکن وہ اپنی بیوقوفی کو نہیں جانتے اور جب ملتے ہیں اُن لوگوں سے جو ایمان لائے تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب تنہائی میں ملتے ہیں اپنے شیطانوں سے تو کہتے ہیں بیشک ہم تمہارے ساتھ ہیں سوائے اس کے نہیں کہ ہم تو مسلمانوں کے ساتھ ہنسی کرتے ہیں اللہ بھی ہنستی کرتا ہے ان کے ساتھ اور ان کو ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بہکے پھریں۔ اللہ ہدایت کرنے والا ہے اور اسی سے رہنمائی ہے لکھا اس کو میاں اسمٰعیل اور میاں اسحٰق اور میاں ابراہیم اور میاں دادو اور میاں محمد جی اور میانجی اور عبدالرحیم (رحمتہ اللہ علیہم) نے۔ ایضاً۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ حق کہتا ہے اور وہ دین کے راستے کی ہدایت کرتا ہے واضح ہووے کہ خاتم نبیؐ اور خاتم ولایت محمدیؑ برابر ہیں لیکن جیسا کہ نبوت کی خصوصیتیں آپ کی نبوت کے زمانہ میں ظاہر ہوئیں جیسا کہ اللہ پاک نے خبر دی ہے کہ رحمٰن نے قرآن کی تعلیم دی انسان کو پیدا کیا اس کو قرآن کے بیان کی تعلیم دی۔ اور اسی کے مانند جیسا کہ معلوم ہے نیز جاننا چاہیئے جو کوئی بھی ہو مہدیؑ کو قبول نہیں کیا ہے تو وہ کافر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور جو کوئی اُس کا (مہدیِ موعودؑ) کا منکر ہو فرقوں میں سے تو دوزخ اس کا

ٹھکانہ ہے۔ دیگر اللہ کا قول جولوگ گھاٹے میں ڈالے اپنی ذاتوں کو پس وہ ایمان نہیں لاتے۔ رسولؐ نے فرمایا جو شخص اس پر (مہدیؑ پر) ایمان لایا وہ مجھ پر ایمان لایا اور جس نے اُس کا (مہدیؑ کا) انکار کیا تو تحقیق کہ اُس نے میرا انکار کیا۔ اور امام علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اس ذات کی مہدیت کا منکر ہووے وہ کلام خدا اور اس کے رسولؐ کا منکر ہے۔ نیز جو شخص حضرت مہدیؑ کو مہدیِ موعودؑ نہیں جانتا بلکہ آپ کو منجملہ نو لغوی مہدویوں کے سمجھتا ہے اور دسواں موعود اس کے پاس آنے والا ہے کیونکہ وعدۂ خدا کا انکار اور رسول خدا کے وعدہ کا انکار بالاتفاق کفر ہے اور منکرانِ مہدیؑ کی تکفیر پر آپ کے اصحابؓ کا اجماع بھی ہے پس جو شخص کہ مہدیؑ کے منکر کو کافر نہیں کہتا ہے وہ شخص کلام خدا رسول خداؐ اور مہدیؑ اور اجماع صحابہؓ سے انکار کرتا ہے اور ان میں سے ہر ایک کا انکار کفر ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے یہ کتبہ حضرت مہدیؑ کے گروہ کے اجماع کا ہے جس وقت کہ دولت آباد میں حاضر تھے کئے ہیں۔ نیز اس مدعا کی موافقت پر دوسرے عزیزوں کی شہادت بھی ہے چنانچہ میاں عزیز محمدؓ نے اس ضعیف اور عبدالرزاق کے معاملہ کو سننے کے بعد لکھا کہ ہمارا اور تمہارا عقیدہ ایک ہے حضرت رسول اللہ اور مہدیِ موعود علیہما السلام کا منکر کافر ہے۔ اور میاں شیخ فریدؓ نے لکھا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی نقل میں عقل اور سمجھ اور تمیز اور مروت قائم نہیں رہتی ہے تمام چیزوں کو ہم نے اس نقل پر فدا کیا اور میاں عبدالقادرؓ نے لکھا کہ اے عزیز جو کچھ حق تھا تم نے کیا دل کا بیمار تھا جو اہل دین کی مجلس سے ذلیل ہو کر چلا گیا اور مومنوں کی جماعت سے الگ ہو گیا اور انہوں نے لکھا کہ جس کی زبان سے ایمان مقید ہو گیا شرع بھی اسی کی زبان سے ہے اور انہوں نے لکھا ہے کہ آپ کا (مہدیؑ کا) حکم اللہ کے حکم کے مانند ہے کیونکہ وہ صاحب مذہب اور صاحبِ شریعت ہے اس کی تقلید میں دوسروں سے حجت طلب کرنا جائز نہیں اور میاں سید مصطفیٰ نے لکھا کہ دینی حجت ابتدا سے انتہا تک اور اعتقاد کی ہر ایک بات اس فرزند (مجتہد گروہؓ) کو معلوم ہے اور انہوں نے عبدالرزاقؒ کو لکھا کہ بزرگوں کی نصیحت کو یاد کر کے ظاہری نفسانیت سے باہر آ کر صلح کر لو اور میاں سید جلالؓ نے عبدالرزاق کے سامنے یہ حدیث پڑھی۔ جس نے ظالم کی مدد کی کافر ہو گیا۔ اور میاں سید نصرتؓ نے اس ضعیف کو لکھا کہ اگر ہم عبدالرزاق کا عقیدہ سنیں گے تو ہم کہیں گے کہ انہوں نے مہدیِ موعودؑ کو قبول نہیں کیا آں برادر نے جو کچھ قرارداد کیا ہے اس معاملہ میں ہم شریک تھے وہ بات عیاں ہے بیان کرنے کی حاجت نہیں۔ شاہ فرض اللہ کا اقرار یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقل ہے کہ امام آخر الزماںؑ نے افضل العلماء خراسان کی مجلس بحث میں خاص و عام کے سامنے اپنی مہدیت کی حجت کے لئے فرمانِ خدا سے فرمایا کہ ہم اللہ کی مراد بیان کرتے ہیں جو تفسیر وغیرہ اس بندے کے بیان کے موافق ہو وہ صحیح ہے ورنہ

خطا ہے اور نقل ہے کہ موضع سیہہ و بھدری والی میں تمام صحابہؓ کا اجماع ہوا تھا اس وقت بندگی میاںؓ نے ہاتھ میں خاشاک (گھاس کی کاڑی) پکڑ کر فرمایا کہ حضرت مہدیؑ نے اس کو شاہ فرمایا ہو تو ہم کیا کہیں گے تمام مہاجروںؓ نے فرمایا کہ ہم بھی شاہ کہیں گے پھر بندگی میاںؓ نے فرمایا کہ سر کی آنکھ سے عین خاشاک دیکھ رہے ہیں تو شاہ کس طرح کہیں گے تمام مہاجرینؓ نے ایک زبان ہو کر کہا کہ ہمارے دیکھنے کا کیا اعتبار ہے جس کو کہ حضرت مہدیؑ نے شاہ فرمایا ہے وہ شاہ ہے اس کے بعد بندگی میاںؓ نے تمام مہاجرین وتابعین وموافقین اور لسانیین کے سامنے بلند آواز سے کہا سنو کہ ہم سب کا عقیدہ یہ ہے اس کے بعد کنکر لیکر کہا کہ اگر حضرت مہدیؑ نے اس کو جواہر کہا ہو تو ہم کیا کہیں گے تو تمام صحابہؓ نے وہی پہلی تقریر سر بسر فرمائی پھر بندگی میاںؓ نے بلند آواز سے فرمایا جو کچھ کہ اوپر فرمایا تھا اس زمانہ تک تمام مصدقانِ مہدیؑ میں اُسی پر عمل جاری ہے پس جو شخص کہ ان دو شہادت کے حکم سے اور اس حجت سے پھر جاوے تو سمجھو کہ مہدیؑ کی مہدیت سے پھرا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس جو شخص کہ ہووے اپنے رب کی دلیل پر اور پیچھے آوے اس کے ایک گواہ اس کی طرف سے اور اس گواہ سے پہلے موسیٰؑ کی کتاب ہے اس حال میں کہ وہ امام ورحمت ہے وہ سب ایمان لاتے ہیں اس پر اور جو شخص کہ کفر کرے گا اس سے گروہوں میں سے پس دوزخ اس کا ٹھکانہ ہے پس ثابت ہوا کہ بجز اقرار بالمسان اور تصدیق بالقلب کے کوئی شخص مومن نہیں ہوتا اور رفقہ اکبر میں مذکور ہے نبیؐ نے فرمایا جو شخص مومن نہو حقیقت میں تو ہوگا کافر حقیقت میں یہ عقیدہ اگلے اور پچھلے مومنوں کی اجماع کا ہے پس جو شخص کہ اس کو قبول نہ کرے گا تو ان سے خارج ہے اور سلام ہو اس پر جس نے پیروی کی ہدایت کی۔ گواہی دی اس پر میاں عبدالرحیم اور ملک معروف اور ملک حمید (رحمتہ اللہ علیہم) نے نیز منقول ہے کہ حضرت مہدیؑ نے فرمایا کہ ہم اللہ کی مراد بیان کرتے ہیں جو تفسیر وغیرہ اس بندہ کے بیان کے موافق ہو وہ صحیح ہے ورنہ غلط ہے۔ پس ثابت ہوا کہ مفسروں اور مجتہدوں کے اقوال جو حضرت مہدی علیہ السلام کے فرمان کے موافق ہیں درست ہیں۔ اتفاق ہے اس پر تمام مہدویوں رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کا نیز جس نے اقرار کیا مہدیؑ کی مہدیت کا اور تصدیق کیا آپؑ کی دل سے اور ارادہ کیا آپؑ کی تقلید کا ہر حالت میں تو وہ ملا ہوا ہے ایمان سے پس جو شخص کہ اس عقیدہ کے ساتھ پورا عمل کرے وہی مومن کامل ہے اور جس کے عمل میں نقصان ہے وہ مومن ناقص ہے اور جو شخص کہ ایسا اعتقاد نہیں رکھتا ہے وہ مہدیؑ کے لوگوں سے نہیں ہے نیز اصحابِ مہدیؑ کا اتفاق یہ ہے کہ اگر ہم چشمِ سر سے خاشاک اور سنگریزہ دیکھتے ہیں اور حضرت مہدیؑ نے اس کو شاہ اور جوہر فرمایا ہے تو ہمارے دیکھنے کا کوئی اعتبار نہیں ہے جو کچھ کہ حضرت مہدیؑ نے فرمایا ہے حق ہے نیز نبی ومہدی علیہما السلام کی تقلید خدا کا دین بہ تحقیق ہے یہ بھی اقرار میاں عبدالمجیدؓ کا ہے گواہی دی اس پر خلیل محمد اور عبدالحسن نے اور اقرار میاں مرتضیٰؓ کا ہے کہ مجتہد کی تقلید شرع اجتہادی ہے اور صاحب فرمان کی تقلید شرع حقیقی ہے اور شرع اجتہادی اُس کی تابع ہے گواہی دی اس پر خلیل محمد اور چاند خاں

میراں نے اور نیز میاں مرتضیٰؒ کا اقرار بھی ہے کہ دین سراپا تقلید ہے گواہی دی اس پر سید نجم الدین اور سید شاہ محمد نے بلکہ علماء برہان پور و علماء دولت آباد و احمد نگر و بیجا پور (رحمتہ اللہ علیہم) نے مدعاء مذکور پر اس ضعیف کے پاس کتبے لکھ کر روانہ کئے ہیں جن کا مضمون یہ ہے کہ تقلید کے معنی مطلق پیروی اور تسلیم کرنے کے ہیں لیکن پیغمبرؐ کی پیروی دینِ حق ہے اور ائمہٗ اجتہاد کی پیروی اُن کا مسلک ہے لیکن شرع حقیقی مرکز ہے اور یہ شرع اجتہادی ہے۔ نیز جاننا چاہیئے کہ ساکت اور متجس جو کوئی ہو جب تک اس نے مہدیِ موعودؑ کو قبول نہیں کیا ہے کافر ہے یہ اقرار عبدالرحیم کا ہے جس سے وہ پھر گیا گواہی دی اس پر چاند خاں میراں اور عبدالحسن نے۔ نیز یہ کہ جب آپ کا مہدیؑ ہونا اُن دلائل سے ثابت ہوگیا جن سے انبیاءؑ کا انبیاء ہونا ثابت ہے تو پھر آپؑ کی تصدیق سے حدیثوں کی عبارتیں مانع نہیں ہوسکتیں اور آپؑ کے فرمان کی تقلید بغیر حجت کو طلب کرنے کے واجب ٹھیرتی ہے۔ اسی طرح حضرت مہدیؑ کی تقلید کے شرف میں آپ کے جمہور صحابہؓ اور جمہور تابعین رحمتہ اللہ علیہم نے جو کچھ فرمایا ہے حق ہے اور اُس کی مخالفت بیدینی ہے یہ اقرار عبدالرزاق کا ہے گواہی دی اس پر منجن خاں اور میاں عطاء اللہ نے اس طرح کی بحث و اقرار کے بعد یہ شخص بھی اپنے اقرار سے پھر گیا للہ الحمد۔ میاں عبدالملک کے قول کی تشریح۔ میں کہتا ہوں کہ حجتوں کے بیان کرنے میں میں نے طوالت اس لئے کی تا کہ منصف جان لیوے کہ آپ کا مہدیؑ ہونا جب اُن دلائل سے ثابت ہوگیا جن دلائل سے انبیاءؑ کا انبیاءؑ ہونا ثابت ہے۔ تمام انبیاءؑ اور مہدیؑ جو حق کے موعود ہیں ان کا مصداق ایک ہی ہے اور وہ ایک دوسرے کی باہم موافقت ہے جیسا کہ اللہ پاک نے خبر دی ہے کہ پھر آیا تمہارے پاس رسول اس حال میں کہ تصدیق کرنے والا ہے اس (کتاب) کی جو تمہارے ساتھ ہے کہ ایمان لاؤ تم اس پر اگرچیکہ ان کی شریعتوں میں اختلاف ہے لیکن حقیقت اور اصول دین کے لحاظ سے آدمؑ سے مصطفےٰ ﷺ تک تمام پیغمبر علیہم السلام ایک دوسرے کے ساتھ موافق ہیں اور اسی طرح مہدیؑ کی تصدیق کرنے والے ہیں ان باتوں کی جو انبیاءؑ کے ساتھ ہیں اور مواہب میں کہتا ہے کہ کسی چیز کے موافق کے ساتھ کفر کرنا اُس چیز کے ساتھ کفر کرنا ہوگا اسی وجہ سے من انکر المهدی فقد کفر ہے۔ میں کہتا ہوں حدیثوں کی عبارتیں آپ کی تصدیق سے مانع نہیں ہوتیں۔ حسامی اور اس کی جیسی کتابوں میں کہا ہے کہ اصول شرع تین ہیں کتاب سنت اور اجماع اور چوتھی اصل قیاس ہے اسی جہت سے ثابت ہوا کہ اصول فقہ کے اختلاف کے سبب سے بھی مہدیؑ کی تصدیق سے باز رہنا جائز نہیں ہے اور یہ تمام تفصیل حضرت مہدیؑ کے اس فرمان کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ہم مراد اللہ بیان کرتے ہیں وگرنہ خطا تک۔ میں کہتا ہوں واجب ہے اُس پر آپ کے فرامین کی تقلید یعنے آپ کے اقوال کی تقلید لوگوں پر اعتقادات اور عملیات میں فرض ہے میں کہتا ہوں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ بغیر طلب حجت کے تقلید کرنا فرض ہے کیونکہ آپؑ انبیاءؑ کے مانند مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں اور اللہ کی حجت پر کوئی حجت نہیں ہوتی اور وہ کسی دوسری حجت کی محتاج نہیں اسی طرح ابوشکور

سالمیؒ نے اپنی تمہید میں کہا ہے اسی کے مانند میاں عبدالملکؒ کے تمام اقوال ہیں جو حضرت مہدیؑ اور بندگی میاںؓ اور میاں ملک جیؓ اور دیگر صحابہؓ وتابعینؒ کے موافق ہیں کیونکہ یہ بات مہدیؑ کی ذات کے شرف اور مہدیؑ کی پیروی کے شرف سے ہے اوراس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے چنانچہ ان نقول سے بھی جو اوپر مذکور ہیں یہی معلوم ہوتا ہے پس اچھی طرح سمجھو کیونکہ یہ بات ظاہر ہے۔

(ماہیت التقلید بیان کیا اس کو تقلید نبیؑ کی خصوصیات کے ساتھ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے ہر چیز کو اس کی خلقت دی پھر ہدایت کی پیروی کی لیکن بعد حمد وصلوٰۃ کے سوال یہ ہے کہ پیغمبرؑ کی تقلید اصول امور دین سے ہے یا فروع امورِ دین سے۔ جواب جان اے عزیز کہ تقلید کے معنی ایک شخص کی پیروی اور اطاعت اوراس کے قول کی تصدیق کے ہیں چنانچہ اصول صفّار اور ورقات اصول فقہ میں تقلید کے معنی یہ بتائے ہیں کہ تقلید کے معنی قائل کے قول کو بلا حجت قبول کرنے کے معنی تقلید کے ہیں اور کتابِ کشف المنار میں تقلید صحابی کی فصل میں کہتا ہے کہ بعض اہلِ حدیث ایسے بھی گذرے ہیں جنہوں نے خلفاء راشدین کی تقلید کی بسبب آنحضرتؐ کے فرمان کے کہ آپ نے فرمایا تم پر لازم ہے میری سنت اور میرے بعد میرے خلفا کی سنت اور شرح حسامی میں کہا ہے تقلید کا معنی فعل وقول میں حقیقت اعتقاد میں بغیر غور کرنے کے کسی کی پیروی کرنا ہے پس قول پیغمبرؑ کا قبول کرنا ایمان ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے اور پیغمبرؑ کی متابعت نص قطعی سے ثابت ہے مانند فرمان اللہ تعالیٰ کے کہ اور پیروی کروتم اس کی تا کہ تم ہدایت پاؤ۔ اور آپ کی اطاعت کے بارے میں قول اللہ تعالیٰ کا ہے جو شخص اطاعت کرے گا رسولؐ کی پس اس نے اطاعت کی اللہ کی پیغمبر کی سنت اصل شرع ہے چنانچہ تمام اصول تین ہیں کتاب سنت اور اجماع اور چوتھی اصل قیاس ہے اور تقسیم ارکان کی فصل میں کہا ہے فرض واجب سنت اور نفل یہ شرع کے اصل ہیں اور افعال نبیؑ کی فصل میں کہا ہے کہ نبی علیہ السلام کے افعال چار ہیں مباح مستحب واجب اور فرض۔ اصل میں مباح نفل ہے اور مستحب سنت ہے پس اسی مقام سے ثابت ہوا کہ تمام امور دین کی اصل پیغمبرؐ کی تقلید سے بلکہ پیغمبرؑ کی پیروی سے احکامِ دین میں بلندتر اور فرائض میں افضل فرض چھوڑ دیا گیا چنانچہ کشف المنار میں کہا ہے کہ اس کا چھوڑ نا خبر واحد سے جائز تھا چنانچہ اہل قبلہ نے بیت المقدس کے قبلہ کو صرف آپ کی (رسولؐ کی) خبر واحد سے چھوڑ دیا اور نبیؑ نے ان کے اس عمل کو درست رکھا اور نیز آپ ہی کی پیروی میں خانۂ کعبہ کے قبلہ کو بھی چھوڑا تھا پس آپ نے قبلہ کی طرف ان کا رخ کر دیا اور سنت کو کتاب اللہ کے مشابہ بھی کہا گیا ہے اسی وجہ سے سنت کی منسوخیت کتاب اللہ سے

اور کتاب اللہ کی منسوخیت سنت سے لائے ہیں بلکہ کہا ہے کہ سابقہ کتابوں سے جو شریعتیں ثابت ہوئیں اُن کو ہماری شریعت نے منسوخ کر دیا اور اُن سے ثابت نہیں ہوئی کوئی چیز مگر رسولؐ کی تبلیغ سے اور یہ بات محال نہیں ہے کیونکہ خدائے تعالیٰ کا تمام دین رسولؐ کے قول سے قبول کیا گیا مانند قول اللہ تعالیٰ کے کہ وہ رسول کریم کا قول ہے شاعر کا قول نہیں ہے یعنی رسول اللہؐ کی زبان کلام اللہ کی مظہر ہے اور یہ بات تعجب کے قابل نہیں ہے بسبب آنحضرتؐ کے فرمان کے کہ اللہ تعالیٰ بولتا ہے عمرؓ کی زبان سے پس جس وقت کہ اللہ کا کلام پیغمبرؑ کی زبان سے متعلق اور اس پر موقوف ہے تو دیکھو کہ دین کا کونسا امر ہے جو اس سے خارج ہوگا اور شرح منار میں قبول قول کو تقلید کہا ہے اور جاننا چاہیئے کہ توحید خدا اور نبوت انبیاء اور انبیاءؑ کی لائی ہوئی کتابوں کو قبول کرنے کے لئے دلیل طلب کرنا کفر ہے اور جس پر دلیل طلب کرنا کفر ہے اس کی تقلید فرض ہے پس ثابت ہوا کہ تصدیق اور تسلیم اور اتباع اور اطاعت فرمانِ خدائے تعالیٰ اور انبیاءؑ کی کسی مسلمان کے لئے بجز تقلید کے نہیں ہے اور ایسی تقلید کا نام ایمان اعلیٰ اور تحقیق ہے جیسا کہ ایمان ابوبکرؓ کا ہے اور ایمان اصلِ اصولیات اور فرضیات کا سردار ہے اور قول نبیؐ کی فصل میں کہا ہے کیونکہ رسول اللہؐ کی اقتدا ہی اصل ہے اور کہا ہے کیونکہ اقتدا ہی پیروی ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے قول میں جن لوگوں نے تیری پیروی کی یعنے مسلمانوں نے کیونکہ انہوں نے آپ کی پیروی اصل اسلام میں کی اس مقام میں ثابت ہو گیا کہ پیغمبرؑ کی تقلید سراپا دین کا معدن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا شریعت قرار دیا تمہارے لئے دین سے پس ثابت ہوا کہ دین کے اصول شرع ہیں پس وہ دین اسلام ہے اور اسلام کی جڑ نبیؐ کی پیروی ہے اور اس کو محض ایک کہی ہوئی بات اور عجیب مت جان کیونکہ بزدوی کے بابِ آخر شرط اجماع میں کہتا ہے کہ جس شخص نے اجماع کا انکار کیا اس کا پورا دین باطل ہو گیا کیونکہ اصول دین کا دارومدار مسلمانوں کے اجماع پر ہے یعنے اجماع کے قول پر ہے اور شرع حسامی اور شرح منار میں تقلید کو قول اور مذہب کہا ہے لیکن نبیؐ کی تقلید اجماع کی تقلید سے بہت بالاتر ہے چنانچہ یہ بات پوشیدہ نہیں ہے اور فصل شروعات میں کہا ہے کیونکہ رجوع کرنا نبیؐ کی طرف فرض ہے اور آپ ہی سے سُنی ہوئی بات حجت ہے اور اجماع سوائے اس کے نہیں کہ آپ کے بعد حجت ہوتی ہے یعنے آپ کی پیروی کی طرف رجوع کرنا فرض ہے اسی وجہ سے کہا ہے جس نے سنت کو خفیف سمجھ کر چھوڑ دیا کافر ہوا اور جب سنت کو خفیف سمجھنا کفر ہے تو جو سنت کا انکار کرے اس کا کافر ہونا پوشیدہ نہیں ہے اور کہا رسولؐ کا قول جو موجب علم قطعی کا ہو وہ فرض ہے پس اسی طرح فرض ہے وہ بات جس پر مومنوں نے اجماع کیا ہے اور جب اجماع کا قول فرض ہو تو رسولؐ کا قول بدرجۂ اولیٰ فرض ہوگا بسبب صاحب کتاب کے قول کے اور اجماع آپؐ کے زمانۂ حیات میں حجت نہیں ہے اسی طرح تمام علماء نے شرفِ سنت کے بعد اجماع کا مرتبہ رکھا ہے کیونکہ تمام اُمت مرحومہ پیغمبر علیہ السلام کی تقلید ہے چنانچہ کشف المنار میں کہا ہے تقلید کرتی ہے اُمت صاحب وحی کی اور عالم صاحبِ رائے کی اور شرح ملّا جامی میں کہا

ہے کہ صحابہؓ کی تقلید تابعینِ مسلمین و مجتہدین پر واجب ہے اور اسی میں دوسرے مقام پر کہا ہے کہ صحابہؓ کی تقلید واجب ہے تابعین پر اور ان کے بعد کے مجتہدین پر چونکہ اس مقام سے تقلید واجب ہوتی ہے پس پیغمبر علیہ السلام کے قول وفعل کو قبول کرنے کے لئے دلیل طلب کرنا کس طرح سزاوار ہے اور اکثر کتب اصول شرع میں لائے ہیں کہ صحابی کی تقلید واجب ہے اس کے مقابل میں قیاس ترک کر دیا جائے گا اور قیاس بھی اصلِ شرع ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اس خصوص میں خوب غور کرنا چاہیئے کہ جب ایک صحابیؓ کی تقلید میں اصول شرع میں سے ایک اصل کو ترک کرنا چاہیئے تو پیغمبرؐ کی تقلید جو اجماع صحابہؓ کی تقلید سے افضل و اعلیٰ ہے اس کا شرف کیا کہہ سکتے ہیں۔لیکن جاننا چاہیئے کہ ایک مقلد نادان ہے اور ایک دانا اور یہ دونو مقلدین دلیل سے پیدا ہوتے ہیں چنانچہ کشف المنار میں خبر واحد کی فصل میں کہا ہے کیونکہ مقلد اعتقاد رکھتا ہے کہ اللہ ایک ہے اس حال میں کہ (اللہ کے ایک ہونے کا) نہیں ہے اس کے لئے کوئی علم اس مقام سے عوام کی تقلید معلوم ہوتی ہے اور اسی مقام سے ثابت ہوتا ہے کہ خاص لوگ بھی مقلد ہیں کیونکہ تمام عارفوں نے یہ قرار داد کیا ہے کہ عارف بھی جاہل ہیں چنانچہ شیخ سعدیؒ نے کہا ہے کہ اے خدائے تعالیٰ تو خیال و قیاس وگمان و وہم سے اور ہمارے قول ہماری سنی ہوئی باتوں اور پڑھے ہوے معلومات سے برتر ہے۔اور تفسیر مواہب میں اس آیت کے نیچے اور نہیں گھیر سکتے ہیں اس کو (خدا کو) اپنے علم سے۔ فرماتا ہے اور احاطہ نہیں کرسکتے ہیں تمام عالم اپنے علم کی جہت سے ذات خدا کو مانند آنحضرتؐ کے فرمان کے کہ نہیں پہچانا ہم نے تجھے جیسا کہ تجھے پہچاننا چاہیئے تھا اور تفسیر بحر الحقائق میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن کے تحت فرماتا ہے لیکن ثنا (خدا کی حمد) پس نبیؐ شب معراج میں جب مخاطب کئے گئے کہ اے نبیؐ تو میری ثنا کر تو آپؐ کو معلوم ہوا کہ ثنا پڑھنا مخلوق کی شان ہے پس نبیؐ نے کہا کہ اے اللہ میں تیری ثنا نہیں پڑھ سکتا ہوں اور معلوم ہوا کہ حکم کو بجالانا اور عبودیت کو ظاہر کرنا ضروری ہے پس یہ عرض کرنے کے بعد آپ نے یہ عرض کیا کہ اے خدا تو ویسا ہی ہے جیسا کہ تو نے اپنی آپ ثنا کی پس یہ ثنا بھی تقلید ہے کیونکہ آپ نے اللہ کی ثنا ویسی ہی کی جیسی اس نے اپنی آپ ثنا کی الخ یہاں تک کہ کہا (صاحب بحر الحقائق نے) کہ اللہ کی ثنا تحقیقات کسی نے نہیں کی سوائے تقلید کے جب یہ بات ہے تو کون شخص ہے جو تقلید سے باہر آئے گا اور علم ذات حق کو پہنچے گا جیسا کہ پہنچنا چاہیئے اس جہت سے تمام لوگ یومنون بالغیب کے زمرہ میں ہیں اور غیب پر ایمان لانا عینِ تقلید ہے بلکہ روح جو اس کی ایک صفت ہے اس کی معرفت میں فرماتا ہے کہد وائے محمدؐ روح میرے رب کے امر سے ہے اور نہیں دئے گئے تم علم میں سے مگر تھوڑا سا بلکہ اللہ کی صفت کے نتیجہ کو تھوڑا سا ادراک کرتے ہیں تو اس کی ذات کا ادراک کہاں کرسکتے ہیں پس ہر شخص جس مقام میں کہ اس کا علم درجۂ تحقیق کو نہیں پہنچتا ہے اس مقام میں وہ مقلد ہے اور تحقیق بھی یہی ہے کہ پیغمبرؑ کی صحیح تقلید کو پہنچ جائے جیسا کہ کہا گیا ہے کہ نیک لوگوں کی نیکیاں مقرَّبانِ بارگاہ کی برائیاں ہیں اسی طرح پیشوایوں کی تحقیق

پیروؤں کی تقلید ہے پس ثابت ہوا کہ مقلد اور متقلد کے درمیان تحقیق بھی ہے اور تقلید بھی کیونکہ پیغمبرؑ کی تقلید بتحقیق اطاعت خدا ہے مانند قول اللہ تعالیٰ کے جو شخص اطاعت کرے رسولؐ کی تو اس نے اطاعت کی اللہ کی اسی مقام سے ثابت ہوا کہ اُمت کی تحقیقات بھی پیغمبرؑ کی تقلید ہے سوال یہ ہے کہ تصدیق تقلید اطاعت اتباع اور تسلیم ایک ہیں یا ان کے درمیان فرق ہے۔
جواب جاننا چاہیئے کہ یہ تمام الفاظ مترادف ہیں کہ ان میں بحث کرنا جائز نہیں ہے بجز تقلید کے کوئی چیز نہیں ہے مانند قول اللہ تعالیٰ کے اطاعت کرو تم اللہ کی اور اطاعت کرو تم رسولؐ کی اور تم میں اولوالامر کی پس اگر باہم مخالفت کرو تم کسی چیز میں تو پیش کرو تم اس کو اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف۔ یعنے دلیل طلب کرے کتاب سے اور سنت سے اور جس کسی کی اطاعت و اتباع میں دلیل طلب کرنا چاہیئے تو پھر وہ تقلید نہیں کیونکہ تقلید کی شرط بالاتفاق یہ ہے کہ قول کی تصدیق بلاتامل کی جائے اور بلاطلب دلیل تسلیم کرے پس اس طریقہ سے کسی شخص کی اتباع اور اطاعت بجز پیغمبر صاحب فرمان اور اصحاب اجتہاد کے سزاوار نہیں مانند قول اللہ کے اطاعت کرو تم اللہ کی اور اس کے رسولؐ کی اور آپس میں مخالفت مت کرو۔ کیونکہ قول خدائے تعالیٰ کا ہے جو اطاعت کرے گا رسولؐ کی پس اس نے اطاعت کی اللہ کی پس نص کتاب کی دلیل سے ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کی اطاعت اور اتباع بجز تقلید کے نہیں ہے اور بس جیسا کہ کہا کشف المنار میں صحابہ اور تابعین کی تقلید کی فصل میں اور سوائے اس کے نہیں ہے کہ ہم نے پیغمبروں کی تقلید کی کیونکہ ہم نے پہچانا ان کی عصمت کو کذب اور خطا سے معجزہ کی دلالت سے پس ہم نے ان کی پیروی کی عصمت کی دلالت قائم ہونے کی وجہ سے اس مقام سے بھی معلوم ہوا کہ پیغمبرؑ کی اتباع بجز تقلید کے نہیں ہے اور جس شخص کو دلیل قوی اور قطعی سے صادق القول جاننا چاہیئے اس کی تقلید لازم ہوگئی یعنے اس کے قول کو بغیر طلب دلیل کے قبول کرنا واجب ہو جاتا ہے امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے جیسے عالموں کی تقلید فروعات میں ایسی ہی ہے جو کچھ کہ تفسیر بیضاوی میں اطیعوا اللّٰہ و اطیعو الرسول کے تحت فرماتا ہے (وہ یہ ہے کہ) کیونکہ نہیں جائز ہے مقلد کے لئے کہ مخالفت کرے مجتہد کی اس کے حکم میں بخلاف مروس یعنے خلاف قیاس کے کیونکہ قیاس وہی ہے جو کتاب اور سنت سے سمجھا جاتا ہے پس اسی وجہ سے قیاس کو کتاب اور سنت کا تابع ہوگا اور کشف المنار سے نقل کیا گیا ہے بابِ قیاس میں ہے کیونکہ کتاب اللہ نے دلالت کی قول رسولؐ کے ماننے کے وجوب پر اور قول رسول علیہ السلام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ قیاس حجت ہے تو جاننا چاہیئے کہ جو کچھ دلیل کتاب سے ثابت ہوتا ہے فرض اور جو کچھ خبر احاد سے ثابت ہوتا ہے واجب ہے چنانچہ باب الاجماع میں کہا ہے کیونکہ وہ (اجماع) بمنزلۂ خبر واحد کے ہے اس کے واجب العمل ہونے اور واجب العمل نہونے میں اور یہ صفت واجبات کی ہے لیکن علماء غیر مجتہدین کی تقلید پر دلیل لانا لازم ہوتا ہے اور جب ان کے برخلاف دلیل پاوے تو ترکِ تقلید واجب ہوتی ہے اور علماء مجتہدین کی تقلید سے (بلا دلیل) نکل جانے پر گنہ لازم آتا ہے کیونکہ مذہب سے نکل جانے پر

تشہیر (کسی کی رسوائی کوشہرت دینا) اور تازیانہ لگانا لازم آتا ہے اور صاحب فرمان کی اتباع اور اطاعت پر دلیل ڈھونڈھنا اور کسی دلیل کے ذریعہ سے اُس کی مخالفت کرنا کفر ہے پس ثابت ہوا کہ ان کی (صاحبِ فرمان کی) اطاعت واتباع عین تقلید ہے اور دوسروں کی تقلید اطاعت اور اتباع کے معنی میں ہے اور بس۔

ماهية التقليد جس کو ہم نے شرع اور تقلید کی تفصیل کے ساتھ بیان کیا

اور سوالات وجوابات کے اقسام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے اللہ تو ہم کو ہدایت کر سیدھے راستے کی اور بچا ہم کو تفریط اور افراط سے نبیؑ مہدیؑ اور ان کے آل واصحابؓ کے واسطہ سے اور درود نازل کرے اللہ ان دونوں پر اور سلام بھیجے اور ان لوگوں پر جنھوں نے ان دونوں کی اتباع کی قیامت تک لیکن بعد حمد وصلوٰۃ کے جان کہ چند مسائل موافق خواہش سائل کے بحکم (آیت ہذا) چاہیئے کہ بیان کرو تم اس کو لوگوں کے سامنے اور نہ چھپاؤ تم اس کو ادا کئے گئے ہیں اور نبیؑ نے اللہ سے حکایت کرتے ہوئے فرمایا اے محمدا گر تو نہوتا تو میں کائنات کو پیدا نہ کرتا اور اگر تو نہوتا تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا اے میرے نور کے نور اے میرے بھید کے بھید اور میری معرفت کے خزانے اے محمدؐ میں نے اپنی بادشاہت تجھ پر فدا کی یہ خطاب پاک خاص ولایت محمدیؐ سے ہے اور سعد الدین حمویؒ اور محی الدین اعرابیؒ اور مسعود بیگؒ اور ان کے جیسے علماء سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ تمام اولیاءؒ وانبیاء علیہما السلام ولایت محمدیؐ سے فیض لینے والے ہیں جیسے کہ اُن کا قول ہے کہ پیغمبرانؑ اور اولیاءؒ سب کے سب دیکھتے ہیں اس کو (خدا کو) خاتم الاولیاء کی مشکوٰۃ سے اور میاں ملک جیؒ نے فرمایا ہے

جو کچھ کہ ہے ولایت سے ظہور ہے

اور اس کے (ولایت محمدیؐ کے) خاتم مہدیِ موعودؑ ہیں جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ امام مہدی علیہ السلام نے فرمایا تعلیم دیا گیا ہوں اللہ سے فرشتہ کے واسطہ کے بغیر ہر نئے دن کہدے اے سید محمد کہ میں اللہ کا بندہ محمد رسول اللہؐ کا تابع ہوں۔ اور موافق اس (فرمان) کے ہے شیخ کبیر ابن اعرابیؒ کا قول کہ لیا ہے اس نے (مہدیؑ نے) اسی معدن سے جس معدن سے وہ فرشتہ لیتا ہے جو رسولؐ پر وحی لاتا ہے اگر تو سمجھے گا اُس بات کو جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے تو حاصل ہوگا تجھ کو نفع بخش علم پس مہدیؑ فرمانِ خدا کا تابع ہے جیسا کہ فرمان اللہ تعالیٰ کا رسول اللہؐ کو ہوا پس پیروی کر ملت ابراہیم کی اس حالت میں کہ وہ سیدھا ہے (کجی سے دور ہے) یعنی پیروی کر مذہب ابراہیمؑ کی پس ثابت ہوگیا کہ صاحبِ

فرمان کسی کے مقلد نہیں ہیں کہ دوسرے کی اتباع اپنے اوپر لازم کریں مگر ان کو خدائے تعالیٰ جو کچھ فرماتا ہے کرتے ہیں اور شرح حسامی میں لایا ہے کہ تقلید انسان کی اتباع کرنا ہے قول اور فعل میں حقیقت اعتقاد کے ساتھ بغیر تامل کے پس ثابت ہوا کہ تقلید ایک انسان کی اتباع ہے اور وہ صاحب فرمان ہیں کہ حق تعالیٰ سے بلاواسطہ تحقیق کر سکتے ہیں اور ان کے چند خصوصیات ہیں جن کے سبب سے بھی وہ کسی کے مقلد ہرگز نہیں ہوتے پس ان کو مقلد اصطلاحی نہیں کہنا چاہیئے کیونکہ وہ اُمت کے مقلَّد ہیں مقلِّد نہیں ہیں۔ دیگر واضح ہو کہ کشف الاسرار میں لایا ہے کہ ورقات میں ہے کہ اصول صفّار میں کہا ہے تقلید قائل کے قول کو بلا حجت قبول کرنا ہے پس اس بنا پر نبیؐ کے قول کو قبول کرنے کا نام تقلید ہوگا کیونکہ آپؐ جو حکم لاتے ہیں اُس حکم کو اُس کی دلیل کے ذکر کے بغیر لے لینا واجب ہے اور چونکہ شریعت کو لینے کے لئے بغیر اس کے کوئی محل نہیں ہے تو تفریق اور توفیق کی کیا گنجائش ہے اور اکثر صحابہؓ مثل ابوبکر صدیقؓ، بغیر ذکر دلیل کے ایمان لائے ہیں چنانچہ میاں عبدالملکؒ نے صحابہؓ کے سبب اسلام کے رسالہ میں جو محض شرف تقلید کے واسطے ہے بیان فرمایا ہے اور تم کو معلوم ہے کہ اکثر صحابہؓ بغیر تحقیقِ دلیل کے تقلید کے ساتھ ایمان لائے اور تائید کرتی ہے اس بات کی تفسیر نیشا پوری اور تفسیر رحمانی اور تفسیر بیضاوی چنانچہ اللہ تعالیٰ کے قول پس ہدایت کیا اللہ نے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے جس چیز میں انہوں نے اختلاف کیا۔ کے تحت ذکر کیا گیا ہے یعنے بغیر دلیلِ نقلی اور بغیر معلّم بشری کے۔ لیکن آنحضرتؐ کی تصدیق کے بعد کسی صاحبِ اخلاص نے بجز آپ کی تقلید کے چارہ نہ پایا اور آپ کی بات پر دلیل طلب کرنا خود پر جائز نہ رکھا اور یہ طریقہ طالبی مرشدی کا تمام اولیاء اللہ نے جو افضل مشائخ طریقت اور اہل حقیقت و معرفت ہیں قیامت تک جاری رکھا ہے اور یہ بات پوشیدہ نہیں ہے ان لوگوں کے لئے جن کو تھوڑی سی بھی سمجھ ہے اُن کے سلوک میں لیکن امام شافعیؒ کا مذہب یہ ہے کہ پیغمبرؐ کے سوائے کسی کی تقلید جائز نہیں ہے اور امام ابوحنیفہؒ کا اقرار یہ ہے جو حسامی اور اس کی شرح میں کہا ہے کہ صحابیؓ کی تقلید تابعین پر واجب ہے اور مجتہدین میں جو لوگ ان کے بعد ہوئے ہیں ان پر بھی واجب ہے پس امام حجۃ الاسلام محمد غزالیؒ نے دونوں کی تطبیق دیکر (امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ کے اقوال کو تطبیق دیکر) اسی وجہ سے کہا ہے سوائے اس کے نہیں کہ مقلد صاحبِ شرع ہے اس چیز میں جس کا کہ اس نے حکم کیا ہے اور کہا ہے صحابہؓ کی تقلید اس حیثیت سے ہے کہ اُن کا فعل رسول اللہؐ کی سماع پر دلالت کرتا ہے پھر جب کوئی صاحب شرع کی تقلید کرے اُس کے اقوال اور افعال کو مانکر تو ضرور اس کو اس کے اسرار کے سمجھنے کی حرص ہونی چاہیئے اس لئے کہ مقلد جو فعل کرے گا اس لئے کہ رسول اللہؐ نے وہ فعل کیا ہے پس جب رسول اللہؐ نے اس فعل کو کیا تو ضرور اُس میں کوئی راز ہوگا پس سزاوار ہے کہ وہ شخص آنحضورؐ کے اعمال و اقوال کے اسرار سے واقف ہونے کی سخت کوشش کرے گا۔ تذکرۃ الاولیاء میں سہلؒ بن عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ خدا کے سوائے کوئی خالق نہیں ہے اور رسولِ خداؐ کے سوائے کوئی ولی نہیں ہے اور تفسیر نیشا پوری میں

ویتلوہٗ شاھد'' منہٗ (اور پیچھے آئے گا اس کے گواہ اس کا) کی تفسیر میں کہا ہے یعنے گواہ محمدؐ کا اور وہ آپ کی زبان ہے پس ثابت ہوا ہے اور کوئی دلیل آپ کے قول وفعل کی اتباع سے قوی نہیں ہے پس اس کی صحت کے لئے اجماع زیادہ قوی ہے ورنہ آپ کے حضور میں اجماع کا وجود نہ تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تا مام صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا اور تم جانو کہ تم میں اللہ کا رسول ہے اگر وہ بہت سے کاموں میں تمہاری اطاعت کرے گا تو تم مشکل میں پڑ جاؤ گے اور تمام صحابہؓ سے فرماتا ہے جو اطاعت کرے گا رسولؐ کی وہ اطاعت کیا اللہ کی اور قل اللہ تعالیٰ ہے پس پیروی کرو تم اس کی تا کہ تم ہدایت پاؤ پس ثابت ہوا کہ آپ کی اتباع شریعت ہے اور حجت قاطع بھی آپ ہی سے ہے اور ایمان آپ کو قبول کرنے کا نام ہے اور تقلید نبیؐ کے معنی بھی یہی ہیں اس کے سوائے شریعت کا کوئی معنیٰ نہیں نیز امام فخرالدین رازی ایک اشکال اس مقام پر لائے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم نہیں جانتے ہیں ابلیس کے غیر صادق ہونے کو اور اُس کے جھوٹ سے معصوم نہونے کو اور اس کے مکروفریب کو مگر دلائل سمعیہ سے اور دلائل سمعیہ کی صحت موقوف ہے محمدؐ کی صداقت پر اور آپ کی صداقت اس بات پر موقوف ہے کہ یہ قرآن اللہ کی جانب سے معجزہ ہے شیطان خبیث کی جانب سے نہیں ہے اور اس بات کا علم اس بات کے جاننے پر موقوف ہے کہ جبرئیلؑ سچے ہیں بَری ہیں مکرو فریب اور افعال شیطان سے پس اس وقت لازم آتا ہے دور اور یہ مقام دشوار ہے، یعنے محمدؐ قرآن سے ثابت ہوتے ہیں اور قرآن زبانِ محمدؐ سے پس سوائے تقلید کے چارہ نہیں ہے کیونکہ کسی احکام دینی پر رسول اللہؐ کی سماع کے سوائے کوئی دلیل نہیں ہے چنانچہ مقصد اقصیٰ سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کی پیروی کرنے والوں کا عتقاد حُسنِ سماع کے ذریعہ سے ہے چنانچہ اللہ پاک نے خبر دی۔ ہم نے سُنا اور اطاعت کی۔ حاصل کلام ثابت ہوا کہ شریعت کا خلاصہ محض پیغمبرؐ کے قو وفعل کی اتباع ہے دلیل شریعت بھی آپ ہی سے ہے مراۃ العارفین کے پہلے جزء میں کہتا ہے کہ جو وجود کسی وجود سے قائم ہوتا ہے تو حقیقت میں اس کا کوئی وجود نہیں ہوتا اسی طرح ہے سلسلہ میں ایضاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں بنایا ہم نے اس قبلہ کو جس قبلہ پر تو تھا (یعنے بیت المقدس) مگر تا کہ جانیں ہم کہ کون پیروی کرتا ہے رسولؐ کی اُن لوگوں میں سے جو پلٹتے ہیں اپنی ایڑیوں پر الخ اور اس جیسی صورتوں میں بجز قبول کرنے قول واتباع پیغمبرؐ کے کوئی دلیل نہیں ہے البتہ یہ اصحاب محمدؐ کا خاصہ تھا کہ ایسے امرِ شریعت کو اسقدر سختی کے ساتھ جو منجملہ محکمات کے ہے جاری ہوتا تھا تو اس کو پیغمبرؐ کی پیروی کے خاطر اختیار کر لئے کیونکہ آپؐ کا قول ماضی آپؐ کے قول حال سے منسوخ ہوا لیکن حکم جاری کو شریعت جانا اور امرِ جدید کی تقلید لازم رکھی یعنے اس پر دلیل طلب کرنے کو حرام سمجھا پس جس وقت کہ امرِ شریعت منسوخ ہوتا تھا تو اہلِ کتاب طعنہ دیتے تھے کہ یہ پشیمانی کا نتیجہ ہے اور اللہ کو پشیمانی سزاوار نہیں ہے لیکن آپ کے پیرووں نے کوئی پرواہ نہیں کی تقلید یہ ہے اور اسی طرح حضرت زینبؓ کے معاملہ میں اور القاءِ شیطان کے ذکر میں اور صلح حدیبیہ میں اور احکام عائشہؓ میں اور صفوان کے بارے میں اور اس کے مانند سب امور میں

صحابہؓ ہی کو سزاوار تھا کہ سننے اور چشم تحقیق سے دیکھنے کی طرف متوجہ نہوئے اور کسی حجت و دلیل پر اعتماد نہیں کیا اور بال برابر نبی علیہ السلام کی اتباع سے سرکشی کی۔ یہاں تک کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنے اصحابؓ سے اسی بنا پر فرمایا کہ تم لوگ بندہ پر کیا ایمان لاتے ہو اصحابِ مصطفےٰؐ کا ایمان طلب کرو کہ ان معاملات میں ان کے دل پر آپ کے ساتھ کسی قسم کا شک وشبہ نہیں گذرا۔ نیز حسّامی میں لایا ہے کہا اصول شرع تین ہیں کتاب، سنت اور اجماع اُمت اور چوتھی اصل قیاس ہے جو انہیں اصول سے مستنبط ہے اور اصول شاشی میں کہا ہے اصول فقہ چار ہیں کتاب سنتِ رسول اللہؐ اجماع اُمت اور قیاس۔ ان اصول میں اللہ کی کتاب سب سے اولیٰ ہے اور اس کی تحقیق بھی زبان پیغمبرؑ سے ہوئی ہے اس کے بعد اس کی صحت قول اجماع سے ہے یہاں تک کہ دیوان نبوت کے کاتب علی مرتضیٰؓ اور ان کے مثل دوسرے بھی تھے کہ رسول اللہؐ نے ان کے ہاتھ سے کلام اللہ لکھوایا تھا انہوں نے اپنا تمام لکھا ہوا جو اجماع سے ثابت نہوا اجماع کی تقلید سے مٹا دیا (اگر چیکہ نبیؐ کے حضور میں آپ کی زبان سے سنکر اپنے ہاتھ سے لکھ کر تحقیق کے ساتھ رکھے تھے جس وقت کہ اجماع کی تقلید سے ایسی تحقیقات کو محو کر دیئے ہوں تو پس محمدؐ کی زبان سے ناسخ ومنسوخ ہونا کیا عجب ہے کیونکہ قرآن کا ثبوت بھی آپ ہی کے قول سے ہے اگر چیکہ قرآن کی صحت چالیس مسلمانوں کی زبانی معتبر تھی لیکن پیغمبرؑ کے ظہور کے وقت میں علماء یہود ونصاریٰ جو چوبیس ہزار بلکہ اس سے زیادہ تھے ان کے فرقوں کے ساتھ ان کا اجماع باطل ہوگیا اور ایک ذاتِ پیغمبرؑ کی تقلید حق ہوئی پس ثابت ہوا کہ حجت قطعی صاحبِ اخلاق اعلیٰ وافضل کی تقلید ہے اور ہماری اس بحث میں مقصد کلی یہی ہے اور کتاب حسامی اور شاشی کی عبارت سے اور نیز دوسری کتابوں سے ثابت ہوا کہ انہیں مسائل فقہ کو شرع کہتے ہیں جو تمام اہلِ دین میں مطلح اور معروف ومشہور ہے پس اس زمانہ میں جہاں کہیں کہ شرع مطلق کا نام لیا جائے تو وہاں بغیر مسائل فقہ کے کسی اور بات کا تصور نہیں کرنا چاہیئے چنانچہ کتاب اور سنت ہمارے پیغمبرؑ کے شرع کے اصول ہیں اخبار اور آگے کی شریعتیں بھی اسی طرح ہیں مانند قول اللہ تعالیٰ کے تم میں سے ہر ایک کے واسطے ہم نے ایک شریعت اور ایک طریقہ بنایا یعنے کتاب وسنت ہر چند کہ یہ سب شریعت ہیں لیکن ان میں سے ہر ایک کا بیان علحدہ ہوتا ہے مانند قول اللہ تعالیٰ کے تمہارے لئے دین کی شریعت بنائی جو وصیت کی اس کے ساتھ الخ ضرور ہے کہ ہر ایک کا جداگانہ بیان کرے حقیقت میں تینوں ایک ہیں یعنے دین اور شرع اور منہاج اور اسی کے مانند بہت سی بحثیں ہیں کہ وہاں مراد شریعت ہوتی ہے اور ہر ایک کا بیان مفصل ہوتا ہے اور اسی طرح صاحبِ فرمان کی تقلید اور شریعت ایک ہی چیز ہے لیکن ان دونوں کا بیان اس تفصیل کے ساتھ جاننا چاہیئے کہ شریعت کی غرض پیغمبرؑ کی ظاہرہ پیروی ہے اور آپ کے قول کی تقلید آپ کی مطلق اتباع ہے بنی برآں امرِ جاری اور ظاہر سے شریعت کا بیان ہوتا ہے مانند اس قول کے کہ ہم ظواہر پر حکم لگاتے ہیں کیونکہ بیان شریعت کے لئے عبارت لازم ہے اور بیان باطن کے لئے زبانِ حقیقت چاہیئے اور اسی وجہ سے اللہ

تعالیٰ نے فرمایا اور مت ملاتو ساتھ اس کے اپنی لسان (لسان حقیقت) کو اور تفسیر عرائس میں تحت آیت بلاتو اپنے پروردگار کے راستہ کی طرف حکمت کے ساتھ۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جمہور کو مخاطب کر زبانِ شریعت سے نہ کہ زبانِ حقیقت سے تو اس میں ان کی عقلیں حیران رہ جائیں گی اور مخلوق بغیر سمجھ اور علم کے رہ جائے گی اور مخزن الاسرار میں کہا ہے کہ ایمان اور اسلام کی اصل صرف احسان کو پہچاننے کے لئے وضع کی گئی ہے پس شریعت شیر خوار بچے کے لئے دودھ کے مانند ہے اور طریقت بڑے آدمی کے لئے دودھ اور چاول کے مانند ہے اور حقیقت بڑے سن والے کے لئے اقسام کے ماکولات کے مانند ہے شمس تبریزؒ نے فرمایا ہے کہ:۔

شریعت طاعت میں تن کا راستہ ہے

طریقت قناعت کے ساتھ دل کا راستہ ہے

حقیقت بہر نہاں جان کا راستہ ہے

جو جان کے اندر ہے اور جہان کے باہر

اور صاحبِ گلشن راز فرماتے ہیں

شریعت پوست ہے حقیقت مغز ہے

ان دونو کے درمیان طریقت ہے

سالک کے راستہ میں خلل مغز (حقیقت) کا نقصان ہے

جب مغز اس کا پختہ ہوگیا تو بے پوست و نادر ہے

اور مخدوم سید راجوؒ فرماتے ہیں:۔

شریعت ازار ہے طریقت قمیص ہے

حقیقت عمامہ ہے اے حریص

معرفت چادر ہے اور تر کی کلاہ ہے

تو ان پانچ کپڑوں سے بادشاہ ہوگا

اور امام اعظمؒ جنہوں نے اپنی تمام عمر علم شریعت میں صرف کی تھی جبکہ دو سال اس سے (شریعت کے مسائل سے) فرصت ملی تو علم حقیقت اُن میں اثر کیا ناچار امام اعظمؒ نے یہ کہا کہ

ہم نے عمر کو لہو ولعب میں صرف کر دیا

پس افسوس ہے افسوس ہے افسوس ہے

اور کہا اگر یہ دو برس نہوتے تو نعمان ہلاک ہوجاتا، اور امام شافعیؒ بھی باوجود اس قدر راسخ علم عملِ شریعت کے ساتھ ہونے کے حقیقت کے واسطہ سے کہا کہ مجھے اس مال سے نہیں لینا چاہیئے کیونکہ میں مفتی نہیں ہوں۔اور امام احمد حنبلؒ بھی باوجود تمام علم شریعت کے اپنے کو حقیقت سے معذور سمجھتے تھے چنانچہ نقل ہے کہ جو شخص آپؒ سے مسئلہ پوچھتا تھا اگر اس کا تعلق شریعت سے ہوتا تو جواب دیتے اور اگر حقیقت سے تعلق ہوتا تو بشر حافیؒ کے حوالے کرتے۔حقیقت اور شریعت کی تفصیل یہ ہے جو اول سے آخر تک مذکور ہوئی جاننا چاہیئے کہ تقلید کا معنی ایک شخص کے قول کو قبول کرنا ہے اور ظاہر و باطن میں بھی اس کی اتباع کرنا ہے۔لیکن قولِ نبیؑ کا قبول کرنا ایمان افضل ہے جیسا کہ ابوبکرؓ کا ایمان جیسا کہ آپ کے ظاہر کی پیروی عین شریعت ہے ویسا ہی آپ کے باطن کی پیروی عین حقیقت ہے پس عشق و محبت و ولایت و توحید و معرفت یہ تمام اس کے (حقیقت کے) اسماء ہیں اور پیغمبرؑ کی وصیت بھی اسی میں سے (حقیقت میں سے) ہے اور چونکہ تمام شریعتیں باہم مختلف ہیں تو ناچار حالیہ شرع سے گذشتہ شرع منسوخ ہوتی رہی اور چونکہ حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں ہے اس وجہ سے تمام انبیاءؑ اولوالعزمؑ کی وصیت ایک ہی ہے نبوت اور رسالت تشریعی یہ دونو منقطع ہوتے ہیں اور ولایت کبھی منقطع نہیں ہوتی اسی کی طرف اشارہ ہے۔

شعر

سورۂ عشق بھی ایک عجیب سورہ ہے
کہ چار صحیفے اس کی ایک آیت نہیں ہیں

آخر کار یہ تمام باطنِ محمدؐ (مہدیؑ) سے مراد ہے اور۔اگر تو نہوتا تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نکرتا اسی کی طرف بشارت ہے۔البتہ ختم ہوتا سمندر پہلے اس کے کہ ختم ہوں میرے رب کے کلمات الخ اسی کی طرف اشارہ ہے یہی وہ دین اسلام ہے پس جملہ شریعتیں جو باہم مختلف واقع ہوئے مختلف فیہ ہیں یہ بھی عنوان (پتہ) اور الواح اور صفات اور لباس اسی ولایت محمدیؐ کے ہیں جیسا کہ خبر دیا اللہ سبحانہ نے تمہارے لئے دین کی شرع بنایا اور وہ دین ہمیشہ رہنے والا ایک ہے چونکہ خدا ایک ہے اس کا دین بھی ایک ہی ہے ایک سے زیادہ نہیں اور ہر چند کہ شریعتیں منسوخ ہوتی تھیں لیکن قولِ انبیاءؑ کو قبول کرنا جو ان پر اور ان کی لائی ہوئی چیزوں پر ایمان لانا ہے کبھی منسوخ نہوا یہاں تک کہ ائمہ مجتہدین کلام اللہ کی آیتوں میں سے ایک غیر منسوخ کہتے ہیں اور دوسرے امام منسوخ کہتے ہیں باوجود اس کے کہ پیغمبرؑ کی شریعت آپ کے حضور میں اس قدر مختلف فیہ نہ تھی اور چار مذہبوں پر منقسم نہ تھی مگر ائمہ مجتہدین کی تقلید سے (چار مذہب) مقبول ہوگئے پس محمدین علیہما السلام کی تقلید سے ایسا اور ایسا ہو تو کیا محال ہے نقل ہے کہ جب لوگ مہدیؑ کی زبان مبارک سے کمال دقائق اور حقائق سُنے تو کہا کہ کسی نے آج تک

ایسے حقائق بیان نہیں کئے تو حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا بندہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت بیان کرتا ہے اگر حقائق بیان کرے تو تم جل جاؤ گے تم کہاں سُن سکو گے۔ پس ثابت ہوا کہ اگر چہ شرع ذاتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت میں شرع اصطلاحی ہے لیکن اس کی بھی ایک حقیقت ہے کہ اس کا بیان کرنا علٰحدہ باقی ہے نیز جان کہ خدائے تعالیٰ کا اصل دین خالص توحید ہے اور اس توحید خالص کے علم کا ماخذ ذات محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہارے واسطے دین کی شرع بنایا یعنے محمدؐ سے کہ آپ ہی کی ذات مواحد افضل واعلیٰ ہے جیسا کہ حدیثِ قدسی میں اللہ پاک نے خبر دی ہے کہ مجھ سے سنتا ہے مجھ سے دیکھتا ہے مجھ سے کھاتا ہے مجھ سے پیتا ہے مجھ سے کلام کرتا ہے اور مجھ سے چلتا ہے اور مجھ سے پکڑتا ہے اور مجھ سے حملہ کرتا ہے۔ پس ہو گیا مانند قول آنحضرتؐ کے کہ میں باعتبار حقیقتِ باطنی ولایت کے احمد بلا میم ہوں (یعنے مظہر ذاتِ احد ہوں) پس اللہ تعالیٰ آپ کو غالب اور امور دین کے لئے متصر بنایا مانند قول اللہ تعالیٰ کے وہ وہی ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو ساتھ ہدایت اور دینِ حق کے تا کہ غالب کرے اس کو سارے دین پر اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ بنایا ہم نے تجھ کو شریعت پر یعنے حاکم شریعت پر اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے اتباع کی یہاں تک کہ اس کی قوت سے منسوخ کر دیا ساری شریعتوں کو۔ نیز اپنی شرع میں منسوخ کیا امر ہائے محکم کو اور قرأت تشبیہ کو اور متعلق اور حروف مقطعات کو اور اس کے مثل کو پڑھا باوجود کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہی ہے جس نے اتارا کتاب کو وہ ہر چیز کو واضح کرنے والی ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس حال میں کہ وہ تصدیق کرنے والی ہے اُن کتابوں کی جو اُس کے سامنے ہیں اور مدعی کہتے ہیں کہ کوئی چیز موافق نہیں ہے مگر عقیدہ جس کی موافقت پیرو کر سکتے ہیں پس ناچار پیغمبرؑ کے مقلدین مثال مذکور میں کہتے ہیں کہ ہم ایمان لاتے ہیں اس پر اور نہیں مشغول ہوتے اس کی کیفیت میں کیونکہ وہی قوی امین ہے اس پر اور فرمان سے حق تعالیٰ کے کہ پیروی کر اس کی احکام شرع کا اہتمام ہے جیسا کہ خبر دی خدائے پاک نے پھر پیروی کی (ذوالقرنین نے) سبب کی۔ ورنہ تابع کے لئے سزا اور نہیں ہے کہ متبوع کا مالک ہو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم صاحبِ شرع ہیں جیسا کہ صاحبِ مال اور صاحبِ ملک جو چاہتا ہے اپنے مال وملک میں کرتا ہے ایسا ہی پیغمبرؑ نے کیا ہے جو دوسرے کے لئے جائز نہیں ہے اور ہرگز تابع کو متبوع پر ایسی قدرت جائز نہیں ہوتی اور نہیں ہے پس تابع کا کام ہے کہ اتباع کرے جیسا کہ خبر دی اللہ پاک نے کہ پیروی کیا اس نے سبب کی۔ پوشیدہ نہیں ہے کہ شرع اصطلاحی وعرفی عین اتباع پیغمبرؑ کا نام ہے بلکہ ائمۂ اجتہاد کے بعد ان کی تقلید واتباع کو شریعت جانتے ہیں پس صاحبِ فرمان کی تقلید کو شرع تحقیق کہنا کیا محال ہے اور پیغمبرؑ نے اسی جہت سے فرمایا ہے کہ شریعت میرے اقوال ہیں اور طریقت میرے افعال ہیں اور حقیقت میرے احوال ہیں اور معرفت میرا راس المال ہے۔ اور کشف الاسرار میں کہا ہے کہ ایمان اور اسلام کی اصل عرف احسان کی معرفت کے لئے وضع کی گئی ہے کیونکہ شریعت مانند دودھ کے ہے شیر خوار بچے کیلئے اور طریقت مانند

چاول اور دودھ کے ہے دودھ چھوڑے ہوئے بچے کیلئے اور حقیقت مانند اقسام کے ماکولات کے ہے بڑے کے لئے پس مہدیؑ نے باطنی اور ظاہری ہدایت کا دسترخوان بچھایا تھا یعنے شریعت اور حقیقت کا دسترخوان ۔ پس مہدیؑ مجمع البحرین کے مانند تھے اور مقصدِ ثقلین رویت بالعین (چشمِ سر سے دیدار خدا) ہے اور اصل دین وایمان کا یہی تخم ہے جس کو ظاہر کرنے کے لئے مہدی علیہ السلام مبعوث ہوئے اور طالبانِ حق آپ کے گرویدہ ہوئے جیسا کہ خدائے پاک نے خبر دی ہے پس ہدایت کیا اللہ نے اُن لوگوں کی جو ایمان لائے جس چیز میں کہ انہوں نے اختلاف کیا یعنے بغیر دلیل نقلی کے اور معلم بشری کے۔ اس حد تک کے تمام مہاجران حضرت مہدی علیہ السلام نے اتفاق کیا ہے کہ آنحضرتؐ کے قول کے سامنے ہمارے دیکھنے سننے کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور دین کا دارومدار آنحضرتؐ کے فرمان پر ہے چنانچہ نقل ہے کہ ملک برہان الدینؒ کو چشم سر سے اللہ کا دیدار ہوا تو حضرت مہدیؑ نے فرمایا کہ تحقیق کیا (مہدیؑ کے قول فعل حال کی) تقلید ایسی کی کہ مقام تحقیق یعنے مقام دیدار کو پہنچے پس ثابت ہوا کہ ملک مذکور کا تمام عمل اور خدا کا دیدار حضرت مہدیؑ کی تقلید تھی اسی طرح آپ کے تمام اصحابؓ تمام تحقیقات کو چھوڑ دیئے اور آپؑ کی تقلید کو اپنی تحقیق بنائے جیسا کہ رسول اللہؐ کے اصحابؓ نے کیا تھا اور اسی طرح مقصد الاقصیٰ میں لایا ہے کہ آدمی کے کمال کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنی تحقیق کے دعویٰ کو سر سے اتار دے اور تقلید کی حد سے قدم باہر نہ رکھے نیز اس باب میں اس سے پہلے اس فقیر سے چند سوالات کئے گئے پہلا سوال یہ کہ تقلید کا معنیٰ کیا ہے۔ جواب۔ ورقات اصول فقہ میں اور اصول صفار میں کہا ہے تقلید کے معنی قائل کے قول کو بغیر حجت کے قبول کرنے کے ہیں یعنے بغیر ذکر دلیل کے پس اس بنا پر نبیؐ کے قول کو قبول کرنا تقلید ہوگا کیونکہ آپؐ جس حکم کو لاتے ہیں اُس حکم کو ذکر دلیل کے بغیر لے لینا واجب ہوتا ہے اور حاشیۂ حسامی میں مولانا خوندن نے کہا ہے کہ تقلید قول وفعل میں حقیقت اعتقاد کے ساتھ بغیر تاویل کے کسی انسان کی پیروی کرنے کو کہتے ہیں اور نیز باب تصحیح شرع وتقلید کے بارے میں سوال کیا گیا۔ جواب جان کہ ہر شخص جو اپنے امام کی تقلید میں امور شرعیہ کو بجالاوے اور اسی کو صحیح سمجھے تو تفاسیر واحادیث اور مسائل جو بھی ہوں ان میں جس طرح تقلید کی گئی اس پر عمل کرنے کو قبول کرتا ہے کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ بعض آیتیں قرارداد سے) اور اسی طرح بعض احادیث پر عمل کیا گیا اور بعض پر عمل نہیں کیا گیا کس دلیل سے بغیر اقوال مجتہدین کے اور بعض مسائل کو مفتی بہ قرار دیا گیا اور بعض کو مفتٰی بہ نہیں قرار دیا گیا کس وجہ سے بغیر تقلید متقدمین کے اور تائید کرتا ہے اس کی امام نووی کا قول کہ لوگ اس زمانے میں احمقوں کے جیسے ہیں علاوہ اس کے آج کوئی مجتہد نہیں ہے اگر ہم اسلاف کی تقلید کو منع کریں تو لوگوں کو حیران وپریشان چھوڑ دیں گے اور اسی بات کی خبر دی ہے امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے قول بنالیا انہوں نے اپنے عالموں کو رب۔ کے تحت کہ میں نے مقلدینِ فقہاء کی ایک جماعت دیکھی ان کے سامنے چند مسائل میں کتاب اللہ کی بہت سی آیتیں پڑھیں وہ آیتیں اُن کے

مذہب کے مخالف تھیں اُنہوں نے ان آیتوں کو قبول نہیں کیا اور نہ ان کی طرف توجہ کی۔ باوجود اس کے کہ امام نے (امام رازی نے) آیتیں پڑھیں اور اُن لوگوں نے اپنے امام کی تقلید کے خلاف قبول نہیں کیا البتہ مجتہد کے مقلد کو ایسا ہی ہونا چاہیئے اور بیضاوی میں کہا ہے مقلد کے لئے جائز نہیں ہے کہ مجتہد کی مخالفت کرے اس کے کسی حکم میں جو بخلاف مروس یعنے بخلاف معنی کتاب وسنت ہو اس اعتبار سے کہ مجتہد زیادہ جاننے والا ہوتا ہے کتاب وسنت کا اُس سے (مقلد سے) ایک سوال۔ پیغمبر علیہ السلام کی تقلید کے فرض ہونے میں کیا گیا۔ جواب۔ حسامی اور اس کی شرح میں کہا ہے کہا بوسعید بروعی کہا کہ صحابیؓ کی تقلید تابعین اوران کے مابعد کے مجتہدین پر واجب ہے اور یہی مذہب شیخین اور ابوالسیر کا مختار ہے اور یہی مذہب زیادہ صحیح ہے اس کے مقابلہ میں قیاس ترک کردیا جائے گا جب یہ بات ہے تو نبیؑ کا قول قبول کرنے کے فرض ہونے میں اور آپ کی اتباع میں گفتگو کرنے کی کیا مجال ہے کیونکہ اگر نبیؑ کے قول کا قبول کرنا فرض نہوگا تو اس قدر احکام شریعت اور اس کے اصول کس کی زبان سے موجود ہوئے ہیں پس یہ بات اچھی طرح سمجھ لے کیونکہ یہ ظاہر ہے نیز مہدیؑ کی تقلید کے مرتبہ کی تعریف کے بارے میں لوگوں نے سوال کیا۔ جواب جان کہ مہدیِ موعودؑ کے اصحابؓ مانند محمد نبیؐ کے اصحابؓ کے امی تھے شریعت طریقت حقیقت اور معرفت ان تمام مرتبوں کو مہدیؑ کی تقلید سے اخذ کیئے اور محض آپ کی اتباع سے دین وایمان اور اللہ کی خوشنودی پائے راضی ہوا اللہ ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے یہ بات اس شخص کے لئے ہے جو ڈرا اپنے رب سے۔ دوسرا سول۔ مرشدوں اور عالموں کی تقلید کا رتبہ کیا ہے۔ جواب جان کہ طالب کو مرشد کے ساتھ وہی نسبت ہے جو میت کو غسال کے ساتھ ہے اس طرح طالب کو مرشد کے حوالہ ہو جانا چاہیئے اور یہ بات بتحقیق پوشیدہ نہیں ہے اور تقلید یہی ہے اور پیروی ومریدی کے اس طریقہ کے ذکر سے تصوف کی کوئی کتاب خالی نہوگی بجز مشیت الٰہی۔ اور اسی اپنے مقتداؤں کی تقلید کے واسطہ سے اکثر اولیاء اللہ ظاہری شرع پرستوں کی زبان سے مطعون ہوئے ہیں بلکہ ظاہر پرست علماء کے محض فتووں ہی سے بعض جگہہ اولیاء اللہ کا اخراج وقتل واقع ہوا ہے اور حضرت مہدی علیہ السلام نے یہ سُنکر فرمایا کہ ان پر ظلم ہوا یعنے یہ لوگ معذور تھے اپنے پیر کی تقلید کی جہت سے اپنی تحقیق کے بموجب (انہوں نے جو کچھ کہنا اور کرنا تھا کہا اور کیا) حاصل کلام طالبی اور مرشدی کے راستے میں ایسی ہی تقلید لازم جانتے ہیں چنانچہ مصنف کتاب مقصد الاقصیٰ نے یہ بیان کیا ہے کہ آدمی کا خلاصۂ کمال یہ ہے کہ محققی کے دعوے کو اپنے سر سے نکال دے اور تقلید کی حد سے قدم باہر نہ رکھے ایضاً علماء متقدمین کی تقلید بھی معتبر اور مقبول ہے چنانچہ مفسروں مصنفوں اور کئی کتابوں کے اقوال معتبر مانے جاتے ہیں، اس حد تک کہ ہر امرِ دینی میں محض انہی کے قول کو حجت میں لاتے ہیں بلکہ علماء ومفتیانِ زمانہ کے نکالے ہوئے احکام سے سخت سے سخت معاملات میں فتوے جاری ہوتے ہیں ان کو اجماعی قرار دیتے ہیں چنانچہ علماء کا اتفاق اس بات پر ہے کہ صحیح ہے ہمارے پاس علماء کا اجماع ہر زمانے میں جو اہل

عدالت اور اہل اجتہاد ہوں ان کی قلت اور کثرت کا کوئی لحاظ نہیں اور یہ ہر زمانہ کے علماء کے اجماع کا اعتبار اس حد تک ہے کہ اسی اجماع سے مسلمانوں کے تمام معاملات کے تصفیئے جائز رکھے گئے ہیں پس گذرے ہوئے علماء جو مقبول زمانہ ہوتے ہیں ان کے اقوال کیونکر معتبر نہوں گے چنانچہ امام نووی کا قول اوپر مذکور ہوا ہے بلکہ میاں عبدالملکؒ نے بھی یہی بیان کیا ہے کہ یہ بات کیا ہی اچھی ہے جو کسی نے بیان کی ہے کہ جب کوئی حادثہ درپیش ہو اور اس کو سمجھنے کی حاجت پڑے اور مجتہدین کی اس بارے میں کوئی تصریح ہم کو نہ ملے تو ہم اُس شخص کی رائے کو لیں گے جو ہمارے اہلِ زمانہ میں افضل ہے دوسرا سوال جائز تقلید کس قبیلہ کی ہے اور ناجائز تقلید بالکل حرام ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے مانند قول اللہ تعالیٰ کے آیا ان کیلئے شرکا ہیں جنہوں نے ان کے لئے دین کی راہ نکالی ہے بغیر اللہ کے حکم کے۔اور تفسیر مدارک میں اس طرح کہا ہے کہ تقلید کامل مسلمانوں کی جائز ہے چنانچہ امام حجۃ الاسلامؒ نے کہا ہے جس کے سامنے سے پردہ اٹھ جائے اور اُس کا دل نورِ ہدایت سے روشن ہو جائے تو ایسا شخص متبوع اور مقلَّد ہوتا ہے پس نہیں سزاوار ہے کہ اس کے سوائے کسی اور کی تقلید کی جائے یعنی سوائے اس شخص کے کسی کے قول کو بغیر طلبِ دلیل کے قبول کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ نوویؒ نے اپنی کتاب روضہ میں فرمایا ہے کہ جو عالم اجتہاد کے درجہ کو نہ پہنچا ہو وہ مانند عامی کے ہے اس بات میں کہ اس کی تقلید جائز نہیں ہے مذاہبِ اصح کی بنا پر۔لیکن ان تین قبیل کے لوگوں کے بعد جن کا ذکر ہوا یعنے صاحبِ فرمان صاحب اجتہاد اور اہل کمال کوئی انسان ایسا نہیں ہے کہ اس کا قول مجتہدوں کے قرارداد کے موافق ہونے کے بعد بھی مقبول نہو۔دوسرا سوال یہ کہ شریعت اور تقلید کی غرض میں کیا فرق ہے۔جواب جان کہ تقلید کا معنی بغیر دلیل کے قول کو قبول کرنا ہے لیکن ہمارے نبیؐ کی اتباع عین شریعت ہے بلکہ اپنے امام کی اتباع کرنا شریعت بجالانا ہے کیونکہ امام کی تقلید مذہب ہے اور امام کا مذہب عین شریعت ہے دوسرا سوال یہ ہے کہ صاحب تحقیق کس قبیل کا آدمی ہوتا ہے اور اہلِ تقلید کون ہے۔جواب جان کہ صاحب تحقیق وہ ہے کہ دین کے تمام امور کسی انسان کے واسطے کے بغیر اللہ تعالیٰ سے اس کو تحقیق ہو جائیں مانند پیغمبرؑ کے وہ بنفسہ فاعل اور اپنے غیر کیلئے آمر ہوتا ہے لیکن اہل تقلید وہ ہیں جن کو انسان کے واسطہ سے تمام دین حاصل اور دین کی تحقیق ہوتی ہے پس اہل تحقیق اور اہل استدلال بھی اس جہت سے مقلد ہیں لیکن اہل تحقیق مقلد وہ ہیں جو انسان کے واسطہ سے اللہ کے دیدار کو پہنچتے ہیں اور ان کے معلومات لازمی ہوتے ہیں متعدی نہیں ہوتے اور اہل استدلال وہ ہیں جو اپنے متبوع کے قول وفعل کی تقلید میں متحیر ہوتے ہیں یعنے اگر چہ اپنے مقلَّد کی تقلید سے باہر نہیں ہوتے لیکن متبوع کے قول وفعل میں سے بعض کو اختیار کرتے ہیں اور بعض کو اختیار نہیں کرتے اور تائید اور توجیہ اور تاویل اور تفسیر اور تالیف اور تطبیق وغیرہ میں نظر کرتے ہیں اور مقلد ہو کر مقصود کو اپنے اجتہاد سے بیان کرتے ہیں جیسا کہ ائمۂ اجتہاد نے کیا ہے اور یہ معرفت اہل استدلال کی ہے اور اہل تقلید صرف اس کو کہتے ہیں کہ اپنے مقتدا کی

تقلید میں کوئی اختیار نہیں رکھتا ہے اوران کی (اہل تقلید کی) حجت امام کا قول وفعل ہوتا ہے اور بس۔سوال تقلید اور تحقیق کیا ہے جواب پس جان شریعت اور حقیقت اور سارا دین وہ ہے جس کو نبیؑ نے بارگاہ خداوندی سے لیا ہے پس وہ تحقیق ہے اور تمام وہ چیزیں جو نبیؑ سے لئے گئے ہیں پس وہ تقلید ہے لیکن نبیؑ کی تقلید ظنی ہے کیونکہ انہوں نے (علماء نے) اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ مجتہد خطا بھی کرتا ہے اور صواب بھی اور نبیؑ خطا سے معصوم اور محفوظ ہیں اور آپ کی ذات خواہش نفسانی سے نطق نہیں کرتی ہے نہیں ہے وہ مگر ایک وحی جو وحی کی جاتی ہے اوراسی طرح مہدیؑ ہیں سوال۔تقلید اور تدلیل اور تحقیق کیا ہے اصل میں یہ ملے ہوئے ہیں یا جدا جدا ہیں۔جواب جان جیسا کہ مومن اور ولی اور نبی اصل میں سب مومن ہیں پس مرتبۂ ایمان کے تفاوت کی وجہ سے عرف عام میں ہر ایک کا رتبہ علٰحدہ علٰحدہ ہے اسی طرح لفظ تقلید کو مرتبہ کے تفاوت کی وجہ سے ایک ایک خطاب سے مخاطب کیا جاتا ہے اوراسی طرح مجاز میں بھی تفاوت مرتبہ کی وجہہ سے الگ الگ نام لیا جاتا ہے اسی طرح تقلید ہے کہ خاص طاعت اور اتباع شخصی سے ہے پس ہر مقام میں جو ایک دوسرے سے الگ الگ ہے ایک ایک نام دیا جاتا ہے جیسے کہ قول اللہ تعالیٰ کا کہ پیدا کیا ہر پُھد کنے والی چیز کو پانی سے۔پس بعض پانی میں ہیں اور بعض عین آب خواہ سابقین ہوں خواہ اصحاب یمین یہ سب کے سب غیب پر ایمان رکھنے والے ہیں حق کو دیکھنے والے اور ذات مطلق کو ڈھونڈ ہنے والے ہر چند کہ دیکھتے ہیں اور جانتے ہیں حق تعالیٰ وراء الوراء ہے اس دعویٰ کی تائید میں بہت سی بڑی بڑی دلیلیں ہیں چنانچہ کشف المنار سے اور مقصد اقصیٰ سے اور امام حجۃ الاسلام سے اور وہ دوسری معتبر کتابوں سے نقول مذکور ہوئے تفسیر بحرالحقائق میں الحمد للہ رب العالمین کے نیچے لکھا ہے کہ مخلوق کی شان نہیں ہے کہ ان تین معانی کے ساتھ اللہ کی حمد کرے مگر تقلیداً اور مجازاً لیکن ثنا (خدا کی حمد) پس نبیؑ جب شبِ معراج میں خطاب کئے گئے کہ اے محمدؐ میری ثنا کر۔تو آپ کو معلوم ہوا کہ یہ مخلوق کی شان ہے پس عرض کیا اے اللہ میں تیری ثنا نہیں کرسکتا ہوں اور معلوم کیا کہ حکم کا بجالانا اور عبودیت کا اظہار ضروری ہے تو کہا اے اللہ تو ایسا ہے جیسا کہ تو اپنی آپ ثنا کیا ہے پس یہ ثنا تقلیدی ہے کیونکہ آپ نے ثنا کی اس ثنا کے ساتھ جو اللہ نے اپنی آپ کیا تھا الخ ۔مفسر نے یہاں تک کہا ہے کہ پس اللہ کی ثنا بجز تقلید کے تحقیقاً کسی نے نہیں کی۔جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت دین کا خلاصہ ہے اور کمال معرفت عین ثنا حق تعالیٰ ہے پس جس وقت کہ حق تعالیٰ کی ثنا انسان کامل کے لئے بجز تقلید کے محال ہے تو دوسرے انسان کی کیا مجال ہے کہ تقلید کے ذمہ سے باہر آسکے۔حاصل کلام ثابت ہوا کہ تقلید مطلق ایک شخص کے قول وفعل کی پیروی کو کہتے ہیں اوراسی وجہہ سے اس تقلید سے کوئی شخص خارج نہیں ہے اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے فیض بلاواسطہ لیتا ہے تو اصطلاح میں مقلِد نہیں ہے لیکن معناً مقلّد ہے چنانچہ اوپر مذکور ہوا اوران میں سے کوئی شخص حکم خدا پر دلیل کا طالب نہوا اور یہ سب لوگ (بیواسطہ حکم خدا پانے والے) حکمِ خدا کے مطیع ومنقاد ہوئے اوراسی کی پیروی کئے تقلید کا معنی یہی ہیں اور بس۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کی حمد رسول اللہ پر درود خلیفۃ اللہ بینۃ اللہ کے تابعین و مصدقین پر سلام کے بعد برادران دینی اور دوستانِ یقینی کی محبت افزارائے پر واضح ہو کہ ہمیشہ عبدالرحیم بن عبدالحلیم کی قرارداد یہ تھی ساکت اور جستجو کرنے والے کو کافر نہ کہنا چاہیئے اس سبب سے اس ضعیف کے اور اس کے درمیان اختلاف واقع ہوا اِس معاملہ میں عبدالرزاق بن عبدالرحیم نے اس کی حمایت کی اور مہدی علیہ السلام کی تقلید سے انکار ظاہر کیا کہ مہدیؑ کے قول کو بغیر دلیل کے قبول نہیں کروں گا یعنے مجتہدین کے قول کی موافقت کے بغیر قبول نہیں کروں گا بنا بریں اس فقیر اور اس شخص کے درمیان بہت حجت ہوئی آخر کار عبدالرحیم نے قبول کیا کہ ساکت اور متفحص اور جو شخص بھی ہو جب تک کہ مہدیؑ کو قبول نہیں کیا ہے کافر ہے اور خدا کا شکر ہے کہ عبدالرزاق بھی میاں عبدالملکؒ کے قول کا اقرار کر کے اسبات کو مان لیا (کہ مہدیؑ کے قول پر دلیل طلب کرنا کفر ہے) میاں عبدالملکؒ کا قول یہ ہے کہ سوائے اس کے نہیں ہے کہ دلیلوں کے پیش کرنے میں طول دیا گیا تا کہ منصف اس بات کو جان لے کہ جس دلیل سے انبیاءؑ کا انبیاءؑ ہونا ثابت ہوا جب اسی دلیل سے امام علیہ السلام کا مہدیؑ ہونا ثابت ہو گیا تو آپؑ کے قول پر دلیل طلب کرنا کفر ہے کیونکہ یہ بات آپ کی ذات کے مہدیؑ ہونے کی تحقیق کے پہلے کی تھی لیکن آپ کی ذات مہدیؑ ہونے کی تحقیق کے بعد کسی حجت کی حاجت نہیں ہے یہاں تک کہ احادیثِ نبوی کے پائے جانے کے باوجود آپ کا قول کتاب خدا کے مانند اصل شرع ہے اور ان میں (احادیثِ رسولؐ میں) جو اقویٰ عبارتیں ہیں پس جس وقت کہ ان کے برخلاف مہدی علیہ السلام کے اقوال کی تقلید آپ کے منکروں پر واجب ہوتی ہے تو تامل کرنا چاہیئے کہ آپ کے مصدقوں پر کس قدر لازم ہونا چاہیئے کسی (منصف) کے لئے حدیثوں کی عبارتیں تصدیقِ امام علیہ السلام سے مانع نہیں ہوسکتیں اور اس پر آپ کے اقوال کی تقلید بغیر طلبِ حجت کے واجب ہوتی ہے یعنے فرض ہوتی ہے کیونکہ یہ بات عقیدہ کا ہے اور مہدیؑ کی تصدیق کا محل ہے اور یہ فرض ہے اور تمام اُمت کا اس پر اتفاق ہے کہ جو بات از روے عقیدہ واجب ہوتی ہے وہ فرض عین بلکہ ایمان اور اصلِ اصول دین ہے اور اسی کے موافق ان کے اصطلاحات بھی ہیں کہ جس بات کا عقیدہ لازم ہوتا ہے اس کو واجب کہتے ہیں چنانچہ کشف المنار میں لایا ہے۔ واجب ہونا ایمان باللہ کا۔ اور کہا ہے عیسیٰؑ پر ایمان لانا ان پر (آپ کی اُمت پر) واجب تھا اور کہا ہے وجوبِ زکوٰۃ کی بنا پر۔ اور کہا ہے اور اسی وجہ سے واجب ہے روزہ اور نماز اور مواہب میں کہتا ہے کہ حج واجب ہے اسی طرح کے اصطلاحات تمام کتب علم شریعت اور علماء میں ہیں جو کسی سے پوشیدہ نہیں ہے لیکن تمام علماء شافعیؒ اور بعض علماء دوسرے بھی اس بات پر متفق ہیں کہ فرض اور واجب کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے اور یہ دونوں مترادف لفظ ہیں آپ کے (میاں عبد الملکؒ کے) قول یعنے تقلید اقوالہ سے ثابت ہوا کہ مہدیؑ کا قول باقی ہے یعنے قیامت تک آپ کے قول کا بغیر طلبِ دلیل کے

قبول کرنا لازم ہے کیونکہ وہی حجت ہے اور حجت ثابت ہو جانے کے بعد اس کے خلاف کوئی دلیل پیش نہیں کی جاسکتی اور کسی حجت کی حاجت نہیں ہوتی اور یہ بات بھی اس مدعی کے عقیدہ کے خلاف ہے کیونکہ اس نے لکھا ہے کہ نبیؐ اور مہدیؑ کی تقلید ان کے سامنے کرنا چاہیئے اُن کے گذر جانے کے بعد ان کے قول کی تقلید جائز نہیں ہے لیکن ایک مدت کے بعد خود اس نے اپنے عقیدہ پر اعتراض کیا۔ میاں عبدالملکؒ کے قول بلاطلب الحجۃ کا اقرار کر کے۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ حجت بغیر شریعت کے نہیں ہے اسی جہت سے ثابت ہوگیا کہ امام علیہ السلام کے منکروں پر یہ بات لازم ہے کہ آپ کے قول کے خلاف میں شرع اجتہادی کی دلیل پیش نہ کریں یعنے امام علیہ السلام کے اقوال افضل ہیں کیونکہ اُمتِ پیغمبرؐ میں آپ سے زیادہ فضیلت والا کوئی نہیں ہے دوسری بات یہ ہے کہ امام علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا ہے وہی شرع تحقیق ہے جیسا کہ میاں عبدالملکؒ نے فرمایا بلکہ شرع حقیقی وہی ہے جس کو امام علیہ السلام نے بیان فرمایا اور تادیلِ حسن وہی ہے جس کو امام علیہ السلام نے حسن فرمایا اور تاویل قبیح وہی ہے جس کو امام علیہ السلام نے قبیح فرمایا۔ جمہور صحابہؓ اور تابعینؒ کے اقوال پر عبدالرزاق نے بھی اقرار کیا ہے کہ انہوں نے جو کچھ کہا ہے حق ہے اور اس کا خلاف کرنا بیدینی ہے اسی مرتبہ میں اس نے صحابہؓ اور تابعینؒ کی تقلید قبول کی باوجود اس کے کہ پہلے مہدیؑ کی تقلید سے انکار کیا تھا کہ مہدیؑ کے قول کو بغیر طلبِ دلیل کے قبول نہیں کروں گا اس کا یہ انکار مہدیؑ کی تصدیق اور شرع محمدیؐ کا انکار تھا کیونکہ مہدی علیہ السلام کے قول کو قبول کرنا اور آپ کی تقلید کرنا عین ایمان اور شرع تحقیق ہے اور عین تقلید بھی وہی ہے جو کہا گیا اسی طرح ورقات اصول فقہ اور اصول صفار میں کہا ہے کہ بغیر حجت کے قول قائل کو قبول کرنے کو تقلید کہتے ہیں بنابریں نبیؐ کے فرمان کو مان لینے کا نام تقلید ہے اور حسامی کے حاشیہ میں کہا ہے کہ قول وفعل میں حقیقت اعتقاد کے ساتھ بغیر غور وفکر کے انسان کی پیروی کرنے کو تقلید کہتے ہیں حاصل امر یہ کہ چونکہ اس قسم کے فسادات اور گمراہی جس کا ذکر پہلے ہوا لوگوں نے پیدا کر دی بلکہ نبی ومہدی علیہما السلام کی تقلید کے شرف کی بحث میں ایک بیت لکھ مارا۔

مخلوق کو ان کی تقلید نے برباد کیا
ایسی تقلید پر دو سو لعنتیں ہوں

ناگزیر ہمارے اور ان کے درمیان آیت قرآنی کے حکم کے موافق ظاہر ہوگئی تمہارے اور ہمارے درمیان دشمنی اور بغض ہمیشہ کے لئے۔ بڑا اختلاف قائم ہوگیا حاصل کلام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ شخص بھی اپنے اقرار کے باوجود پلٹ گیا چنانچہ اس سے پہلے ہم نے اس کا ذکر کیا ہے لیکن جس وقت کہ ایسے منکرِ تقلیدِ مہدیؑ نے اس درجہ کو پہنچنے کے بعد قبول کرلیا تو اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے۔ پس ثابت ہوا حق اور غلط ہوا جو کچھ وہ کر رہے تھے اور آپؒ کے (میاں عبدالملکؒ کے) قول بغیر طلب حجت کے آپ کے اقوال کی تقلید واجب ہے اس کی دوسری شرح یہ ہے کہ کاشف المعانی میں کہا ہے کہ

انبیاءؑ کی تصدیق کا وجوب صرف ان کے خصائل محمودہ کی وجہ سے لازم ہوا پس خصلت (سیرت) وجوب تصدیق کی علت ہوئی اور چونکہ یہ خصلت اس ولی (حضرت سید محمد جونپوری مہدیِ موعودؑ) میں موجود ہے اس لئے یہی خصلت آپ کی تصدیق کی علت بنے گی اور یہ اصول فقہ حنفیہ سے ہے اس جہت سے ثابت ہوگیا کہ جیسا کہ تمام انبیاءؑ کی تصدیق تمام لوگوں پر واجب ہے اسی طرح مہدیؑ کی تصدیق بھی واجب ہے کیونکہ تصدیق ذاتی محض ایک شخص کے قول کو قبول کرنے کا نام ہے اس لئے کہ ذات کی تصدیق صفات کی تصدیق کی دلیل سے ہوتی ہے اور چونکہ فطری واسطہ سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کو اسی وجہ سے پیدا کیا دلیل کی رہنمائی کرتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جب وہ لوگ اس سے (قرآن سے) ہدایت نہیں پائیں گے تو کہیں گے یہ تو پرانی جھوٹ ہے اسی وجہ سے امام غزالیؒ نے طالبِ دلیل کے اعتقاد کو پادر ہوا کے مانند قرار دیا ہے کہ جس طرف سے دلیل کی ہوا آتی ہے اس کو اچک لے جاتی ہے اور اس کو کسی طرح قرار نہیں ہوتا ہے لیکن مقلد کا ایمان صدیقؓ کے ایمان کے جیسا ہے اور وہ قول آپؓ کا (صدیقؓ کا) ہے استدلال کے وقت کہ خدا کی قسم یہ چہرہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے کیونکہ آپؓ کی تصدیق عین آپ کی تقلید ہے دوسری بات اس دلیل سے کہ کسی شخص کے دعوے کو مان لینا اور اس کی تصدیق عین آپ کی تقلید ہے دوسری بات اس دلیل سے کہ کسی شخص کے دعوے کو مان لینا اور اس کی تصدیق کر لینا ایک ہی بات ہے چنانچہ یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ خاص و عام کی اصطلاح میں مصدق اس کو کہتے ہیں جو مہدیؑ کو قبول کرتا ہے اور جو شخص مہدیؑ کو قبول کرتا ہے اس کو آپ کا مصدق جانتے ہیں۔ اور کشف المنار میں امام اعظمؒ سے نقل کرتے ہیں کہ تصدیق اور ایمان ایک ہی چیز ہے لیکن افضل ایمان یہ ہے کہ بغیر طلب دلیل کے ایمان لائے مانند ابوبکرؓ کے ایمان کے بلکہ رسالہ سبب الاسلام صحابہؓ میں بیان کیا ہے کہ یہ بات تم کو معلوم ہے کہ اکثر صحابہؓ نے بغیر تحقیق دلیل کے تقلیداً ایمان لایا ہے اور ظاہر ہے کہ نبی اور مہدی علیہما السلام کے قول و فعل پر دلیل طلب کرنا زوالِ ایمان ہے اور محض اُن کی ذات کے اعتبار سے قبول کر لینا کمال ایمان ہے اور تقلید کے معنی بھی یہی ہیں اور بس۔ پس ثابت ہوا کہ نبی و مہدی علیہما السلام پر ایمان لانا نبی و مہدی علیہما السلام اور اجماع المومنین کی تقلید کے موافق عمل کرنا ہے بلکہ ان کی تقلید کے بغیر ایمان کو درست نہیں سمجھتے ہیں چنانچہ عملیات میں ائمۂ اجتہاد کی تقلید کے سوائے کوئی راستہ نہیں ہے اس وجہ سے اکثر علماء کی قرارداد یہ ہے کہ شریعت عینِ تقلید ہے اور نیز اس دلیل سے کہ تقلید کے معنی غیب پر ایمان لانے کے ہیں تمام اولیاء اللہ اپنے کو محقق کہتے ہیں اور علماء شریعت کو مقلد جانتے ہیں ہاں علم شریعت نہیں ہے مگر وہ جو حسنِ سمع سے حاصل ہو اور جو بات سمع اور پیروی سے حاصل ہوتی ہے وہ عین تقلید ہے دوسری بات یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفٰےؐ صلعم نے بھی اسی طرح فرمایا ہے کہ شریعت میرے اقوال ہیں الخ اور سرح منار میں قول کو تقلید کہا ہے اور شرح حسامی میں قول کو اور مذہب کو بھی تقلید کہا ہے اور مخزن الدلائل میں لایا ہے کہ شریعت انہی

مذاہب اربعہ کا نام ہے اور تمام شریعت اور حجت ہر ایک ملت کی مذہب شخصی سے خارج نہیں ہے اسی وجہ سے کہا ہے کہ دین سراپا تقلید ہے بلکہ تمام کتب اصول شرع میں مقرر ہوا ہے کہ ائمۂ اجتہاد کا قیاس اصول شرع میں سے ایک ہے حسامی بزدوی اور منار اوران کی جیسی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ صحابیؓ کی تقلید واجب ہے اس کے مقابلہ میں قیاس مجتہد کو چھوڑ دیا جائے گا پس جبکہ صحابیؓ کی وجہ سے جن کا شرف ایسا ہے کہ اصول شرع میں سے ایک اصل کو ان کی تقلید میں چھوڑ دینا چاہیئے تو اے برادر غور کر اور انصاف کر نبی و مہدی علیہما السلام کی تقلید کا کیا شرف ہے کہ جن کے مقلد سب صحابہ ہیں جیسا کہ امام محمد غزالیؒ نے کہا مقلَّد صاحب شرع وہی ہے اس چیز میں جس کا کہ اس نے حکم کیا ہے اور کہا ہے کہ صحابہؓ کی تقلید اس حیثیت سے ہے کہ ان کا فعل رسول اللہؐ کی سماع پر دلالت کرتا ہے اللہ درود نازل کرے آپ پر اور آپ کی آل مخصوص (مہدیؑ) پر۔ وہی ہادی ہے جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت کرتا ہے اور خدا جس کو ہدایت کرتا ہے وہی ہدایت والا ہوتا ہے اور خدا جس کو گمراہ کرتا ہے تو ہرگز تو اس کے لئے رہنما دوست کو نہیں پائے گا تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہم کو اس کی ہدایت کی اور ہم میں ہدایت کو اس کی ہدایت کی اور ہم میں ہدایت پانے کی قدرت نہیں تھی اگر اللہ ہم کو ہدایت نہ دیتا۔ البتہ تحقیق ہمارے رب کے پیغمبرؐ حق کے ساتھ آئے ہیں۔

ماہیت التقلید جس کو منقولات کتاب اور منقولات رسالۂ کشف الاسرار سے بیان کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جان کہ تقلید بغیر کسی دلیل کے غیر کے قول کو قبول کرنا ہے۔ چنانچہ اصول صفار میں ذکر کیا ہے اور جیسا کہ امام الحرمین عبدالملک بن شیخ ابو محمد عبداللہ بن یوسف جوینی کی کتاب ورقات اصول فقہ میں مذکور ہے تقلید بغیر کسی حجت کے قائل کے قول کو قبول کرنا ہے یعنے بغیر کسی دلیل کے ذکر کرنے کے پس بنا براں نبیؐ کے قول کو قبول کرنا تقلید ہے کیونکہ نبیؐ جو حکم بھی لاتے ہیں اس حکم کی دلیل کے ذکر کے بغیر اس کو لے لینا واجب ہے اور انہی میں سے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ تقلید قائل کے قول کو قبول کرنا ہے اس حال میں کہ تجھے یہ معلوم نہ ہو کہ اُس نے کہاں سے کہا یعنے اس کے ماخذ کو یعنے اس کے حکم کو کہاں سے لیا نہ جانتا ہو۔ فائدہ۔ اور چنانچہ بیضاوی نے اپنی تفسیر میں فان تنازعتم فی شئی الخ کے تحت کہا ہے کہ کیونکہ مقلد کو جائز نہیں ہے کہ مجتہد سے اس کے فیصلہ میں جھگڑا کرے جو برخلاف قیاس ہو انتہیٰ اور اردبیلی نے نور الانوار میں کہا ہے کہ مجتہد کی موت اس کے مقلَّد ہونے سے اس کو خارج نہیں کرتی ہے اور اس کا قول ایسا ہی لیا جائے گا جیسا کہ گواہ کی گواہی پر اسکے مرنے کے بعد عمل کیا جاتا ہے اور امام رافعی نے کہا ہے اور کیونکہ لوگ آج کے دن مانند احمقوں کے ہیں علاوہ اس کے آج ان کا کوئی مجتہد

نہیں ہے اگر ہم لوگوں کو گذرے ہوئے مجتہدوں کی تقلید سے منع کریں تو ہم لوگوں کو حیران چھوڑ دیں گے اور امام نووی نے اپنی کتاب روضہ میں کہا ہے جو عالم درجہ اجتہاد کو نہیں پہنچا وہ مانند عامی کے ہے اصح مذہب پر اُس کی تقلید جائز نہیں ہے اور مجتہد کی موت سے کیا یہ لازم آتا ہے کہ اس کی تقلید نہ کی جائے یا اس کا قول لیا جائے اس میں دو وجہیں ہیں صحیح یہ ہے کہ اس کی موت اس کو مجتہد ہونے سے خارج نہیں کرتی بلکہ اس کی تقلید جائز ہے جیسا کہ گواہ کی گواہی پر اس کے مرنے کے بعد بھی عمل کیا جاتا ہے کیونکہ اگر اس کے مرنے کے بعد اس کا قول باطل ہوگا تو اجماع کرنے والوں کا اجماع بھی ان کے مرنے کے بعد باطل ہو جائے گا اور البتہ مسئلہ اجتہادی ہو جائے گا اور اس وجہ سے کہ لوگ احمقوں کے جیسے ہیں اس کے علاوہ اس زمانہ میں کوئی مجتہد بھی نہیں ہے اگر ہم اسلاف کی تقلید سے منع کریں تو لوگوں کو حیرانی اور پریشانی میں ڈالدیں گے حسامی اور اس کی شرح میں اصحاب رسولؐ کی پیروی کے باب میں ذکر کیا ہے کہ ابوسعید بردعی نے کہا صحابی کی تقلید تابعین اور ان کے بعد والے مجتہدین امت پر واجب ہے اور یہی مذہب شیخین (امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ) کا ہے اور ابوالیسر کا ہے اور یہی مذہب زیادہ صحیح ہے قول صحابی یا مذہب صحابی کے مقابلہ میں جبکہ وہ فقیہ ہو قیاسِ مجتہد کو ترک کر دیا جائے گا کیونکہ قیاس کے مقابلے میں حدیث متروک نہیں ہوسکتی جبکہ اس کا راوی فقیہ نہ ہو پھر جب سماع کا احتمال پیدا ہو جائے تو پھر بدرجۂ اولیٰ قیاس کو ترک کر دیا جائے گا کیونکہ سماعت کا شبہ جب قول صحابی میں ثابت ہو گیا تو اقسام سنت میں شامل کرنا جائز ہو جائے گا کیونکہ شبہ حقیقت کے بعد قیاس کے مرتبہ میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت کا احتمال پیدا ہونے کے باعث اور نہیں ہے شک اس بات میں کہ سماعت کا احتمال نبیؐ سے جس چیز میں ہو اور جو اس احتمال کو قبول کرے وہ قیاس پر مقدم ہے جو تنزیل کے احوال کے مشاہدہ اور اس کے اسباب کی معرفت سے ہوا انتہیٰ۔ اور شیخ عربی صاحب فصوصؒ نے نص سابع شنبیہ میں کہا ہے کہ اہل ایمان ان لوگوں کو کہتے ہیں جو تقلید کرنے والے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے انبیاءؑ و رسولوںؑ کی اللہ سے خبر دی ہوئی باتوں میں تقلید کی اس سے مراد وہ لوگ نہیں ہیں جو ان کے دلائل عقلیہ پر اخبار واردہ کی تاویل کرنے والے ہیں پس وہی لوگ جنہوں نے رسولوںؑ کی تقلید کی وہی مراد ہیں اللہ تعالیٰ کے قول سے **او القی السمع** (لگا دیا کان کو) ان چیزوں پر جو اخبار الٰہیہ سے تعلق رکھتی ہیں جو انبیاءؑ کی زبانوں پر جاری ہوئی ہیں اور وہ یعنی وہ شخص جو کان لگا دیتا ہے گواہ ہو کر خبردار کیا جاتا ہے حضوری خیال اور اس کے استعمال سے اور وہ (خبردار کرنے والا) قول رسولؐ کا ہے تعلیم احسان کے بارے میں کہ تو عبادت کر اللہ کی گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے اور قول آنحضرتؐ کا ہے اللہ مصلّی کے دل میں ہے پس اسی وجہ سے وہ گواہ ہے اور جو شخص کہ تقلید کرے صاحبِ نظر فکر کی اور مقید ہو جائے اس کے ساتھ پس وہ شخص وہ نہیں ہے جس نے کان لگا دیا قول الہ تعالیٰ کا ہے بلکہ اُن لوگوں نے تکذیب کی اس کی جو ان کے احاطۂ علم سے باہر ہے بلکہ اُن لوگوں نے قرآن کی تکذیب میں اُس کو سنتے ہی

جلدی کی پہلے اس کے کہ اس کو سمجھتے اور اُس کی حقیقت کو جانتے اور اس میں غور کرتے اور اُس کی تاویل اور معانی سے واقف ہوتے ان کی تکذیب اس وجہ سے تھی کہ اُن کو اپنے دین کی مخالف باتوں سے بہت نصرت تھی اور اپنے آبائی دین سے فرق رکھنے والی چیزوں سے بھاگتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے قول۔ ابھی نہیں آئی اس کی حقیقت کا مطلب یہ ہے باوجود ہدایت کرنے کے انہوں نے تاویل کی معرفت اور اس میں غور خوض کرنے سے پہلے اپنے آبا کی تقلید میں قرآن شریف کی تکذیب کی اور علم کے بعد بھی تمرد وعناد کی وجہہ سے تکذیب کی پس اُن کی مذمت کی ابتدا لفظ تکذیب سے کی گویا انہوں نے قرآن کو جاننے سے پہلے اس کی تکذیب کی یہ وہ ہے جس کو صاحبِ تفسیر مدارک نے اپنی تفسیر مدارک میں نقل کیا ہے اور تفسیر کشاف میں اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ اور وہ یعنے ان کی تکذیب اس وجہہ سے تھی کہ وہ اپنے آبائی دین کے مخالف چیزوں سے بھاگتے تھے اور اپنے دین کے مخالف امور سے بہت نفرت رکھتے تھے یہ فرقہ حشویہ کی ایک تقلید تھی کہ جب وہ لوگ اپنی مخالف کسی بات کو محسوس کرتے تھے تو اس کو بری سمجھتے تھے اگر چیکہ وہ بات ظہور صحت میں اور بیان استقامت میں آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہوتی تب بھی پہلے وہلے میں وہ لوگ اس سے انکار کرتے تھے اور اُس سے اظہار نفرت کرتے تھے پہلے اس کے کہ اس کی صحت یا فساد کے متعلق عمدگی سے ادراک کرتے ان کا دل سوائے اپنے مذہب کی صحت اور دوسرے اپنے مخالف مذہب کی برائی کے کسی اور چیز کو نہیں پاتا اور ثابت ہے کہ تقلید کسی کی پیروی اور اطاعت کرنا ہے پس خدا کا حکم ہو یا رسولؐ کا حکم ہو یا باپ دادا کا رسم ورواج ہو یا یہودی کا کوئی طریقہ ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ بندگی میاں عبدالملکؒ نے ایمان تقلیدی کے شرف پر ایک رسالہ سبب الاسلام صحابہؓ کے نام سے تحریر فرمایا ہے جس میں صحیح بخاری کے احادیث جمع کئے ہیں جن میں سے منتخب یہ ہے پس دیکھ اے منصف مقد (صحابیؓ) کے اسلام کے سبب کو کہ نبیؐ نے اُن سے فرمایا کہ اے منفد تیری قوم کیسی ہے پھر رسول اللہؐ نے ان کے شرفا کے متعلق دریافت فرمایا تو انہوں نے جواب دیا اور مسلمان ہو گئے اسی طرح اُس زمانہ کی جماعت صحابہؓ کا ایمان ہے اور اسی طرح ضمام (صحابیؓ) اور ان کی قوم کا ایمان ہے اسی طرح ابو جبیرؓ اور تمامہ اور بنی خزیمہ اور حضرت علی کرم الہ وجہہ کا ایمان ہے کہ جس وقت آپؓ ایمان لائے تو دس سال کے تھے اور عائشہؓ سے روایت کی گئی ہے کہ نبیؐ اور ابوبکرؓ نبوت سے پہلے باہم دوست تھے ایک دن نبیؐ کے پاس گئے اور کہا اے ابوالقاسم تم اپنی قوم کی مجلس میں جا کر کیوں نہیں بیٹھتے یہ لوگ تو تم پر اتہام لگا رہے ہیں کہ تم ان کے دین کو اور ان کے آبا واجداد کے دین کو برا بولتے ہیں رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں اور حق کی طرف بلا رہا ہوں اسی قوت ابوبکرؓ مسلمان ہو گئے اور نبیؐ آپؓ کے مسلمان ہونے سے بہت خوش ہوئے اور آپؓ کی خوشی ایسی تھی کہ بیان نہیں ہوسکتی اسی دن کے آخری حصہ میں آپ (ابوبکرؓ) عثمان بن عفان طلحہ زبیر اور سعید رضی اللہ عنہم کو لے گئے یہ سب کے سب مسلمان ہو گئے دوسرے دن عثمان بن مظعون اور ابوعبیدہ ابن جراح اور عبدالرحمٰن بن

عوف ابوسلمہ بن عبدالاسد اور ارقم بن ارقم کو لے گئے یہ سب کے سب مسلمان ہوگئے اور تمام تعریف اللہ کے لئے ہے اے منصف صحابۂ کرامؓ کے اسلام کو دیکھ کہ انہوں نے رسول اللہؐ سے نہ معجزہ طلب کیا اور نہ آپؐ کے دعوئے نبوت پر کسی قسم کا معارضہ کیا بلکہ آنحضرتؐ کا نور باطن ان کے قلوب پر چمک گیا پس انہوں نے بغیر کسی توقف اور اعتراض کے ایمان لایا حضرت حمزہؓ اور عمرؓ کا اسلام بھی ایسا ہی ہے اور گروہ جن کا حال بھی ایسا ہی ہے کہ جب انہوں نے قرآن سنا تو سنتے ہیں ایمان لائے اسی طرح نجّاشی اور ان کی قوم بھی مومن ہوگئی اور یہی حال گروہ انصار کا تھا کہ قرآن سننے کے بعد ایمان لائے اور اہل کتاب میں سے کسی سے انہوں نے دریافت نہیں کیا کہ اُن کی تقلید کرتے باوجود اس کے کہ نبیؐ کا ذکر توریت میں تھا بلکہ یہ حضرات کلام اللہ اور اس کی آیتوں کو سنتے ہی ایمان لائے صرف انہوں نے ایک دفعہ نبیؐ کے چہرہ منور کو دیکھا اور دوسری دفعہ آپ کے اخلاق پر نظر ڈالی چنانچہ ایمان صحابہؓ کے جو اسباب ملتے ہیں اُن میں اسی بات کی توضیح پائی جاتی ہے بہت کم اصحاب ہیں جو معجزہ اور خرق عادت کو دیکھ کر ایمان لائے حضرت بریدہؓ کا ایمان بھی ایسا ہی تھا اور حضرت بریدہؓ کے ساتھ جو سوار تھے ان کا بھی ایمان ایسا ہی تھا اور حضرت بیبی زینت کے شوہر حضرت ابوالعاصؓ کا ایمان بھی ایسا ہی تھا اور تم کو معلوم ہے کہ اکثر صحابہؓ نے بغیر کسی دلیل کی تحقیق کے صرف بطور تقلید کے ایمان لائے ہیں اگرچیکہ ان حضرات نے معجزات اور خرق عادات کا مشاہدہ اور معائنہ کرلیا ان کے تقلیداً ایمان لانے کی یہ وجہ تھی کہ معجزہ اور غیر معجزہ میں فرق کرنا بہت گمراہی نظر اور باریک بینی کا طالب ہے اور یہ بات نہیں حاصل ہوسکتی مگر خاص لوگوں کیلئے اور اس کی تائید میں شیخ نظام الدین قمی کا قول ہے جو اپنی تفسیر نیساپوری میں اللہ تعالیٰ کے قول **اذجاء نصر اللّٰہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللّٰہ افواجاً** کے تحت لکھا ہے وہ یہ ہے جمہور فقہا و متکلمین نے کہا ہے کہ مقلد کا ایمان صحیح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سب اصحاب افواج کے ایمان کی صحت کا حکم فرمایا ہے اور ان اصحاب کو بزرگتر مسلمان قرار دیا ہے پھر ہم جانتے ہیں کہ وہ نہیں جانتے تھے حق تعالیٰ کے صفات کمال اور جلال کی تعریفوں کو اور دلائل کے اقسام پیدا کرنے کو اور حق سبحانہٗ کے ان صفات سے متصف اور ان کے غیر سے منزہ ہونے کو اور نہ معجزۂ معراج سے نبوت محمدؐ کے ثبوت کو اور نہ نبوت معجزہ کی دلالت کی وجہ کو۔ پس جان اے منصف کہ گروہ صحابہ افضل اُمت ہیں اور ان کا ایمان تقلید سے ہے اور مقصد الاقصیٰ میں لایا ہے جان کہ اہل تقلید سے ہے اور مقصد الاقصیٰ میں لایا ہے جان کہ اہل تقلید زبان سے اقرار کرتا ہے اور دل سے تصدیق کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے وجود کی اور کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور قدیم ہے اور وہی اول ہے اور وہی آخر ہے نہ اُس کی کوئی حد ہے اور نہ کوئی اس کی انتہا ہے نہ اس کا کوئی مثل ہے اور نہ اس کا کوئی شریک ہے اور وہ قابل تغیر و تبدل نہیں ہے اور قابل فنا و عدم نہیں ہے اور حقیقی یکتا ہے اس کے اجزا نہیں ہیں اور قابل تجزیہ و تقسیم نہیں ہے نہ زمانی سے نہ مکانی اور نہ کسی جہت میں ہے موصوف ہے اپنی سزاوار صفات سے

اور ناسزاوارصفات سے پاک ہے زندہ ہے جاننے والا ہے ارادہ کرنے والا ہے قدرت رکھنے والا ہے سننے والا ہے دیکھنے والا ہے اور کلام کرنے والا ہے لیکن اس گروہ کا (صحابہؓ کا) اعتقاد حسن سماع پر ہے نہ کہ دلیل و برہان اور نہ کشف وعیاں پر انہوں نے سنا اور قبول کرلیا اسی تقلید کے معنی غیب پر ایمان لانے کے ہیں چونکہ دلیل و برہان شرعی سوائے حسن سماع کے نہیں ہے اس لئے شریعت سراپا تقلید ہوگی اور یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ کسی مجتہد کا مذہب اس کے مقلّد پر عین شریعت ہے کسی امام کے مذہب پر چلنا اس کی تقلید کرنا ہے اور اسی وجہ سے اہل استدلال اور اہل تحقیق کے بیان کے بعد اس کتاب کے (مقصد اقصیٰ کے) خاتمہ میں کہا ہے انسانیت کا کمال خلاصہ اسبات میں ہے کہ محققی کا دعویٰ سر سے نکال کر رکھدے اور پاؤں حد تقلید سے باہر نہ رکھے پس ثابت ہوا کہ عزیز بن محمد نسفیؒ کے پاس شریعت وحقیقت کا دارومدار تقلید پر ہے نیز عمدۃ الاسلام میں عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ مقلد کا ایمان صحیح ہے لیکن دلائل توحید وایمان کے نہیں جاننے کی وجہ سے ترک استدلال کے سبب گنہگار ہے اور تحقیق توحید کے لئے استدلال ہے اور کمالِ تحقیق ہر ایک چیز کا بغیر شہود (کسی چیز کے سامنے حاضر ہونے) اور معائنہ (آنکھوں سے دیکھ لینے کے) مقبول نہیں ہے ناچار شمود و معائنہ کی طلب ضروری ہے چنانچہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر مرد وزن پر طلبِ دیدار خدا فرض ہے اور فرض کا چھوڑنا گناہ کبیرہ ہے جو پوشیدہ نہیں ہے اور اگر استدلال کے معنی اخذ دلیل کے لیں تو جاننا چاہیئے کہ دلیل کا لینا دو طریقہ سے ہوتا ہے ایک طریقہ اجماع اور ائمہ کے اقوال کو لینا ہے اور جو کچھ کسی کے اقوال سے مقبول ہو وہ عین اُس کی تقلید ہے اور دوسرا دلیل کا لینا کشف الغیوب اور صفاء قلوب کے ذریعہ سے ہے اور یہ بجز اقوالِ نبیؐ سے اس کی تائید ہونے کے مقبول نہیں ہے نیز استدلال توحید کی معرفت کے بغیر نہیں چونکہ اللہ باقی ہے تقلید بھی باقی ہے۔ پس دوسری بات اسی مقام سے (یہ ہے کہ) اس توحید وایمان کا استدلال اعمال کی خاطر مقید ہوجاتا ہے یعنے اسلاف اور اخلاف کی قرارداد سے دلیل پر موخوف ہے اور دلیل کا طلب کرنا مجتہدینؒ کی تقلید کی حد تک ہے اور رسولؐ نے فرمایا کہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے اس مقام سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ صفات حق کا پہچاننا فرض ہے پس اُس کو چھوڑ دینا لازماً گناہ ہے لیکن توحید اور ایمان کا علم انسان کامل کے اقوال سے متعلق ہے بلکہ تمام احکام شرعیہ کا لینا مجتہدوں کے اقوال پر موقوف ہے اور جو بات انسان کے اقوال وافعال سے ماخوذ ہوتی ہے اسی کا نام تقلید ہے دیگر نقل ہے کہ ملک برہان الدینؒ کو بہت سی تجلیات اور اللہ تعالیٰ کے وصال کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے تقلید تحقیق کی (ایسی تقلید کی کہ مقام تحقیق یعنے دیدار کو پہنچے) اس جہت سے ثابت ہوا کہ تمام دین جس کو ملک مذکورؒ نے بوجہ اللہ قبول کیا تھا موافق مضمون فثم وجہ اللہ (تم جس طرف پھرو وہاں اللہ کی ذات ہے) چشم سر سے پالیا یہ سب حضرت مہدیؑ کی تقلید تھی۔ دیگر یہ کہ ہمارے اور ہمارے دشمنوں کے اتفاق سے بھی ثابت ہے کہ ساکت حق پوش ہے اور مقبول نہیں

ہے اور عام وخاص کی اصطلاح میں قبول نہیں کرنے والے ہی کو منکر کہتے ہیں اور قبول نہیں کرنے والا حق پوش کافر ہے قول اللہ تعالیٰ کا ہے تعجب میں ڈالدیا کفار کو اس کی روئیدگی نے یعنے بیج کا پوشیدہ ہونا بمعنی لغوی۔ اور قول اللہ تعالیٰ کا ہے بیشک بدترین جاندار اللہ کے پاس وہ لوگ ہیں جو ایمان نہیں لاتے اور قول الہ تعالیٰ کا ہے کہ بیشک جو لوگ ایمان نہیں لاتے آخرت پر ان کے دل انکار کرنے والے ہیں اس حال میں کہ وہ لوگ غرور کرنے والے ہیں نیز ہر مسلمان جو تمام اوصاف ایمان و اسلام واحسان سے موصوف ہو اور انبیاء یا صحیفوں یا آیتوں یا شرعی مسئلوں سے جو محکم ہیں کسی ایک کو بھی قبول نکرے تو وہ کافر ہے پس جو شخص مہدیِ موعودؑ کی تصدیق نہ کرے اس کو کافر کہنا کیا محال ہے نیز اگر کوئی مسلمان اپنے کمال اسلام کے ساتھ کافروں اور مشرکوں کے ایک حکم کی بھی موافقت اور اطاعت کرے تو مشرک اور کافر ہو جاتا ہے جیسا کہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے (**ان اطعتم هم الآیة**) اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو بیشک تم البتہ مشرک ہو پس جو شخص کہ ان کے کسی حکم سے بھی باہر نہو ناچارا کفر ہے اور مہدیِ موعودؑ کو جو مفخر موجودات ہیں قبول نہیں کیا ہے تو کیونکر کافر نہو گا رحم کرے اللہ اس پر جس نے انصاف کیا اللہ سب سے بڑا ہے۔ واضح ہو کہ قبول کرنا اللہ کی ذات وصفات کا اور اُن چیزوں کا کہ جن کا وعدہ اللہ نے کیا محض پیغمبرؐ کی زبان مبارک سے معلوم کر کے یہ ایمان افضل ہے جیسے ایمان ابوبکرؓ کا اور دین کا خلاصہ ہے نبی علیہ السلام کے محض اقوال و افعال ہی تمام امورِ دین ہیں یعنے شریعت یہی ہے کہ نبیؐ کی پیروی کرے ایمان کے ساتھ پس معلوم ہوا کہ ایمان زبان سے اقرار کرنا اور دل سے تصدیق کرنا ہے۔ عبدالرزاق نے کہا کہ یہ حکم نبی ومہدی علیہما السلام کے حضور میں تھا اس کے بعد شرع کے ساتھ موافقت کروں گا۔ گواہی دی اس کی منجن خاں نے اور گواہی دی اس کی محمد بن ملک احمد نے۔

رقعہ عبدالرزاق کا میاں غنی محمد کے نام خدائے تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہما السلام کو حکم کیا کہ تمہارے جانے کے بعد دنیا میں کوئی شخص آئے اور نبوت کا دعویٰ کرے تو اُس کو شرع میں صحیح کرو نبی ہے یا نہیں، جب وہ شرع میں صحیح ہو تو اس پر ایمان لاؤ اور مدد کرو اللہ تعالیٰ نے انبیاءؑ کو حکم نہیں کیا کہ تمہارے جانے کے بعد دنیا میں کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے تو تم اس کے قول کی تقلید کر کے ایمان لاؤ اور مدد کرو۔

میاں غنی محمد کا جواب

پس تمہاری تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ محمدؐ کو عیسیٰؑ کی شریعت کے موافق پا کر تصدیق کیئے ہیں اسی طرح مہدیؑ کو شرع مصطفےٰؐ کے موافق پا کر تصدیق کیئے ہیں ہاں درست ہے پس جیسا کہ پیغمبر علیہ السلام کا قول وفعل خدائے تعالیٰ کے دین کی حجت اور اس کی پیروی دین وایمان ہے ویسا ہی مہدیؑ کے قول وفعل کا رتبہ ہے لیکن حضرت مہدی علیہ السلام کی اس پیروی

کی تحقیق آپؐ کے اصحابؓ پر موقوف ہے اس کے بعد اُن کے تابعوں کی طرف منسوب ہے اور اسی طرح قیامت کے دن تک۔

عبدالرزاق کا رقعہ

آپ نے جو کچھ لکھا معلوم ہوا اللہ کے حکم سے آپ نے انصاف کیا اب کیا فرماتے ہو کہ شرع کے موافق تقلید چاہیئے یا تقلید کے موافق شرع چاہیئے جو بات حق ہو دلیل کے ساتھ لکھ کر بھیجئے والسلام۔

میاں عبدالرزاق کو غنی محمد کی طرف سے سلام اور معلوم ہوئے کہ جب آیت **واذااخذاللّٰہ میثاق النبیین اور جبکہ لیا** اللہ نے پیغمبروں کے عہد کو۔ کی آپ نے تفسیر کی کہ اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں کو حکم کیا کہ تمہارے جانے کے بعد دنیا میں ایک شخص آئے گا اس کی نبوت کے دعویٰ کو شرع میں صحیح کرو کہ نبی ہے یا نہیں جب شرع میں صحیح ہو جائے تو اس پر ایمان لاؤ اور مدد کرو بنابریں ثابت ہوا کہ جیسا کہ محمدؐ شریعت عیسیٰؑ کے موافق تھے ویسا ہی مہدیؑ بھی شریعت محمدؐ کے موافق ہیں پس ان کی (مہدیؑ کی) تقلید وہی حکم رکھتی ہے کیونکہ آپ (مہدیؑ) پیغمبروں سے خارج نہیں ہیں باوجود اس کے آپ نے پوچھا کہ اب کیا فرماتے ہو کہ تقلید شرع کے موافق ہو یا شرع تقلید کے موافق ہو پس اگر آپ سمجھ جاتے تو یہی بات بس تھی اگر بس نہیں تو میرے پھر بولنے سے کیا فائدہ۔

دوسرا جواب میاں غنی محمد کی طرف سے

اللہ پاک کے نام سے تمام تعریف اللہ کیلئے ہے کہ ایک بار ہمارا انصاف تو آپ کی نظر میں آ گیا لیکن بعد حمد وصلوٰۃ کے میاں عبدالرزاق کو میاں غنی محمد کی طرف سے سلام معلوم ہو کہ ہم نے جو کچھ لکھا تھا آپ نے پسند خاطر کیا مگر تقلید کے معنی پر آپ نے غور نہیں کیا اب جاننا چاہیئے کہ کسی کے قول وفعل کی پیروی کو اپنا دین جاننا اور اس کے قول وفعل کو دین کی حجت بنانا یہ عین تقلید اس شخص کی ہے لیکن اس معنی میں گمراہوں کی تقلید کرنا کامل بیراہی اور بیدینی ہے اور نبی ومہدی علیہما السلام کی تقلید کرنا پورا دین خدا ہے اور شریعت وہ ہے جس میں فرض واجب سنت اور مستحب ہے اور قرآن وحدیث اور اجماع اور قیاس مجتہداں سے مستنبط ہوئی ہے۔ پس شریعت کو سچا جاننا عین دین اور اس کا انکار کرنا عین کفر ہے عام علماء کی تقلید اس کے (شریعت کے) موافق کرنا ہے والسلام۔ دولت آباد کے عالموں میں سے جن علماء نے اس رقعہ کو دیکھا بڑی خوشی سے پسند کیا واضح ہو کہ جو شخص اپنے امام کی تقلید میں تمام امور شرعیہ کو بجالاتا ہے اور ان تمام امور کو صحیح سمجھتا ہے اور تفاسیر احادیث اور

مسائل جو کچھ کہ ہیں اور جو تقلید کئے ہیں ان کو قبول کرتا ہے اور اُن پر عمل کرتا ہے کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ بعض آیتیں منسوخ اور بعض غیر منسوخ ہیں اور بعض آیتیں معمول اور بعض غیر معمول ہیں یہ بات محض تقلید اقوال مجتہدین کی بنا پر ہے اور ان کے بعض مسائل مفتٰی بہ ہیں اور بعض غیر مفتٰی بہ ہیں یہ بھی متقدمین کی تقلید ہی سے ہے۔ پس چونکہ یہ سب حق اور ثابت ہے پس حق کے بعد گمراہی کے سوائے کیا چیز باقی رہ جاتی ہے چنانچہ یہ بات سب کو معلوم ہے والسلام (شہر احمد نگر کے علماء نے رقعہ کے اس جواب کو بھی دیکھ کر اس کو صواب قرار دیا اور اس کی تعریف کی)

اکمل الفضلا افضل العلماء کو دعا و سلام کے بعد معلوم ہو کہ چونکہ آپ نے لکھا تھا کہ تقلید کے معنی پیروی ہیں نیز تقلید کے سوائے شریعت نہیں ہے کہ مقتضا کے موافق شریعت طریقت اور حقیقت کا مدار تقلید پر ہے ہاں اسی ماہیت لفظ مذکور پر تمام مختلف فرقے متفق ہیں اور فقیر کے اس رقعہ کا پورا مضمون بھی یہی تھا اس وجہ سے زائد باتوں کی طرف نہیں گیا والدعا۔ یہ جواب دار السلطنت شہر بیجاپور کے قاضی کے رقعہ کا ہے اور اس کے بعد انہوں نے اس کا کوئی جواب نہیں لکھا۔

قاضی القضاۃ قاضی علی کو معلوم ہو کہ فقیر نے تقلید کے معنی پر آنجناب سے شہادت طلب کی تھی اس بنا پر آنعزیز نے لکھا کہ اہل شرع کی اصطلاح میں مقلّد اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی مجتہد کی پیروی سے عمل کرتا ہے اس کے سوائے جہاں کہیں کہ تقلید کا لفظ واقع ہے معنی لغوی میں ہے پوشیدہ نہ رہے کہ اس ضعیف کے پورے خط کے مضمون پر آپ کی یہی بات بطور شہادت کے کافی ہے اس سبب سے کہ تمام گرویدہ لوگوں کو اصطلاح عام میں مومن کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو معنی اور صفات کے لحاظ سے مومن کہتے ہیں نیز پیغمبرؑ کا نام اصطلاح عام میں محمدؐ ہے لیکن معنی کے اعتبار سے لفظ فارقلیط سے آپ کے عین اسم کو احمد جانتے ہیں بلکہ دین کا پورا قوام اور دلیل اور روشن اور نصیحت اسی نہج اور اسی معنی پر ثابت ہوتی ہے پس جس وقت کہ کوئی بات بامعنی اصطلاح کے سوائے بھی ایسا مرتبہ رکھتی ہے تو ہمارے مقصود کے لئے کافی ہے ورنہ کلام مجید سے اور بعض کتابوں مثلاً تفسیر نیساپوری اور فصوص الحکم اور مقصد الاقصیٰ سے لفظ مقلد تمام امر و نہی کے فرمانبرداروں اور رسالت پناہؐ ہی کے پیرووں پر بولا جاتا ہے لیکن چونکہ آپ کی اسی بات سے ہماری غرض حاصل ہے ان باتوں کو بیان کرنے کی ضرورت ہم کو نہیں ہوئی والسلام۔

یہ رقعہ شہر برہان پور کے تمام علماء اور مشائخین کے پاس بھیجا گیا تھا تو وہاں افضل العلماء سید عالم اور برہان الملک اور عبد الغفور اور عبد الستار بن شیخ عیسیٰ ان سب لوگوں نے اس کو بہت پسند کیا اور تعریف کی۔ واضح ہو کہ تقلید کا معنی قول کی تصدیق اور اتباع ہے لیکن بلند ترین تقلید جس کو فصوص الحکم میں کہا ہے وہ یہ ہے کہ لیکن اہل ایمان اُن لوگوں کو کہتے ہیں جنہوں نے پیغمبروں اور رسولوں کی تقلید کرنے والوں کی تقلید کی یہ تقلید شریعت اور طریقت کی بنا ہے اور حقیقت کا بیان اور معرفت کی دلیل

بھی اسی تقلید سے ہے بلکہ ہر اہل شریعت وطریقت جس تقلید سے کہ اپنے مقتدا سے رکھتا ہے اسی سے تمام امورِ دین کو بجالاتا ہے اور اُس کے خلاف سے دوری اختیار کرتا ہے البتہ مقصد الاقصیٰ میں کہا ہے کہ آدمی کی آدمیت کا کمال خلاصہ یہ ہے کہ محققی کا دعویٰ سر سے اتار کر رکھدے اور حد تقلید سے پاؤں باہر نہ رکھے۔ اچھی طرح سمجھو یہ بات ظاہر ہے یہ احمد جی عباسی کے رقعہ کا جواب ہے۔ انہوں نے بھی اس رقعہ میں کوئی سوال وجواب نہیں کیا۔ واضح ہو کہ تقلید کا معنی قول کی تصدیق اور پیروی ہے لیکن خدا کے فرمان کی پیروی کو دین خدا کہتے ہیں اور محمدؐ کی پیروی کو اپنے امام کی تقلید جانتے ہیں، اس وجہہ سے استفتاء میں لکھا ہے کہ ہر شخص اپنے امام کی تقلید سے تمام امور شرعیہ بجالائے یا نہیں پس آنجناب نے اس کے جواب میں لکھا ہے کہ مجتہد کو مقلد نہیں کہنا چاہیئے میرے سوال کا یہ جواب کس طرح ہوسکتا ہے توضیح کریں اور نیز آپ نے لکھا ہے کہ امام اعظمؒ کا مقلد امام اعظمؒ کی شرع کے موافق عمل کرتا ہے ایسا اور ایسا۔ ہر ایک امام کا مقلد اپنے امام کی شرع کے موافق عمل کرتا ہے تو یہاں یہ بات دریافت طلب ہے کہ مجتہدوں کے مذاہب کو کس علم کی اصطلاح میں اور کن علماء نے شریعت کا لقب دیا ہے تشریح فرمائیں اور ہم لوگ جو رسول نبی امیؐ کے صدقہ خوار ہیں آپ کو چاہیئے کہ ہمارے مقصد کو پیش نظر رکھ کر تقریر اور تصویر (مذہب کی صورت نگاری) میں معذور رکھیں والسلام۔

نیز تقلید کے معنی کسی شخص کے محض قول پر کسی چیز کو قبول کرلینا ہے اور اسی طرح اطاعت اور پیروی کرنا ہے لیکن نبیؐ کے قول کو قبول کرنا ایمان افضل ہے اور ہمارے نبیؐ کی پیروی عین شریعت ہے۔

مسئلہ۔ تقلید کس کو کہتے ہیں اور تحقیق کیا ہے؟ جو کچھ کہ نبیؐ نے کہا سنکر قبول کی ہوئی بات تقلید ہے اور جو ذات کے دیکھے ہوے سے ظاہر ہو تحقیق ہے لیکن چونکہ دیدار کی صحت بھی نبیؐ سے سنی ہوئی بات کی تائید کے بغیر نہیں ہے اس لئے تحقیق کرنا بھی تقلید سے ہے امام حجۃ الاسلام نے فوائد العقائد میں کہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے صفات وافعال کی معرفت جس کی طرف ہم نے علم مکاشفہ میں اشارہ کیا ہے علم کلام سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ قریب ہے کہ علم کلام اس کے خلاف پڑے کیونکہ احکامِ شرعیہ دین کے سمجھنے کے لئے سمع کلام سے متعلق ہیں غیب کی باتوں پر اکتفا کرنا نافرمانی ہے اور یہ سخت حجاب ہے اور یہ ایسا حجاب ہے جو اُس سے (خدا سے) مانع ہوتا ہے وصول الی اللہ صرف اس مجاہدہ سے ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کا مقدمہ بنایا ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں تو ہم ضرور اُن کو ہمارے راستے بتادیتے ہیں۔ نیز اُس کتاب میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ ایمان اسم مشترک ہے تین طریقوں سے بولا جاتا ہے پہلا طریقہ یہ کہ وہ تصدیق بالقلب پر بطور اعتقاد وتقلید کے اور بغیر کسی کشف اور شرح صدر کے بولا جاتا ہے اور یہ عوام کا ایمان ہے بلکہ ساری مخلوق کا ایمان ہے سوائے خاص لوگوں کے یعنے وہ دلائل سمعیہ اور براہین عقلیہ پر قناعت نہیں کرتے ہیں حتی کہ وہ دل کے مشاہدے سے اور

عیاں طور پر اللہ کی رویت کو پالیتے ہیں نیز امام حجۃ الاسلام نے کہا ہے کہ جس کے سامنے سے پردہ اُٹھ جائے اور وہ ہدایت کے نور سے نور لینے لگے تو وہ متبوع ومقلد ہوتا ہے اس کو نہیں چاہیئے کہ وہ اپنے غیر کی تقلید کرے اور احیاء العلوم میں کہا ہے کہ اس کا اعتماد علویات (روحانیات) میں اپنی بصیرت اور اپنے ادراک پر صفائی قلب کی وجہ سے ہوتا ہے نہ کہ صحیفوں اور کتاب پر اور نہ غیر سے تقلید کی سماع پر۔ مقلَّد (جس کی تقلید کی جاتی ہے) وہ صرف صاحب شرع علیہ السلام ہیں اُن چیزوں میں جن کے کرنے کا حکم آپ دیتے ہیں اور اُن باتوں میں جن کو آپ کہتے ہیں اور صحابہؓ کی تقلید صرف اس بنا پر کی جاتی ہے کہ اُن کا فعل رسول اللہؐ کی سماع پر دلالت کرتا ہے پھر جب صاحبِ شرع علیہ السلام کی تقلید آپ کے افعال اور اقوال کو قبول کر کے کی جاتی ہے تو چاہیئے کہ تقلید کرنے والا اس کے فہم اسرار میں حریص بھی ہو کیونکہ مقلِّد اس فعل کو محض اس لئے کرتا ہے کہ رسول اللہؐ نے کیا پس جب رسولؐ نے اُس فعل کو کیا تو ضرور اس میں کوئی راز ہوگا اس لئے مقلد اقوال اور اعمال کے اسرار دریافت کرنے میں زیادہ راغب ہوتا ہے۔ اور شرح مقاصد میں یہ مرقوم ہے کہ دین میں اصل بات یہ ہے کہ اس میں تقلید کی جائے اگر وہ دین باطل ہے تو تقلید بھی باطل ہے بالاتفاق جیسے یہود ونصاریٰ اور آتش پرستوں اور بت پرستوں اور ان کے اسلام کی تقلید اور اگر وہ دین حق ہے تو تقلید حق ہے اور یواقیت میں کہا ہے اور عین اس مسئلہ میں نہ کہے کہ میرے صاحب نے اس مسئلہ میں خطا کی پس یہ چیز مقلد کی تعریف سے نہیں ہے اور اس کا اجتہاد عین مسائل میں خطا ہے کیونکہ وہ گمان کرتا ہے اپنی ذات پر کہ وہ اس مسئلہ کو پہچان لیا ہے جسے اس کے صاحب نے نہیں پہچانا پس وہ اس مسئلہ سے جاہل رہا اور جب امام شافعیؒ کا مقلد مثلاً ایک مسئلہ کو پائے جس میں امام شافعیؒ نے مثلاً ابوبکرؓ کا خلاف کیا ہے تو اِس مقلِد کے لئے جائز نہیں ہے کہ امام شافعیؒ کی مخالفت کرے اور حضرت ابوبکرؓ کی اقتدا کرے اگر چیکہ حضرت ابوبکرؓ امام شافعیؒ سے افضل ہیں کیونکہ مقلد پر واجب ہے کہ امام شافعیؒ کے متعلق یہ گمان رکھے کہ انہوں نے ابوبکرؓ کی مخالفت نہیں کی بلکہ ان کے پاس مذہب ابوبکرؓ سے زیادہ قوی کوئی دلیل پہنچی ہے اور اگر یہ گمان نہیں کیا تو گویا اس نے امام شافعیؒ کو جہل سے منسوب کیا بہ نسبت مقام ابوبکرؓ کے اور یہ (ابوبکرؓ کے مقام سے جاہل رہنا) آپ سے محال ہے امام غزالیؒ نے بھی قانون میں یہی ذکر کیا ہے اور تنقیح میں کہا ہے کہ مجتہد خطا بھی کرتا ہے اور صواب بھی کرتا ہے اور معتزلہ کے پاس ہر مجتہد صواب پر ہے اور جمع الجوامع کی چھٹی جلد میں مسندِ علی کرم اللہ وجہہ میں لکھا ہے کہ (نبیؐ نے فرمایا) البتہ ہوگا میری اہل بیت میں سے ایک مرد امر کرے گا اللہ کے امر کے موافق اور حکم کرے گا اللہ کے حکم کے موافق۔ بزدوی میں آخری باب شروط اجماع میں کہا ہے جس نے اجماع کا انکار کیا اس کا پورا دین باطل ہو گیا کیونکہ دین کے تمام اصول کا مدار اور ان کا مرجع مسلمانوں کی اجماع پر ہے کتاب حسامی میں اصحابِ رسولؐ کی پیروی کے باب میں ہے کہا ابوسعید بردعی نے صحابیؓ کی تقلید واجب ہے صحابیؓ کے قول کے مقابلہ میں قیاسِ مجتہد کو ترک کر دیا جائے گا کیونکہ سماع اور

توقیف کا احتمال ہے صاحب الرائے ہونے کی فضیلت صحابہؓ کو حاصل ہونے کے سبب سے کیونکہ ان کو احوال تنزیل کا مشاہدہ اوراس کے اسباب کی معرفت کماحقہٗ تھی۔ اور ابوالحسن کرخیؒ نے کہا ہے کہ صحابی کی تقلید نہیں جائز ہے مگران ہی چیزوں میں جن میں قیاس سے ادراک نہیں کیا جاسکتا ہے امام شافعیؒ نے کہا کہ ان میں (صحابہؓ میں) سے کوئی تقلید نہیں کیا جائے گا اور یہ خلاف ہراس چیز میں ہے جو بغیر اختلاف کے ان کے درمیان ثابت ہوتئی ہے اور بغیر اس کے کہ ثابت ہووے کہ وہ چیز پہنچی اس کے غیر قائل کو پس اس کو تسلیم کرتے ہوئے ساکت ہوگیا اور لیکن اگر وہ کسی چیز میں اختلاف کریں تو حق ان کے اقوال سے تجاوز نہیں کرے گا اور تعارض کی وجہ سے بعض کا قول ساقط نہوگا کیونکہ رائے کی وجہ معین ہوچکی بسبب اس کے کہ ان کے درمیان حدیث مرفوع کی حاجت پیدا نہیں ہوئی پس ان کے اقوال قیاس مجتہد کے قائم مقام ہوں گے لیکن اگر تابعی ان کے فتوی میں مزاحمت کرے تو ہمارے بعض مشائخین کہتے ہیں کہ اُس تابعی کی تقلید جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ناجائز ہے رسالۂ مختصر فرض صلوٰۃ میں فقہ سبعہ سے نقل کیا ہے کہا کہ ہر وہ چیز جو دلیل سے ہے نہ کہ تقلید سے اوراس علم سے جو علم بنایا گیا ہے وہ علم، کلام ہے اور پھر رعیت میں سے وہ لوگ جو دین میں مکلّف ہیں اُن کے دو صنف ہیں ایک مجتہد ہے اس کا فرض یہ ہے کہ رعیت کے افعال میں سے کسی ایک فعل پر استدلال سے اخذ کرے یعنی ہر چند کہ مجتہدین اصحابؓ کی تقلید کرتے ہیں اور اصحابؓ قول پیغمبرؐ پر ایمان رکھتے ہیں لیکن چونکہ ائمۂ اجتہاد کسی کی تقلید سے مقید نہیں ہیں اس لئے وہ استدلال کو لازم جانتے ہیں اور دوسری صنف مقلِد ہے جو تقلید سے مقید ہوتا ہے اس کے لئے مقلّد کا قول کافی ہے پس جو کچھ اس کے خلاف دلیل پاتا ہے (اس پر عمل نہیں کرتا بلکہ) اپنے امام کے قول پر مضبوط رہتا ہے پس چونکہ مقلِد کو تمام احکام میں اپنے امام کے اقوال کو معتبر جاننا لازم آتا ہے اس حد تک کہ ظہور سنت پر بھی اپنے امام کے قول کو چھوڑنا جائز نہیں رکھتا ہے اپنے امام کی تقلید فرض ہے ورنہ باوجود خلاف سنت ہونے کے (باوجود حدیث رسول اللہؐ کو دیکھنے کے) کس طرح اپنے امام کے احکام کو قابل اعتماد جانتا کیونکہ امام اس مقلد سے زیادہ دانا تھا لیکن جو شخص اس بات کا معتقد ہے کہ مجتہدین خطا بھی کرتے ہیں اور صواب بھی کرتے ہیں پس امام کی تقلید اس کے مقلد پر فرض ہے یہاں تک کہ تمام فرائض اور دوسرے احکام شرعی اسی کی تقلید سے درست ہوتے ہیں ورنہ نہیں۔ نیز امر کا ادا کرنا فرض ہے اور چونکہ ائمۂ اجتہاد کے بعد امر کی ادائی بجز اماموں کی تقلید کے جائز نہیں ناچار تقلید فرض ہے کیونکہ مقلد کے لئے ضرور ہے کہ مجتہد سے اخذ کرنے کی کیفیت کو تمام اخذ کرنے والوں کے عدالت کے ساتھ اگرچہ ایک واسطہ سے ہو یا کئی واسطہ سے جاننا ضروری ہے پس جو شخص کہ ہماری ذکر کی ہوئی چیزوں کا اعتقاد نہ رکھا اور ہم نے جو بیان کیا اس کے موافق مجتہد سے نہ لیا تو اس کے لئے نماز نہیں ہے اور یہی بات تبصرۃ الاحکام میں مذکور ہے چاہیئے کہ ایمان دلیل کے ساتھ ہووے اور وہ شخص جو ایمان دلیل سے نہیں رکھتا ہے وہ مقلد ہوتا ہے اور مقلد (اعتقادیات میں تقلید کرنے

والا) معتزلہ کے پاس مومن نہیں ہے اور اہل سنت والجماعت کے پاس اس کا ایمان درست ہے لیکن ترک استدلال کی وجہ سے فاسق ہے اور امر اداس تقلید سے عامتہ المسلمین کی زبان میں ایمان تقلیدی لانا ہے اور عام لوگوں کے اقوال بغیر دلیل کے معتبر نہیں ہیں ورنہ ائمہ اجتہاد کی تقلید واجب ہے اور صحابی کی تقلید تابعین اور ائمہ مسلمین اور مجتہدین پر واجب ہے پس ضرور ہے کہ نبیؐ کی تقلید تمام اہل عالم پر فرض ہووے اور بیشک آپ کی تقلید شرع کا ماخذ ہے اور دین متواتر وہ ہے کہ جس کی روایت ایسی جماعت کرے جن کی گنتی نہوسکتی ہواور ان کی کثرت اور اُن کی عدالت اور ان کے مقامات کے جدا جدا ہونے کی وجہہ سے جھوٹ پر ان کے اتفاق کا وہم نہوسکتا ہواور یہ سلسلہ روایت کا رسول اللہؐ تک پہنچتا ہواور یہ مثل نقل قرآن اور نماز فرض پنجگانہ رکعتوں کی تعداد اور زکوٰۃ کی مقدار اور اس کے مشابہ چیزوں کے مانند ہے اس سے علم یقینی پیدا ہوتا ہے بمنزلۂ عیاں چیز کے علم ضروری کا فائدہ ہوتا ہے اور جو علم ثابت ہوتا ہے اس سے یعنی حدیثِ رسولؐ سے تو وہ مشابہ ہوتا ہے اس علم کے جو بالضرورت ثابت ہوتا ہے جیسے محسوسات اور بدیہیات اور متواترات یقین میں یعنے ان میں نقیض کا احتمال نہیں ہوتا اور ثبات میں یعنے زوال کا احتمال نہیں ہوتا کسی شک ڈالنے ولاے کے شک ڈالنے سے پس وہ علم اعتقاد کے معنی میں ہوتا ہے جو مطابق واقع کے اور جارم وثابت ہوتا ہے اور امکان (وسلب ضرورت جانب مخالف) یا جہل ہے یا ظن ہے یا تقلید ہے پس اگر کہا جائے کہ یہ معنی صرف متواتر میں ہوتا ہے پس رجوع کیا جائے گا قسم اوّل کی طرف (تواتر کی طرف) ہم کہیں گے اُس چیز میں جو جانی گئی ہے کہ وہ خبر رسولؐ ہے اس طرح کی رسولؐ کے منھ سے سنی گئی ہے یا رسولؐ سے متواتر روایت پہنچی ہے یا بغیر اس کے ہوگا اگر وہ ممکن ہے لیکن خبر واحد ہے تو وہ مفید یقین نہیں ہے کیونکہ اس کے خبر رسولؐ ہونے میں شبہ واقع ہو گیا ہے لیکن خبر واحد عادل اور تقلید مجتہد یہ دونوظن اور اعتقاد کا فائدہ دیتے ہیں جو زوال کو قبول کرتا ہے گویا اس نے علم سے اِرادہ ایسی چیز کا کیا ہے جو زوال کو قبول نہیں کرتی ورنہ تین چیزوں میں اسباب کو حصر کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی نیز اس میں یہ بات جان لی گئی کہ بعض احکام شرعیہ ایسے ہیں جن کا تعلق عمل کی کیفیت سے ہے اُن احکام کو احکام فرعیہ وعملیہ کہتے ہیں اور بعض اُن میں سے وہ ہیں جن کا تعلق اعتقاد سے ہے ان کو احکام اصلیہ واعتقادیہ کہتے ہیں اور اس میں کلام کی گنجائش ہے اور یہ کلام کلام سے مشتق ہے جس کے معنی زخم کے ہیں جس کو عربی زبان میں جرح کہتے ہیں یہ قدیم علما کا کلام ہے اور ان کے اختلافات کا بڑا حصہ اسلامی فرقوں کے ساتھ خصوصاً معتزلہ کے ساتھ ہے کیونکہ یہ سب سے پہلا فرقہ ہے جنہوں نے خلاف کے قواعد کی بناڈالی ہے اُن امور میں جو ظاہر سنت (احادیث) میں وارد ہیں جن پر صحابہؓ کی ایک جماعت متفق رہی ہے باب عققائد میں۔ اور اس میں (اس باب میں ہے) اور شئی ہمارے پاس موجود ہے اور ثبوت اور تحقیق اور وجود اور کون یہ سب مترادف ہیں ان کے معنی بدیہی التصور ہیں۔

(احمد جی عباسی کے سوال کا جواب میاں سید محمود کا مکتوب)

میرے بھائی میاں خلیل جی کے پاس فقیر سید محمود کی طرف سے معروضہ یہ ہے کہ خوزادے نے بندہ سے فرمایا کہ احمد جی عباسی کو بلا کر تقلید کے بارے میں اکثر علماء نے اقرار کیا کہ تقلید شرع کے تابع ہے آج احمد جی چاہتے ہیں کہ اگر تم حوض والی مسجد میں آکر ملاقات کرو تو فبہا ورنہ عبارت لکھ کر بھیجیں کہ اس مضمون پر معززین کہتے ہیں اور خوزادے نے بھی یہی مضمون فرمایا اور خلل دور ہوتا ہے چاہیئے کہ تقلید کا مرتبہ اور شرع کا مرتبہ لکھ کر بھیجیں دعا وسلام رقعہ جو بعض علماء کو بھیجا گیا تھا ہر شخص اپنے امام کی تقلید پر امور شرعیہ بجالاتا ہے اور تصحیح رکھتا ہے یا نہیں۔

(خلیل جی کی طرف سے سید محمود کو جواب)

سیادت مآب خوزادے سید محمود پر روشن ہووے کہ حضرت میاں نے اس رقعہ کو بعض علماء کے پاس لکھا تھا اُن میں سے ایک شخص نے لکھا کہ تقلید کے سوائے شریعت نہیں ہے اور دوسرے نے لکھا کہ شریعت طریقت حقیقت کا مدار تقلید پر ہے اینجانب کا احوال تو اس طرح ہے اس کے بعد جو کچھ آپ سے فرمائے ہیں قبول کر کے سرانجام کریں۔ والسلام اگر آپ کے دل میں یہ بات آتی ہے کہ میاں احمد جی کو گراں نہ گذرے تو اُن کو میاں سید نجم الدین کی ملاقات کے لئے لاویں ورنہ نہیں والسلام۔

احمد جی عباسی کا رقعہ میاں سید قاسمؒ کے نام

ارشاد پناہا رقعہ شریف کے مضمون سے مشرف ہوا نیز شریعت کے مضمون سے مشرف ہوا نیز شریعت اور تقلید کے بارے میں تحریر تھا اے محبت پناہ امام اعظم صاحب شریعت تھے مقلِد نہ تھے فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ صاحبِ مذہب کسی کا مقلد نہیں ہے اب آپ پر ظاہر ہے کہ امام اعظمؒ کا مقلّد امام اعظمؒ کی شریعت پر اور امام شافعیؒ کا مقلّد امام شافیؒ کی شریعت پر ہے اسی طرح امام مالکؒ و امام احمد حنبلؒ شریعت رکھتے تھے مقلد نہ تھے آپ اس بحث کو عالموں پر چھوڑ دیجئے خدا کے ذکر میں مشغول ہو جائیے۔

میاں سید قاسمؒ کا جواب احمد جی عباسی کو

واضح اور لائح ہووے کہ تقلید کا معنی قول کی تصدیق اور پیروی ہے لیکن دین خدا کی پیروی کو دین خدا کہتے ہیں اور محمدؐ کی پیروی کو شرع محمدیؐ کہتے ہیں اور اپنے امام کی پیروی کو تقلیدِ امام جانتے ہیں اسی وجہ سے ہم نے استفتا میں لکھا تھا کہ ہر شخص اپنے امام کی تقلید پر امور شرعیہ بجالاتا ہے یا نہیں پس آنجناب نے اس کے جواب میں لکھا کہ مجتہد کو مقلد نہ کہنا چاہیئے کہ یہ میرے سوال کا جواب ہوسکتا ہے تو ضیح کریں۔ دیگر آپ نے لکھا ہے کہ امام اعظمؒ کا مقلد امام کی شرع پر عمل کرتا ہے ایسا اور ایسا ہر ایک امام کا مقلد اپنے امام کی شرع پر عمل کرتا ہے تو مجتہدوں کے مذاہب کو کس علم اور کن عالموں کی اصطلاح سے آپ نے شرع کا لقب دیا تصریح فرمائیں اور ہم جو رسول نبی امیؐ کے صدقہ خواروں کے منجملہ ہیں چاہیئے کہ ہمارے مقصد پر نظر رکھ کر تقریر و تصویر سے معذور رکھیں والسلام۔

دوسرا جواب حضرت قدس سرہٗ کی طرف سے

تقلید کے معنی سخن کا قبول کرنا بغیر طلبِ دلیل کے اور ایمان لانا غیب پر اور تصدیق کرنا اور اطاعت بجالانا اور پیروی کرنا اور فرمانبردار ہونا اور کسی کے حکم کے تسلیم ہوجانا کسی چیز کی مشابہت پیدا کرنا اور کسی کے مانند ہوجانا دوسرے کے حکم پر گردن رکھنا اور جان اس کے سپرد کردینا پس ہر چند کہ تمام تفصیلات معنی میں ایک ہیں لیکن مقصود یہ ہے کہ تمام باتیں لفظ تقلید کی توجہ کے لئے جائز ہیں یا نہیں لکھ کر بھیجئے نیز چاروں ائمۂ مجتہدین میں سے آپ کس امام کے تابع ہیں اور پیغمبرؐ کے بعد ایک مجتہد اور دوسرے مقلد کے سوائے کوئی تیسرا فرقہ بھی پائے ہیں لکھ کر بھیجیں والدعا۔

احمد جی عباسی کی طرف سے دوسرا رقعہ

سیادت پناہی معرفت دستگاہی عافیت سے رہیں رقعہ شریف کے مضمون سے مشرف ہوا تحریر تھا کہ ہر شخص اپنے امام کی تقلید پر امور شرعیہ بجالاتا ہے یا نہیں۔ بجالاتا ہے لیکن مضمون کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے اسی مضمون کا رقعہ فقیر کو آپ نے لکھا تھا کہ ہم اس کے مقابلہ پر سوال و جواب لکھے ہوں گے یہ واقعہ کے خلاف ہے خدام نے ہرگز ہم کو کوئی چیز نہیں لکھی اور فقیر بھی جواب میں کوئی چیز نہیں لکھا لیکن خوزادے کچھ فرمارہے تھے کہ بزرگوں کے درمیان ایسی ایسی باتیں ہورہی ہیں شاید کہ اُن کے واسطے ہم نے کچھ لکھا ہوگا لیکن یہ بات دروغ ہے کہ آپ ایسا مضمون لکھے ہوں اور فقیر نے بھی ایسا جواب لکھا ہو یہ سب خلاف ہے دیگر فقیر کا مسلک فروعات میں امام اعظمؒ کے موافق ہے اور عقائد میں حضرت ابوالحسن اشعریؒ کے

موافق ہے دیگر تحریر تھا کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں ایک مجتہد ہیں اور دوسرے مقلد ہیں علاوہ ان کے کوئی ہے تو لکھ کر بھیجیں سو تیسری قسم یہ ہے جو قابل توجہ نہیں ہے اس قیل وقال سے درگذر نا چاہیئے اور اپنے کام میں مشغول رہنا چاہیئے فقیر کی عبادت ہی یہ ہے کہ دل سے ماسوی اللہ کے خواطر کی نفی کرے سو اس کی نفی کرنا چاہیئے اپنے مرشد سے میں نے یہی پایا ہے ۔والدعا

دوسرے رقعہ کا جواب میاں سید قاسمؒ کی طرف سے

پناہِ عالماں ہمارے مکتوب کو اور اپنے جواب کو آپ نے بالکل دروغ سمجھا یہ کس طرح ہوسکتا ہے کیونکہ محبؒ کی دستخط (آں محبؒ کا لکھا ہوا خط) اس فقیر کے پاس ہے اور اس کی تعلیق (خط کے متعلقہ تحریر) میں نے بھجوائی ہے اطمینان خاطر سے ملاحظہ فرمائیں اور اس وقت آپ نے جو خط لکھا ہے اگر اس خط کا پورا جواب یہ فقیر لکھے گا تو اس ملک الفقہاء کو پانچ چھے مہینے کے بعد پھر یہی بات کہنے کی ضرورت واقع ہوگی کہ نہ تم نے کوئی چیز مجھے لکھی اور نہ میں نے تمہیں کوئی جواب دیا تو اس گروہ کی صداقت کی ہی دلیل کافی ہے اس لئے بھی زائد باتیں نہیں لکھی گئیں زیادہ دعا۔

تیسرا رقعہ احمد جی عباسی کی طرف سے

حضرت سیادت پناہ حقائق آگاہ معرفت دستگاہ کی ملازمین بارگاہ آرام سے رہیں، معروضہ یہ ہے کہ تحریر فرمایا ہے کہ ہمارے مکتوب کو اور اپنے جواب کو بالکلیہ دروغ سمجھا ہے یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ آں محبؒ کے ہاتھ کا لکھا ہوا خط اس فقیر کے پاس ہے۔ یہ مسلّم ہے لیکن یہ بات کہاں سے معلوم فرمائی کہ یہ جواب میں نے آپ کی خدمت میں لکھا تھا بلکہ سیادت مآب سید محمود صاحب کے نام لکھا تھا خدام نے ہماری تحریر کی تعلیق بھیجی لیکن اپنی تحریر کی تعلیق نہیں بھجوائی تاکہ میں غور کرتا کہ یہہ جواب اس سوال کے شایان شان ہے یا نہیں اے سیادت پناہ سید محمود کو کسی نے لکھا تھا انہوں نے وہ نوشتہ ہمارے پاس بھجوا دیا تھا اور کچھ باتیں زبانی بھی کہی تھیں میں نے یہ جواب اُن کو لکھا ہے نہ کہ آپ کی خدمت میں سید محمود کا رقعہ جس کو ہمارے پاس بھجوائے ہیں اس کی تعلیق میں نے آپ کے پاس بھجوائی ہے آپ معلوم فرمالیں گے دیگر معروضہ یہ ہے کہ شرع کی تکذیب کفر ہے لیکن تقلید کی تکذیب کفر ہے یا نہیں مطلع فرمایئے نیز فقیروں کا خادم ہے اور آپ کی شان ارفع واعلیٰ ہے۔

تیسرے رقعہ کا جواب میاں سید قاسم قدس سرہٗ کی جانب سے

معلوم ہوے کہ جس خط کی تعلیق آپ نے بھجوائی ہے یہ خط سید محمود کواُن لوگوں کی طرف سے بھیجوایا گیا تھا جن کو میں اپنی جگہ سمجھتا ہوں پس ان کی تحریر بھی ہماری ہی تحریر ہے لیکن اس فقیر کا استفتاء جو سید مذکور کے ذریعہ آپ کو بھجوائے تھے وہ دوسرا ہے اوراس تعلیق سے بھی جس کو آپ نے بھجوایا ہے معلوم ہوتا ہے کہ فقیر کا رقعہ جس پر بعض لوگوں نے گواہی دی ہے آپ کو بھی بھجوایا گیا ہے فی الجملہ جو جواب اس کی بنا پر آپ نے بھجوایا اُس کا تعلق نہ اس سے ہے اور نہ اس سے ہے لیکن آپ کے جواب میں ایک دو باتیں حل طلب معلوم ہوئیں تو میں نے از روے اخلاص آپ سے اُن کا حل چاہا واجب تھا کہ اپنی بات کو حل کرتے نہ کہ جواب دینے کے لئے کچھ مدت کا وعدہ کرتے اور آخر یہ کہنا کہ نہ میں نے آپ کو کچھ لکھا ہے نہ آپ نے مجھے کچھ لکھا ہے ایسا اور ایسا ان تمام باتوں کی وجہ سے توجہ نہیں کی اور چند تقلید کے معنی جو میں نے پوچھے تھے اس کا جواب نہ دیکر ایسی بات جو ہماری عبارت اور مبحث سے خارج ہے مجھ سے پوچھا ناگزیر ایسا واقعہ آپ کے جیسے عالموں سے بجز عبرت کے کوئی دوسری بات نہیں حاصل امر ان سب باتوں کی وجہ سے پوری توجہ اور تفصیل اور تائید دلیل کے ساتھ تقلید کے سوال کا جواب ہم نے نہیں لکھا محض آنعزیز کی خاطر کچھ لکھا گیا چاہیئے کہ انصاف کا انکار کفر ہے لیکن تقلید کا انکار کفر ہے یا نہیں واضح ہو کہ انبیاء کی تقلید فرض ہے اوراس کا انکار کفر ہے نیز سب جانتے ہیں کہ ہم امی ہیں چاہیئے کہ ہماری عرض کو ملحوظ رکھ کر تقریر و ترتیب میں معذور رکھیں والدعا

چوتھا رقعہ میاں احمد جی عباسی کی طرف سے

عنایت نامۂ نامی وصحیفۂ گرامی جو فقیر کی جانب بھجوایا ہے آسمان سے وحی کے مانند عز درود پایا رائے انور پر مخفی نہ رہے کہ آنحضرت کے استفتاء کا رقعہ فقیر کو نہ پہنچا اور استفتا کے رقعہ کا جواب فقیر نے نہیں لکھا یہ بات ثابت ہو چکی دیگر یہ کہ حضرت میاں نے بعض عالموں کو رقعہ لکھا تھا اُن میں سے ایک نے لکھا کہ تقلید کے سوائے شریعت نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ دوسرے عالموں نے سکوت کیا اور اکثر کے لئے کل کا حکم ہے نیز آپ نے فرمایا ہے کہ انبیاءؑ کی تقلید فرض ہے اور تقلید کے معنی خود آپ نے فرمایا ہے بات کا مان لینا بغیر دلیل طلب کرنے اور ہم کو یہاں دوسرے انبیاءؑ سے کوئی کام نہیں ہے کیونکہ ان کی شریعت اور تقلید فرمان سے منسوخ ہوگئی ہے ہم کو ان کی ذات پر ایمان لانا کافی ہے جیسا کہ **آمنت باللّٰہ و ملئکتہ و کتبہ و رسولہٖ** الخ اور فرج کا معنی یہ ہے فرض وہ ہے جو ایسی دلیل سے ثابت ہو جس میں شبہ نہ ہو مانند نص قرآن حدیث متواتر اور اجماع اُمت کے اور ان پر اور نبیؑ کی لائی ہوئی چیزوں پر اجمالاً ایمان لانا کافی ہے یہ عین شریعت ہے انبیاءؑ کی

تقلید فرض ہونے کے متعلق کتب معتبر کا حوالہ چاہیئے تا کہ تسکین قلب کی جائے والدعا۔

چوتھے رقعہ کا جواب بندگی میاں سید قاسمؒ کی طرف سے

وہی ہادی ہے صراط مستقیم کی طرف جس کو چاہتا ہے ہدیات کرتا ہے دعاے درویشانہ کے بعد واضح ہو کہ سید محمود ہمارا رقعہ لے گئے اور اس کا جواب آپ کی طرف سے ہم کو پہنچا دیئے پس آپ کے جواب میں جو بات مشکل تھی اس کو آپ نے حل نہ کیا یہ بات ثابت ہوگئی، پھر ہمارے لوگوں کی بات پکڑی کہ حضرت میاں نے رقعہ بعض علماء کو لکھا تھا اُن میں سے ایک نے لکھا کہ تقلید کے سوائے شریعت نہیں ہے لیکن دوسرے کی شہادت چھپانے میں کیا حکمت تھی فی الجملہ ہماری بات پر آپ نے اپنی سمجھ سے لکھا اس سے معلوم ہوا کہ دوسروں نے سکوت کیا اور اکثر کیلئے کل کا حکم ہے تو جاننا چاہیئے کہ سکوت عاجزی کی دلیل ہے یا رضا کی پس دو جہت سے یہی آپ کی بات ہمارے مدعا کیلئے کافی ہے لیکن آپ نے کہاں سے معلوم کیا کہ دوسرے سارے لوگوں نے سکوت کیا بلکہ ہر ایک نے تفہیم ہونے کے بعد مان لیا اور ایک دو شخصوں نے تو اس کی موافقت پر دلائل بھی لکھے یہ حکم کل ہے اور آپ نے اس کو کالعدم سمجھا اور اس طرح وجد معدوم کو کل کا حکم دیا ایسا واقعہ آپ کے جیسے سے محال تھا لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے نیز بعض علماء کے قول سے ایک دو آدمیوں کی جو خاص بول چال ہوتی ہے اس کو اکثر پر حکم کرنا اور دو عالموں کی شہادت میں سے ایک کو ظاہر کرنا اور ایک کو پوشیدہ رکھنا آپ کے لئے مناسب نہیں ہے نیز تقلید کے چند معنی جو میں نے لکھے تھے اس کو نظر انداز کر کے آپ نے ہماری یہ بات لکھی کہ تقلید کے معنی خود فرمائے ہو بات کا قبول کرنا بغیر طلب دلیل کے اور آپ نے لکھا فرض وہ ہے جو ایسی دلیل سے ثابت ہو جس میں شبہ نہیں ہے ہاں یہ صحیح ہے لیکن ایسے فرائض کا قبول کرنا بغیر طلب دلیل کے لازم آتا ہے اور تفسیر رحمانی میں زیر آیت پس ہدایت کیا اللہ نے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے بسبب اس کے کہ اختلاف کیا انہوں نے اُس میں بھی اسی طرح فرماتا ہے یعنے بغیر دلیل نقلی کے اور بغیر معلم بشری کے چونکہ اس طریق سے ایمان لانا بالاتفاق جائز ہے اور خدائے تعالیٰ کی رضا ہے ناچار اُس کا انکار کرنا حرام ہے اور نیز جاننا چاہیئے جس وقت کہ تمام اہل کتب اور مشرکوں کو پیغمبرؐ کے قبول کرنے میں بغیر طلب دلیل کے خدا کی رضا ہے پس آپ کے تمام اصحاب کے لئے آپ کے اقوال وافعال واحوال کی تقلید ناگزیر ہوگی چنانچہ فصوص میں کہا ہے کہ لیکن اہل ایمان اور وہ ان لوگوں کے مقلدین میں جنہوں نے انبیاءؑ اور رسولوں کی تقلید کی اُن باتوں میں جو انہوں نے خبر دی حق سے اور اسی طرح اُمتِ مرحومہ نے بھی اصحابؓ سے شریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت کو حاصل کیا ہے بسبب آنحضرتؐ کے فرمان کے کہ تم اُن میں سے جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پر ہو گے اور کوئی شخص اس سے خارج نہیں ہے چنانچہ مقصد اقصیٰ میں کہتا ہے کہ کمال خلاصۂ آدمی

اس میں ہے کہ محقق کا دعویٰ سر سے نکالدے اور حدِ تقلید سے پاؤں باہر نہ رکھے اور بہت سے مقامات سے ایسا ہی پایا جاتا ہے حاصل امر وہ چیز جو اسی دلیل سے ثابت ہوئی ہو جس میں شبہ نہیں ہے اُس کو بلا طلب دلیل مان لینا ہے اور بس کیونکہ وہی حجت ہے اور حجت پر کوئی حجت نہیں ہوتی اور حجت دوسری حجت کی محتاج نہیں ہوتی اس جہت سے بھی ثابت ہے کہ تقلید جملہ فرائض کی تصدیق ہے اور فرض کی تصدیق فرض ہے جو پوشیدہ نہیں ہے نیز تمام لوگ جانتے ہیں کہ مصطفےٰ ﷺ کی تمام اُمت تقلید اولین وآخرین کے وجود پر قائل ہے اور جس چیز پر کہ تمام اُمت مرحومہ قائل ہو اُس کی تکذیب کفر ہے نیز میں ہر چند چاہتا تھا کہ کچھ لکھوں لیکن آپ کی موافقت اور مروت اور دوستی اسبات کی اجازت نہیں دیتی ہے اس سبب سے صرف دو ہی باتیں لکھی گئیں والسلام۔

نیز رقعۂ چہارم کا دوسرا جواب

نیز جاننا چاہیئے کہ دراصل بحث صاحب فرمانؑ اور صاحبِ اجتہاد کی تقلید کے رتبہ میں تھی بنابریں میں نے لکھا تھا کہ ایک دفعہ جو شخص اپنے امام صاحب اجتہاد کی تقلید میں تمام امور شرعیہ بجالاتا ہے اور صحیح جانتا ہے چونکہ ہمارے دشمنوں نے بھی اپنی سخت عداوت کے باوجود ہرگز اس کا تعارض نہیں کیا پس ظاہر ہوگیا کہ صاحب فرمانؑ کی تقلید ناچار اس سے بلند تر ہوگی کیونکہ توحید خدا اور نبوت انبیاءؑ اور انبیاءؑ کی لائی ہوئی چیزوں کو اُس کی تقلید سے قبول کرنا عین ایمان ہے اور شریعت میں ایمان ایسا ہے جیسا کہ جسم میں جان ہے وہ تمام عقیدے جن کا تعلق ایمان سے ہے اس کے ایک ہی کلمہ پر فرض ہیں نیز تقلید سے مراد ایک شخص کی اتباع اور اطاعت ہے اس معنی میں جس وقت کہ دو امیروں کی اطاعت فرض ہے تو خلیفۃ اللہ اور خلیفۂ رسول اللہؐ کی اتباع کیوں فرض نہوگی انہی احکام اور معانی پر اور ان کے مثل پر برہان پور بیجاپور گولکنڈہ احمدنگر اور ہمارے شہر کے علماء نے گواہی دی ہے اور بجز بعض علماء یعنے ایک دو علماء کے جیسا کہ آپ کو لکھا گیا انہوں نے کتاب کے حوالہ سے چند باتیں لکھیں جو ہمارے مدعا کے موافق ہوئیں حاصل کلام وہ لوگ تعصب کو بھی کام میں نہ لا سکے **لاشریعة الا التقلید** کے سوائے لکھ نہ سکے نیز جاننا چاہیئے کہ علم سے مراد جمیع المسلمین کے امام کی دعوت کو جاننا ہے چنانچہ خلفاء راشدین چونکہ دینِ محمدیؐ کے دانا ہوئے اس لئے اُمت میں محبوب اور پسندیدہ ہوئے دعوۃ الی الحق اور حجت کا ادا کرنا اُن پر واجب ہے پس جو لوگ کہ اُن کے تابع ہیں اُن پر بھی یہی بات لازم آتی ہے بشرطیکہ از روے عدل وانصاف حق کے بیان کرنے اور حجت کے ادا کرنے میں کوشش کریں اور دل کی حضوری کے ساتھ خدا میں مشغول رہیں اور اس رقعہ سے مقصود یہ ہے کہ پہلا خط کچھ طویل ہوگیا ہے ایسا نہو کہ اس کے بعض مقامات سے آپ کو تکلیف ہو اور ہماری غرض اور آپ کی محبت میں خلل آوے اس وجہ

سے مختصر طور پر مقصود آمیز اور محبت آنگیز دو کلمے لکھے گئے اس امید پر کہ شاید اس سے خاطر برداشتہ ہوکر اس مفصل اور اس خلاصہ پر نظر فرمائیں والسلام۔

نیز چوتھے خط کا دوسرا جواب حضرت قدسرہٗ کی جانب سے

واضح ہو کہ ہمارے اور آپ کے درمیان مناسب یہ ہے کہ لفظ تقلید کے معنی و دلیل کے بغیر کوئی سخن نہووے اور جو کچھ ہو چکا ہے معنی ما مضٰی کر کے دوستی کے ساتھ اس کو موقوف رکھ کر لفظ مذکور کی فرضیت یا غیر فرضیت پر غور کریں اس میں بھی اگر دلیل سے ظاہر ہو جاوے تو اسی پر اکتفا کریں کیونکہ ہم صحابۂ مہدیِ موعودؑ میں سے کسی ایک کے مقلد ہیں اور مہدیِ موعود امام آخر الزماں خلیفۂ رحمٰن منادیِ ایمان مبیّن شریعت وحقیقت ورضوان بینۃ اللہ آیت اللہ حجت اللہ مامور من اللہ مطاع باذن اللہ اللہ کے پاس سے آئے ہوئے اللہ کی طرف بلانے والے محمد رسول اللہؐ کے تابع کی مراد کو ادا کرنے والے اور اولیاء اللہ کے خاتم ہیں پس ہم کو آنحضرت علیہ السلام کا قول اور آپ کے اصحابؓ کا قول بالاتفاق کافی ہے اور بیگانوں کو بھی از روے انصاف ہمارے مدعا پر چنانچہ کسی ایک پیغمبرؑ کے مدعا پر دلیل عقلی یا نقلی سے کفایت کرتے ہیں ضرور کرنا چاہیئے ورنہ ایسا ہوگا جیسا کہ اللہ پاک نے خبر دی ہے کہ جب اُن کے پاس کوئی آیت آئی تو انہوں نے کہا ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے حتّٰی کہ دیئے جائیں ہم مثل اُسکے کہ دئے گئے رسول اللہ اور اس کے مانند بہت سی آیتیں ہیں لیکن جہاں کہیں کوئی لائق آدمی ہے تو اس کے لئے ایک حرف بس ہے اور نیز میں نے بارہا کہا ہے اور کہتا ہوں کہ ہمارے مقصد پر نظر رکھ کر تقریر و ترتیب کتاب کے قاعدوں سے معذور رکھیں۔

پانچواں رقعہ احمد جی عباسی کی طرف سے

نامہائے نامی اور خطوط گرامی جو بھجوائے تھے ان کے مطالعہ سے مشرف ہوا آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان مناسب یہ ہے کہ لفظ تقلید کے معنی اور دلیل کے بغیر کوئی بات نہو اور جو کچھ ہوگیا ہے رفت و گذشت کر کے دوستی کے ساتھ اس کو موقوف رکھ کر لفظ مذکور کی فرضیت یا غیر فرضیت میں نظر کریں اس میں بھی اگر دلیل سے کوئی بات ظاہر ہوچکی ہو تو اس پر اکتفا کریں۔

اے ارشاد پناہ! فقیر کے لئے آپ کا فرمان کامل حجت ہے خسرو جو کچھ کرے وہ شیریں ہوتا ہے لیکن اس پر ایک اعتراض آتا ہے کسی نے کہا ہے کہ **لا شریعة الا التقلید** ان الفاظ کے معنی کیا ہوتے ہیں یہی کہ نہیں ہے شریعت مگر تقلید۔

اثبات کی نفی ہوتی ہے اور شرح عقائد میں اہل حق نے فرمایا ہے کہ شریعت کا ٹھٹھ کرنا کفر ہے جبکہ شریعت کا ٹھٹھ کرنا کفر ہے تو جو شخص کہ ذاتِ شریعت کی نفی کرے اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے پھر اے محمدؐ ہم نے تجھ کو امر سے شریعت پر قرار دیا ہے پس تو اس کی پیروی کر اور میرانجیؑ نے فرمایا ہے میں اللہ کا بندہ شریعتِ محمد رسول اللہؐ کا تابع ہوں یہ نہیں فرمایا کہ محمد رسول اللہؐ کی تقلید کا تابع ہوں اور عقلمند کے لئے اتنی بات کافی ہے، اور کسی کا مقصود یہ ہوگا کہ تقلید کو شرع پر مقدم رکھے تو ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی اور اس کے ذمہ مرجح کا بیان کرنا ضروری ہوگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ آیت **اذا جاء تھم** آیۃ الخ یہ آیت کفار قریش کی شان میں ہے اہل حق کے لئے اور کلمہ گو کے لئے یہ آیت کیا مناسبت رکھتی ہے۔

اے سعدی ایسا ہنر سیکھ جو تمام ہنروں کا سردار ہے
سوائے خدا کے عشق کے ہر ہنر بے ہنری ہے

مقصود یہ ہے کہ باخدا رہنا چاہیئے

جو دم کے دنیا میں خدا کے ساتھ چلے
وہی دم زندگی ہے ورنہ موت جانئے

امید کہ گستاخی معاف فرمائیں گے والدعا۔

پانچویں مکتوب کا جواب میاں سید قاسمؒ کی طرف سے

دعا سلام خیر انجام کے بعد یہ کہ مقصد اس فقیر کا فرضیت تقلید سے صاحبِ فرمان کی تقلید ہے اگر یہ میری بات آپ نے مان لی تو **فھو المراد** ۔ نیز جاننا چاہیئے کہ صحیح نقل یہ ہے کہ **قل انی عبد اللّٰہ تابع محمد رسول اللّٰہؐ** (کہہ میں اللہ کا بندہ محمد رسول اللہؐ کا تابع ہوں) غرض اس سے قول میں مثال بیان کرنا ہے جیسے کہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے مت ہو تم مانند ان لوگوں کے جو فرقے فرقے ہوگئے اور اختلاف کیا انہوں نے بعد اس کے کہ ان کے پاس دلیلیں آئیں اور اس کی مانند بہت سی آیتیں ہیں لیکن عاصی نے جوابات کتاب کے حوالہ سے کی ہے اس کو انتفاء شریعت پر محمول کرنا ایک مسلمان کے لئے محال ہے بلکہ غرض کا اقتضا یہ ہے کہ پیغمبرؐ کی تقلید سراپا شریعت ہے اور شریعت عین تقلید ہے جیسے کہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے **وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین** (نہیں بھیجا ہم نے تجھ کو مگر رحمت بنا کر تمام جہانوں کیلئے) اس سے نبی مرسل ہونے کی نفی جائز نہیں ہے بلکہ آپ کا ارسال (آپ کے دوسرے اقوال کو بھی محال جانئے اگر صحت ہو چکی ہو تو ملاقات کریں یا خط لکھیں تاکہ جواب

ادا کیا جائے والدعا۔

نیز پانچویں رقعہ کا جواب میاں سید قاسمؒ کی طرف سے

آیت و لاتکم نو اکالذین تفرقوا کو تائید میں لانے سے مقصد یہ ہے کہ جب آشنا کا یہ حال ہے تو دای بر بیگا نگاں اہانت شرع کے گمان کا جواب شرع وتقلید کی تطبیق میں اور اس کے دوسرے معنوں میں گذر چکا ہے بلکہ کتب فقہ میں لکھا ہوا ہے جو شخص داعی شرع کی اطاعت اس کو حقیر سمجھ کر نہیں کرے گا تو کا فر ہوگا مہدیؑ کی تکذیب کرنے والوں کی تکفیر بھی اسی مقام سے ثابت ہوتی ہے حاصل کلام یہ کہ جس وقت مومن صالح کی تکفیر کرنا کفر ہے تو اہانت شرع کا گماں کسی مسلماں پر کرنا بھی کفر ہوگا پس شریعت کی اہانت کرنے والے کی تکفیر کے لئے دلیل کی کیا حاجت۔ اور شیخ سعدیؒ کی بیت کا جواب خلفاء راشدینؓ کے ذکر میں ہو چکا ہے دیگر یہ کہ عشق کے نکتہ کے اس معنی میں زیادہ سزاوار خاتم ولایتِ محمدیؐ کے صدقہ خوار ہیں علماء ظاہری کو اس سے کیا نسبت مگر ایسا ہی ہے جیسا کہ سوئی بنانے والوں کے محلّہ میں کوئی شخص سوئی فروخت کرے اس کے سوائے کوئی دوسرا مقصود تمہارا نہیں ہے والدعا۔

اور سید محمد کو معلوم ہووے کہ جو لوگ کسی کے مقلد نہیں ہیں وہ بے پیر ہیں اور جو بے پیر ہے اُس کا پیر معلوم ہے جو لوگ تقلید کے شرف کو نہیں پہنچے ہیں یقیناً کسی پیر اور کسی مرشد اور اس کے حکم سے مشرف نہیں ہوئے ہیں طالبی اور مرشدی کی ماہیت کو نہیں جانتا ہے اور مرشدی کے لوازم اپنے لئے استعمال کرتا ہے یقیناً وہ مخلوق کو گمراہ کرتا ہے اور دیں میں گمراہی پھیلانے والا مسلمانوں کے پاس واجب القتل ہے اہل اسلام کو سید قاسم کی جانب سے سلام۔ معلوم ہو کہ قاضی بیجاپور نے اس ضعیف کو تقلید کا معنی اطاعت اور اتباع لکھا ہے ہاں اسی طرح تقلید کے تمام معانی باہم مترادف ہیں اسی بنا پر جو جواب میں نے اس کو لکھا ہے اس کی مراد اور اس کا خلاصہ اور اس کا اخیر مضمون یہ تھا کہ پیغمبرؐ کی پیروی دین ہے پس مقصود یہ ہے کہ ایسا نہو کہ کوئی شخص اس بات کو تہمت قرار دے نعوذ باللہ منہا ایسی صورت میں وہ دین اسلام کا منکر ہوگا اور اس کو رجوع کرنا ہوگا اور تجدید نکاح کرنا پڑے گا اور جاننا چاہیئے کہ قاضی نے ہمارے جواب سے اپنی انتہائی عاجزی ظاہر کی ہے کہ پیغمبرؐ کی پیروی کو تہمت قرار دیا جیسا کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے یہود کے عاجز ہونے اور ان کے اعتراض کرنے کی خبر دی ہے اور کہا انہوں نے نہیں اُتاری اللہ نے بشر پر کوئی چیز۔ پس جو شخص اپنے قصور فہم کی وجہ نہ سمجھے اور اَن سمجھی سے اس جانب اعتراض کرے تو اس کو یہ رقعہ یعنے منکروں کے جہل کے بیان کا رقعہ دکھلا کر اس کے دل کی تسلی کریں یا اس کو چاہیئے کہ جواب ادا کرے اگر وہ ہماری سب دلیلوں کا جواب نہ دے اور اعتراض سے بھی باز نہ آئے تو یقین کے ساتھ جانیں کہ اظلم واجہل ہے۔

حق سبحانہٗ کے نام سے

میرے برادراعزواکرم ملک الملوک ملک اعظم سید الملوک کوسید قاسم کی جانب سے بہت بہت دعاءسلام۔معلوم ہو کہ یہ فقیراس سے پہلے بھی جان لیا تھا کہ مطابق قولِ ہذا آدمی کی جہالت عداوت کا سبب ہوتی ہے وہ عزیز باتمیز اس ضعیف سے قاضی کے سوال کے بہانہ سے اپنی مشکلات کا حل چاہتے ہیں اس سبب سے اب تک فقیر بھی بے پرواہی جواب دیتا رہا لیکن جبکہ ہمارا قاضی کو بھیجا ہوا خط پھر ہم نے اپنے برادروں کے پاس پایا تو قاضی کے درمیان لاے جانے کے یا ہمیں ہم بے گمان ہوگئے اب تم کو بھی تمہارے لائق جواب دیا جاتا ہے واضح ہو کہ تقلید کے معنی کسی شخص کے قول وفعل کی خالص اتباع و اطاعت ہے اور تقلید کے دوسرے تمام معانی اس معنی کے مترادف ہیں پس کیا یہ کہہ سکتے ہیں کہ نبی ومہدی علیہما السلام کی اطاعت واتباع نہیں کرنی چاہیئے اگر کرنی چاہیئے تو بتلاؤ کونسا امر دین ان کی اتباع سے خارج ہے اور شرح منار میں جو اصول شرع کے بیان میں ہے تقلید کو قول و مذہب کہا ہے اور چونکہ ائمۂ اجتہاد کے مذاہب شریعت ہیں جو عین انہیں کی تقلید ہیں تو نبی ومہدی علیہما السلام کے قول کو قبول کرنا اوران کی متابعت کیوں دین وایمان نہوگی بلکہ حق تعالیٰ کا قول ہے اور جو اطاعت کرے رسول کی تو اس نے اطاعت کی اللہ کی اور مہدیؑ نے فرمایا جس نے میری اتباع کی وہ مومن ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے جو چارراستے بیان کئے جاتے ہیں یہ ہیں شریعت طریقت حقیقت اور معرفت اور ایمان جو عشق اللہ ہے خاتمین علیہما السلام کی تمام اطاعت واتباع ہے چنانچہ حق تعالیٰ کا قول ہے کہ کہدے اے محمد اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری اتباع کرو تو اللہ بھی تم کو دوست رکھے گا اور چونکہ کوئی راستہ مصطفےٰؐ کی اتباع کے بغیر نہیں مل سکتا اس لئے کہا گیا ہے۔

اے سعدی مصطفےٰؐ کی پیروی کے بغیر
باطنی صفائی کے راستہ پر چلنا محال ہے

پس ثابت ہوا کہ نبی ومہدی علیہما السلام کی اتباع کے بغیر سب بیدینی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پس حق کے بعد کیا ہے سوے گمراہی کے پس کہاں پھرے جاتے ہو اس کے ساتھ تمہارے لئے رسالۂ سبب الاسلام صحابہؓ جو میاں عبدالملکؒ نے حضرت مہدیؑ کی مہدیت کی حجت میں لکھا ہے کافی ہے کیونکہ اس وقت تک اس گروہ کے کسی شخص نے اس پر اعتراض نہیں کیا ہے اور جو شخص حجت مہدیؑ پر اعتراض کرتا ہے وہ اس گروہ سے نہوگا۔حاصل کلام رسالۂ مذکور شرفِ تقلید پر مبنی ہے کیونکہ منکرانِ مہدیؑ کہتے تھے کہ اس قوم نے سید محمد کے قول پر ایمان لایا ہے اور انہی کے قول کو اپنی حجت گردانتے ہیں اور یہ تو محض ان کی تقلید ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے (کافروں نے کہا) ہم نے پایا اپنے آبا کو ایک جتھے پر اور ہم انہیں کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں منکروں کے اس اغراض کی وجہ بحسب ضرورت ہر ایک مقتدا نے حتی المقدار انبیاءؑ کے اخلاق حمیدہ بیان کر کے ان

کی تقلید واجب ہونے کی رہبری کی یعنے صاحبِ اخلاق حمیدہ کی تقلید تمام عالم پر واجب ہے کیونکہ وہی حجت ہے اور حجت پر کسی حجت کو طلب نہیں کیا جا سکتا اور نہ حجت کسی اور حجت کی محتاج ہوتی ہے اور یہ بات نبی و مہدی علیہما السلام سے مخضوض ہے کہ ان کے قول و فعل کی پیروی کیلئے دلیل طلب کرنا مصدق کے لئے کفر ہے پس جب دلیل طلب کرنا کفر ہوا تو چاران کی تقلید ایمان ٹھیری کیونکہ کسی چیز کو قبول کرنے کے لئے دلیل بھی طلب کرنا اور تقلید بھی کرنا دونو ایک دوسرے ضد ہیں اس جہت سے جب دلیل طلب کرنا حرام ہوا تو تقلید سے اس چیز کو قبول کرنا فرض ہو گیا اسی بنا پر جبکہ تمام انبیاء کے مصدقوں نے ان کی تقلید کی اور ان کے قول کو اپنی حجت بنایا پس ہم پر بھی لازم ہوا کہ ویسا ہی کریں بلکہ منکروں پر بھی واجب و لازم ہے کہ صاحبِ اخلاق کے قول کو بلا طلبِ دلیل قبول کریں۔ اسی مدعا پر میاں عبدالملکؒ نے صحیح بخاری سے روایتیں لائی ہیں کہ خلفاء راشدینؓ اور عشرۂ مبشرینؓ اور اکثر صحابہؓ نے تقلید ہی سے ایمان لایا اور ننھے میراں نے بھی میاں نعمتؓ سے عقیدہ رکھ کر اپنے رسالہ میں معتبر کتابوں سے نقل کیا ہے کہ قائل کے قول کو بلا حجت قبول کرنا تقلید ہے پس اس بنا پر نبیؐ کے قول کو بول کہنا تقلید سے موسوم ہوتا ہے یعنے نبی جو کوئی حکم لائے اس کو مان لینا بغیر ذکر دلیل کے واجب ہے۔ اور میاں عبدالملکؒ کی دلیل سے ثابت ہوا کہ اکثر صحابہؓ تقلید سے ایمان لائے ہیں اور ننھے میاں کی دلیل سے یہ تحقیق ہوگئی کہ کوئی اہل اسلام اور دینِ اسلام کا کوئی امر بھی پیغمبرؐ کی تقلید سے خارج نہیں ہے بہر صورت دلیل طلب کرنا تصدیق سے پہلے جائز تھا نہ کہ تصدیق کے بعد اسلئے کہ اللہ کے خلیفہ کے لائے ہوئے حکم کی رہبری تمام امور دین کے لئے ہے جب تمام امور دین تقلید ہی سے اخذ کئے جاتے ہیں تو کونسا امر دین تقلید سے خارج ہوگا، میاں شیخ مصطفیٰؒ کو جلال الدین اکبر بادشاہ کے لشکر والوں نے پوچھا کہ تم مہدیؑ کے صحابہؓ کے مقلد میں لیکن بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے مقلد ہیں۔ فتاوی مطلوب المومنین میں لایا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام اور اجماع مومنین کی تقلید فرض ہے اور دوسری فقہی کتابوں میں کمائے کہ خبر احاد اور ہر صحابیٔ نبیؐ اور صاحب اجتہاد کی تقلید واجب ہے اور کشف المنار میں کہا ہے جیسے خلفاء راشدین کی تقلید پیغمبرؐ کے قول ہذا تم میری سنت پر رہو اور میرے بعد میرے خلفا کی سنت پر رہو سے کی یہاں بھی یہ ثابت ہوا کہ سنت پیغمبرؐ اور تقلید پیغمبرؐ دونو ایک ہیں اور اکثر معتبر کتابوں یہ مقرر ہے چنانچہ کشف المنار میں کہا ہے فرض واجب سنت اور نقل یہی اصولِ شرع ہیں ہاں بے شبہ جب نقل بھی اصولِ شر سے ہے تو تقلید جو فرض و واجب وسنت ہے کیوں اصولِ شرع سے نہو گی باوجود اس کے کہ کوئی امر شریعت ان وجوہ سے خارج نہیں ہے بلکہ قیاس مجتہد جو اصولِ شرع سے ایک اصل ہے ایک صحابیؓ کی تقلید سے اس کو چھوڑ نا لازم ہوتا ہے چنانچہ اصولِ فقہ حنفیہ کی کتابوں میں یہی اقرار ہے کہ صحابی کی تقلید واجب ہے اس کے مقابلہ میں مجتہد کا قیاس چھوڑ دیا جائے گا اور ایک صحابیؓ کی تقلید سے اجماع صحابہؓ کی تقلید بہت اِل اور اعلیٰ ہے جیسا کہ مخفی نہیں بلکہ بزدوی میں کہا ہے جو شخص اجماع کا منکر ہو اس کا دین باطل ہوا کیونکہ تمام

اصولِ دین کا مدار اور تمام کا مرجع اجماع مسلمین یعنے جماعت مسلمین کے قول کی طرف جانا ہے اور قول اور مذہب ہی تقلید ہے چنانچہ اس کا ذکر کر گذرا لیکن قول پیغمبر علیہ السلام کا رتبہ اس سے (اجماع مومنین سے) بڑھ کر ہے چنانچہ کشف المنار میں کہا ہے اور اجماع حجت نہیں نبیؐ کے زمانۂ حیات میں نیز کہا ہے سوائے اس کے نہیں کہ اجماع حجت ہے نبیؐ کے بعد اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اصلِ شرع اجتہادی دین ہے جیسا کہ معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کے قول شرع لکم من الدین (راہ نکالی گئی تمہارے لئے دین کی) ہے پس جب شرع خاص یہی شرع اجتہادی ہے تو جملہ مذاہب کے اصول اور تمام اصول دین کا مدار اور مرجع اتباع اور قبول قول اجماع ہے پس جان اے عزیز کہ قول نبی و مہدی علیہما السلام جو اجماع سے اعلیٰ اور افضل ہے اس کا شرف کیا بیان ہوسکتا ہے کیونکہ کشف المنار میں کہا ہے جتنی شریعتیں کتب سابقہ سے ثابت ہیں ان کو ہماری شریعت نے منسوخ کیا ہے اور جو کچھ اُن میں سے ثابت ہے وہ پیغمبرؐ کی تبلیغ سے ہے پس وہ سنت ہے اور کہا ہے سنت سے مراد یہاں وہ چیز ہے جو نبیؐ سے قولاً اور فعلاً مروی ہے اور وہ مشابہ ہے کہ کتاب سے اس قسم کے بیانات بہت ہیں لیکن اتنی قوی ترجیحیں ہم نہیں لا رہے ہیں مگر محض اس لئے کہ قبول کرنا قول پیغمبرؐ کا ایمان افضل ہے اور آپ کی متابعت شرع حقیقی ہے اور یہی رتبہ مہدی علیہ السلام کا ہے اور مجھے تعجب ہے کہ یہ بات مخلوق کو کیوں محال معلوم ہو رہی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا ہو گیا ہے اس قوم کے لوگوں کو کہ بات سمجھتے نہیں یا جیسا کہ فرمایا ہے اور اختلاف نہ کیا اس میں (کتاب میں) مگر انہی لوگوں نے جو کتاب دیئے گئے روشن دلیلیں ان کے پاس آنے کے بعد (انہوں نے اختلاف کیا) آپس میں سرکشی کر کے اور جیسا کہ فرمایا ہے اور نہ اختلاف کیا انہوں نے اس میں مگر علم حاصل ہونے کے بعد آپس میں سرکشی کر کے۔ باوجود اس کے کہ مجتہد کے مذہب کو جو خاص اُسی کی تقلید ہے شریعت جانتے ہیں اور اس کے اقوال کو مسائل شرع کہتے ہیں چنانچہ ابوالبرکات صاحب کنز و مدارک نے امام ابوحنیفہؒ کی تعریف میں کہا ہے آپ وہ ہیں کہ آپ کے قول پر حکم کی بناڈالنا سزاوار ہے کیونکہ آپ امام المسلمین اور سراج اُمتِ سید المرسلین ہیں آپ نے اپنی شرع کو فعل کے مطابق اور اپنی عقل کو شرع کے مطابق کر دکھایا۔ بلکہ تمام کتب اصول فقہ جو تصنیفات اور تقلیدات مجتہدوں کے ہیں ان کو اصول شرع کہتے ہیں اور نبی و مہدی علیہما السلام کے قول و متابعت کے قبول کرنے کو ان کے ایک ایک مسئلہ کے برابر سمجھتے ہیں واہ کیا فراست اور سعادت ہے حاصل کلام اہلِ حق عارفوں کو لازم تھا کہ جب انہوں نے تقلید کے بارے میں مباحثہ کا حال سنا تو جستجو کرتے کہ اُمتِ نبیؐ اور گروہ مہدیؑ کے مقتداؤں نے ان دونو ذاتوں کی تقلید کو لازم گردانا ہے یا نہیں بلکہ اس زمانے تک بھی ہر شخص اپنے مرشد کا مقلد کہلاتا ہے یا نہیں تو ضرور معلوم کر لیتے کہ اُمت نبیؐ کے علماء سے اور حضرت مہدیؑ اور آپ کے تابعین سے انبیاءؑ اور اولیاءؒ اور علماء کی تقلید ہر ایک کے رتبہ کے موافق ثابت ہے چنانچہ حضرت مہدیؑ نے ملک برہان الدین باڑیوال کو فرمایا کہ تقلید تحقیق کی یعنے فرمان مہدیؑ پر دل و جان سے

یقین رکھا اس کی برکت سے چشم سر سے دیدار پایا چنانچہ حضرت میاں امین محمدؓ نے فرمایا ہے۔

جو کوئی مہدیؑ کا گرویدہ ہو آپ کے فرمان کو دلنشین کرے

بغیر کسی حجاب کے اللہ کا دیدار یقیناً حاصل کرتا ہے

اور میاں عبدالملکؒ نے بندگی میاں دلاورؓ سے عقیدہ کے بحث کی تحقیق کی اور شیخ مبارک کے جواب میں لکھا ہے کہ ہم پر مہدیؑ کے اقوال کی تقلید واجب ہے بلکہ منکروں پر بھی آپ نے یہی لازم گردانا ہے چنانچہ آپ کا قول ہے میں نے حجتوں کے ذکر کو محض اس لئے طوالت دی ہے کہ منصف اس بات کو جان لے کہ جب آپ کا (مہدیؑ کا) مہدیؑ ہونا اس چیز سے ثابت ہو گیا جس سے انبیاءؑ کا انبیاءؑ ہونا ثابت ہوا ہے تو پھر اس کو (منصف کو) احادیث کی عبارتیں تصدیق سے مانع نہوں گی اور واجب ہوگی اس پر مہدیؑ کے اقوال کی تقلید بغیر طلب دلیل و حجت کے ہائے افسوس جب منکرانِ مہدیؑ پر قول مہدیؑ کا قبول کرنا اور آپ کی اتباع بغیر طلب دلیل کے واجب ہے تو مصدقوں کے لئے آپ کی پیروی کے واسطے دلیل طلب کرنا کیسے سزاوار ہوگا، اور جب کہ بغیر دلیل طلب کرنے کے آپ کی اطاعت اور اتباع کرتے ہیں اور آپ کے قول کو اپنی حجت جانتے ہیں تو بالاتفاق یہی طریق تقلید ہے پس اچھی طرح غور و تامل کرنا چاہیئے کہ کونسا دینی کام نبی اور مہدی علیہما السلام کی اتباع واطاعت سے خارج ہے اس زمانے میں کوئی شخص مجتہد نہیں اور جب مجتہد نہوگا تو بالضرور ہر شخص مجتہد کا مقلد ہے اور مقلد کا تمام دین تقلید سے تعلق رکھتا ہے یہ بات پوشیدہ نہیں لیکن مجتہد بھی صحابہؓ کا مقلد ہے چنانچہ حسامی میں کہا ہے صحابیؓ کی تقلید تابعین اور سب ائمۂ مسلمین اور مجتہدین پر واجب ہے اور تمام صحابہؓ پیغمبرؐ کے مقلد ہیں چنانچہ کشف المنار میں تقلید صاحبِ وحی کے متعلق کہا ہے اور یہ بات مقرر ہے کہ جو شخص خالص کسی ایک شخص کی اتباع واطاعت کرتا ہے وہ اسی شخص کا مقلد ہے اور بس۔ لیکن خالص اتباع نبی اور مہدی علیہما السلام کی ہے پھر اس اتباع کے مثل اتباع صحابہؓ کی بھی پھر صحابہؓ کی اتباع کے مثل اتباع تابعینؒ کی ہے اور شرح حسامی میں کہا ہے تقلید محض اتباع ہے پس جان اے عزیز کہ دوسروں کی پیروی پیغمبرؐ کے قول کی دلیل سے ہے لیکن پیغمبرؐ کے قول کی پیروی دوسروں کے قول کے واسطہ سے نہیں ہے تو ثابت ہوا کہ خالص افضل اور اعلیٰ پیروی محض اللہ کے انبیاءؑ کی پیروی ہے اور بس اور میاں عبدالملکؒ نے رسالہ سبب الاسلام صحابہؓ جو تقلید کے شرف کے بیان میں لکھا ہے تقلید کی ماہیت اس سے ظاہرہ آشکارا ہوتی ہے اس میں خلفاء راشدین عشرۂ مبشرین اور بعض صحابہؓ کا ذکر کر کے فرمایا ہے تو جانتا ہے کہ اکثر صحابہؓ نے دلیل کی تحقیق کے بغیر تقلید ہی سے ایمان لایا ہے اس سے ثابت ہوا کہ تمام صحابۂ کرامؓ اور اکثر عوام تقلید سے ایمان لائے یعنے بعض پیغمبرؐ کے قول سے انہوں نے پیغمبرؐ کی تصدیق کی چنانچہ انہوں نے کہا واللہ یہ جھوٹ کہنے والے کا چہرہ نہیں۔ اور تقلید کے معنی یہی ہیں لیکن پیغمبرؐ کی تصدیق کے بعد کسی کو بجز آپ کی تقلید کے چارہ نہیں ہے چنانچہ

شیخ زین العابدین عرف ننھے میاں نے اپنے رسالہ میں بیان کیا ہے کہ اصولِ صفار میں ورقات اصول فقہ کے حوالہ سے کہا ہے قائل کے قول کو بغیر کسی حجت کے قبول کرنا تقلید ہے اسی بنا پر نبیؐ کے قول کو قبول کرنا بھی تقلید سے موسوم ہوا ہے یعنے جو کوئی حکم آپ لاتے ہیں اس کا لینا واجب ہے بغیر کسی دلیل کے ذکر کے پس اس وجوب سے کوئی خارج نہیں خواہ کسی مذہب وملت کا ہو۔اور شیخ مبارک کے جواب میں میاں عبدالملکؒ نے فرمایا مہدیؑ کے اقوال کی تقلید ہم پر واجب ہے۔ پھر آپ نے انبیاءؑ کے اخلاق امامنا علیہ السلام کی ذات میں ثابت کر کے منکروں سے خطاب کر کے فرمایا میں نے حجتوں کے ذکر کو محض اس لئے طوالت دی ہے کہ اہل انصاف کو معلوم ہو جائے کہ جب آپ کا (مہدیؑ کا) مہدیؑ ہونا ان دلیلوں سے ثابت ہو چکا جن سے انبیاءؑ کا انبیاءؑ ہونا ثابت ہوا ہے تو حدیثوں کی عبارتیں منصف کے لئے آپ کی تصدیق سے مانع نہونگی اور آپ کے اقوال کی تقلید بغیر طلبِ دلیل کے منصف پر واجب ہوگی۔ حاصلِ کلام یہاں یہ معلوم ہو گیا کہ ان دونو عالموں نے مہاجرینؓ سے عقیدہ کی تحقیق کر کے منکرانِ مہدیؑ کے مقابلہ میں نبیؐ کی تقلید ہی سے حجت کی ہے اور اس گروہ میں تا حال کوئی شخص اس پر اعتراض نہیں کیا ہے بہرصورت جو شخص حجت مہدیؑ پر اعتراض کرتا ہے مہدوی نہوگا علاوہ اس کے حضرت مہدیؑ نے ملک برہان الدینؓ کو فرمایا کہ تقلید تحقیق کی۔ محض فرمانِ مہدیؑ پر جس شخص نے دل و جان سے یقین رکھا اس کی برکت سے چشم سر سے دیدار پایا چنانچہ کہے ہیں۔

جو شخص مہدیؑ کا گرویدہ ہوا اور آپ کے فرمان کو دلنشین کرے تو وہ بغیر کسی حجاب کے اللہ کا دیدار یقیناً حاصل کرے گا۔

پس جہاں کہیں اس مدعا کا خلاف ہو وہ مومنوں کے پاس مقبول نہیں کیونکہ حضرت مہدیؑ نے فرمایا ہے جو حکم اور جو بیان تفاسیر وغیرہ میں اس بندے کے بیان کے مخالف ہو وہ صحیح نہیں ہے یہاں یہ تحقیق ہوگئی کہ تفاسیر قرآن احادیث پیغمبرؐ اور دوسرے تمام اولیاء اور علماء کے اقوال جو حضرت مہدی علیہ السلام کے احکام کے موافق ہوں درست ہیں ورنہ نہیں اور تقلید کے یہی معنی ہیں اس کے سوا تقلید کے کوئی دوسرے معنی نہیں اور نقل ہے کہ حضرت بندگی میراں سید محمودؓ کے دائرہ میں اکثر مہاجرینؓ تھے آنحضرتؓ اکثر اوقات اجماع کرتے بلکہ ہر ہفتہ میں فرماتے کے جو کچھ حضرت مہدی علیہ السلام سے دیکھے اور سنے ہو دین وہی ہے اگر اس کا خلاف مجھ میں دیکھو تو درگذر مت کرو اگر بندہ تم میں خلاف دیکھے تو تم سے بھی درگذر نہ کریگا یہی اتفاق اس قوم کے سلف وخلف کا ہے قیامت قائم ہونے تک یعنی مہدیؑ کی متابعت ہی دینِ خدا ہے اس پر سب کا اتفاق ہے اور تقلید یہی ہے کہ ایک شخص کی محض پیروی کو دین تحقیق جانیں اور اس کے خلاف کو بیدینی سمجھیں نیز نقل ہے کہ بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے مہاجروں کے مباحثہ کے درمیان فرمایا کہ تم ایک آیت اور ایک حدیث پڑھو گے تو ہم دس آیتیں اور دس حدیثیں پڑھیں گے تو دس آیتیں اور دس حدیثیں پڑھیں گے اگر بندے کی تسلی چاہتے ہو تو حضرت مہدیؑ کی ایک نقل گجراتی زبان کی

بیان کردو۔اورتقلید سوائے اس کے نہیں ہے کہ سب دلیلیں چھوڑ کر ایک شخص کے قول پر اکتفا کریں۔نقل ہے کہ بندگی میاںؓ نے فرمایا حضرت مہدیؑ کی رحلت کے بعد سے بہت سی چیزیں دکھلائی دیتی ہیں ہم ان کو فرمانِ مہدیؑ سے ملا کر دیکھتے ہیں جو چیز فرمان کے موافق ہواس کو روار کھتے ہیں اور جو خلاف ہواس کو چھوڑ دیتے ہیں اور تقلید کا خلاصہ یہی ہے کہ اپنی تحقیقات کو بھی تقلیداتِ شخصی سے بڑھنے نہ دیں اور تمام اُمتِ مرحومہ کا اتفاق پیغمبرؐ کے رتبہ کے بارے میں بھی یہی ہے بلکہ بندگی میاںؓ نے صحابہؓ کی اجماع میں یہ اقرار فرمایا کہ اگر ہم سر کی آنکھ سے کنکر یا گھاس کی کاڑی دیکھیں اور حضرت مہدیؑ نے اُن کو شاہ و جوہر فرمایا ہے تو وہ ویسا ہی ہمارے دیکھنے کا اعتبار نہیں اور تقلید کی کُل ماہیت یہی ہے کہ اعلیٰ تحقیقات یعنی اپنی آنکھوں سے دیکھی ہوئی چیز اور اپنے کانوں سے سنی ہوئی بات کو بھی قولِ مہدیؑ کے مقابلہ میں موہوم جانیں جیسا کہ نبیؐ کے اصحاب نے القاء شیطان کے بارے میں اعتقاد رکھا۔حاصل کلام جو کچھ کہا گیا تمام تقلید کے معانی ایک دوسرے کے مترادف ہیں اور تمام ماہیت مقصود مراد اور خلاصہ تقلید کا یہی ہے پس پوچھلو یاد رکھنے والوں سے اگر تم نہ جانتے ہو۔اور علماء اہل سنت والجماعت کا اتفاق اس بات پر ہے کہ اجتہاد کا زمانہ منقطع ہو چکا ہے چنانچہ امام رافعی اور امام نووی نے کہا ہے اور کیونکہ لوگ آج احمقوں کے مانند ہیں علاوہ اس کے اب کوئی مجتہد نہیں رہا ہے اگر ہم اگلے لوگوں کی تقلید سے لوگوں کو منع کریں گے تو لوگ حیران رہ جائیں گے اور جب مجتہد نہ ہوتو بالضرور ہر شخص مقلد ہے بلکہ اس زمانے میں تمام لوگ اور تمام پیشوا اور مجتہدین بھی صحابیؓ کے مقلد ہیں چنانچہ شرح حسامی میں کہا ہے صحابی کی تقلید تابعین اور سب ائمۂ دین و مجتہدین پر واجب ہے اور تمام صحابۂ پیغمبرؐ کے مقلد ہیں چنانچہ اصول صفار میں ورقات اصول فقہ کے حوالہ سے کہا ہے بلکہ کشف المنار میں کہا ہے اُمت تقلید کرتی ہے صاحبِ وحی کی اس جہت سے ثابت ہوا کہ جو نبیؐ کی اُمت سے خارج نہو وہ آپ کی تقلید سے باہر نہیں۔اس طرح حضرت مہدیؑ کے جملہ تابعین بھی آپ کی تقلید سے باہر نہیں۔ بلکہ اس زمانے میں بھی ہر شخص اپنے باپ اور مرشد کے قول وفعل کی پیروی سے باہر نہیں ہے۔اب انصاف سے کام لیکر جواب باصواب نہ بھیجیں تو ناانصافی ہوگی اور جواب نہ دیں اور اس مظلوم کی داد اس دنیا میں حاصل نہو تو (قیامت میں) مجھ مظلوم کا ہاتھ اور تمہارا گریبان ہوگا،ان سب باتوں کے ساتھ میں نے اُس سے (عبدالرزاق سے) دو باتیں دریافت کیں کہ تم عبدالرحیم پر کیا حکم لگاتے ہو اور تقلید کی حجت روا رکھتے ہو یا نہیں پس عبدالرزاق نے سوال کے مقصد کو بالکل چھوڑ کر جو کچھ لکھا اس کا بھی ہم نے جواب دیا پھر ان جوابات پر بھی جو کچھ لکھا سوائے خطاء فضول کلام اور حق سے روگردانی کے کچھ نہ تھا، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ مثال جو تجھ سے بیان کی تو پس جھگڑنے کو بلکہ یہ لوگ ہیں جھگڑالو۔اب واضح ہو کہ عبدالرحیم کے عقیدہ کا فساد گروہِ مہدیؑ کے اکثر لوگوں کے پاس ثابت ہو چکا ہے کیونکہ اس نے میاں سید ولی اور مسلمانوں کی جماعت کے حضور میں کہا کہ اپنا عقیدہ یہ ہے کہ منکر مہدیؑ کافر نہیں ہے حالانکہ اِس

گروہ کے پاس یہ مقرر ہو چکا کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے وہ بھی منکر مہدیؑ ہوگا، اور میاں غنی محمد سے اس نے کہا کہ تم اپنے بزرگوں کے عقیدے سے پھر گئے ہو باوجود اس کے کہ میاں غنی محمد نے صحیح و درست عقیدہ کہا پس عبدالرحیم صحابہؓ کرامؓ کو اس عقیدے کے مخالف سمجھتا ہے یہ بات فرمان خدا اور رسول و مہدی علیہما السلام کے خلاف ہے اور اس نے کہا کہ تم سب لوگ حق کے خلاف پر ہیں اور مقرر یہ ہے چنانچہ نبیؐ نے فرمایا ہے میری اُمت گمراہی پر متفق نہ ہوگی۔ اس جہت سے عبدالرحیم نے پیغمبرؐ کے حکم پر اعتراض کیا ہے اس فقیر اور دوسرے اشخاص کے سامنے کہا کہ اس زمانہ کی اجماع کا کیا اعتبار ہے اور حسّامی میں بیان کیا ہے کہ ہمارے نزدیک ہر زمانے کے علماء کی اجماع صحیح ہے۔ اور میاں شیخ جی اور بعضے لوگوں کے سامنے کہا کہ اجماع کا حکم مہاجروں تک رہا ہے یہ بات خلاف سنت و جماعت ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور مہاجرین وانصار میں ہے جن لوگوں نے قبول اسلام میں سبقت کی اور جن لوگوں نے خوشدلی کے ساتھ ان کا اتباع کیا خدا اُن سے راضی اور وہ خدا سے راضی۔ جب اللہ تعالیٰ نے اُن کو (تابعین کو) پیغمبرؐ اور دس صحابہؓ مبشرین کے ساتھ ثنا فرمایا ہے تو جو شخص ان کی اجماع کو قبول نکرے وہ حق کے پاس مردود اور خلق کے پاس ملعون ہے اس جیسی بہت سی باتیں اس کے باطل عقیدے کی گروہِ مہدیؑ کے اکثر لوگوں کو معلوم ہیں۔ بنابریں سبھوں نے اس کو مبتدع قرار دیا ہے کیونکہ اجماع کے خلاف اس کا عقیدہ ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور جو شخص مخالفت کرے گا رسول کی اس کے بعد کہ اس پر ہدایت کھل چکی اور چلے گا مومنوں کے راستے کے سوا دوسرے راستہ پر الخ اور سب اس کو گمراہ کرنے والا پائے ہیں کیونکہ اس کی وجہ سے بعض لوگ گمراہ بھی ہو چکے ہیں اور جو شخص ایسا عقیدہ رکھ کر مسلمانوں کی اجماع میں تفریق پیدا کرے وہ اسلام سے خارج ہوگا چنانچہ نبیؐ نے فرمایا ہے جس نے مسلمانوں کی جمعیت شکنی کی اسلام میں رہکر تو اُس نے نکالدیا اسلام کا قلادہ اپنی گردن سے اور نبیؐ نے فرمایا ہے جو شخص جماعت سے جدا ہوا اور مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا نیز آنخضرتؐ نے فرمایا پس جو شخص ارادہ کرے کہ اس اُمت کے کام میں تفریق ڈالے درانحالیکہ وہ مجتمع ہو تو اس کو مارو اور دوسری روایت میں ہے پس اس کو قتل کردو اور مبتدع کی سزا کے بارے میں اُمت مصطفےؐ کا قرار یہ ہے کہ مبتدع کے ساتھ جہاد کرنا کفار کے ساتھ جہاد کرنے سے افضل ہے اور گمراہ کرنے والے کے متعلق حضرت مہدیؑ کی نقل سے بھی ثابت ہوا ہے کہ جو گمراہ کرنے والا اپنی گمراہی سے توبہ نہ کرے تو واجب القتل ہے اس لئے کہ جہاں جائے گا خلق کو گمراہ کرے گا اور خلاصۃ الاحکام میں کہا ہے جو بدعت موجب کفر ہے بلا اختلاف یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ اور پیغمبرؐ یا صحابہؓ کے حق میں کوئی بات ایسی کہے یا کوئی کام ایسا کرے جس کی اجازت کتاب خدا احادیثِ متواترۂ رسولؐ اور اہلِ سنت و جماعت کی اجماع سے نہو جو کوئی اس سے توبہ نہ کرے اس کو مار ڈالنا جائز ہے لیکن جو بدعت موجب کفر نہیں ہے وہ تین طرح پر ہے وہ یہ کہ مخالف قیاس ہو یا خبر واحد کی مخالف ہو یا ایسی تاویل ہو جس میں شبہ ہے جو کوئی شخص اس قسم کے کام سے روکنے سے باز

نرہے اس کو قید کریں اور ماریں اس کے ساتھ جناب میاں قادر جی نے اس کا اخراج کیا اور میاں سید ولی نے جو نماز میں اس کے پیچھے پڑھی تھیں لوٹا کر پڑھیں اور میاں سید جلال نے ہم کو کہلا بھیجا کہ بچوں کو حکم دیں تو بچے اس کو گوبر مار کر کے نکالدیتے ہیں اور اگر ہمارے پاس آئے تو ہم بھی ویسا ہی کریں گے اور میاں عبداللطیف نے میاں ابومحمد کو اُس کے پیچھے نمازِ تراویح پڑھنے سے منع کیا اور پھر کہلایا کہ عبدالرحیم پر سامری کا حکم لگاؤ تا کہ کوئی شخص اُس کو ہاتھ نہ لگائے اور بندگی میاں عبدالکریمؒ نے تمہارے بزرگوں کو جو فرمایا ہے معلوم ہوگا یعنے میاں سید اشرف سے فرمایا کہ یہ لوگ مثل حیوانوں کے ہیں اور تم گلہ بان کے مانند ہیں جو بھاگے اس کو لکڑی لیکر سیدھی راہ پر لاؤ ہم نے کہا ہاں مگر ایک بار اس کو حجت دیں گے اور دلیل بتلائیں گے پس اگر رجوع کرے تو بہتر ہے ورنہ ویسا ہی کریں گے اس کے بعد ہم نے رقعہ لکھا جس پر سب اشخاص نے اتفاق کیا اور اس پر حجت قائم ہوئی یہاں تک کہ خود وہ بھی اپنی زبان سے اقرار کر کے پوری طرح ملزم ہوا اس وقت ہم نے بجد ہو کر اُس سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے فاس اعتقاد سے رجوع کرے جب اس نے انکار کیا تو سید عبدالرحمٰن کے گھر سے نکالدیا گیا عبدالرزاق نے اجماع کے خلاف اس کی حمایت کر کے اس کو اپنے پاس رکھا اس نے بھی حکم خدا کا خلاف کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور مدد نہ کرو ایک دوسرے کی گناہ اور حد سے گذرنے پر۔ اور میں نے اخیر شرط یہ کہ عبدالرحیم نے دین مہدیؑ میں فساد پیدا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پس ان کی سزا جو اللہ اور اُسکے رسول سے لڑنے اور فساد کرنے کی غرض سے زمین میں دوڑے دوڑے پھرتے ہیں یہی ہے کہ ان کو قتل کر دیا جائے یا وہ سولی چڑھادئے جائیں یا کاٹ دئے جائیں ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے یا انکو دیس سے نکالا جاے یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہوئی اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے دین میں فساد کرنا زمین میں فساد کرنے سے بڑھکر ہے۔ پس ایسے مبتدع اور مُضِل کو جو شخص رکھے وہ بھی وہی حکم رکھتا ہے (مبتدع اور مضل ہے) اور خلاصۃ الاحکام میں روایت کیا ہے کہ جو شخص کسی بدعتی کو کسی چیز سے مدد کرے تو ایسا ہے کہ اس نے دین کی خرابی میں مدد کی نیز اس کتاب میں کہا ہے جو شخص اسلام میں کوئی نئی بات پیدا کرے یا نئی بات پیدا کرنے والے کو پناہ دے تو اس پر اللہ اور فرشتوں اور سب بندگانِ خدا کی لعنت ہے نیز کہا ہے کہ وہ کافر ہوتا ہے اس جہت سے اکثر لوگ عبدالرزاق کے گھر دعوت میں بھی نہیں گئے اور میاں غنی محمد نے شرط مذکور کی بناء پر عبدالرحیم کو نکال دیا تھا شب قدر میں بعدِ مغرب اپنے گھر کی دہلیز کے پاس میاں غنی محمد اور دوسرے لوگوں کے سامنے (عبدالرزاق نے) اقرار کیا کہ اس کے بعد عبدالرحیم کو اپنے پاس رکھوں یا اس سے ملاقات کروں تو آنِ مہدیؑ سے نہونگا، اس اقرار کے بعد پھر اس کو لاکر اپنے پاس رکھا اور اس کے عقیدۂ فاسد کے حق ہونے پر میاں عبداللطیف اور سید ولی کے سامنے اس فقیر کے لوگوں سے حجت کیا دیگر یہ کہ عبدالرحیم نے اس فقیر اور مسلمانوں کی جماعت کے سامنے عہد کیا تھا کہ جو کچھ حجت نبیؐ کا انکار کفر ہونے کیلئے ہے مہدیؑ کا انکار کفر ہونے کے لئے

بھی وہی حجت ہے خود بھی اس بات کو قبول کیا تھالہذا میں نے عبدالرحیم کو لکھا تھا کہ اگر کوئی نصرانی اپنے پیغمبر اور ان کی لائی ہوئی کتاب کی پیروی پر ثابت قدم ہو اور حضرت رسالت پناہؐ کی نبوت کے بارے میں جستجو میں ہو اور آپ کے انکار سے ساکت ہو لیکن تاوقتیکہ کلمۂ طیبہ زبان پر نہ لائے اُس کو کافر کہیں گے یا نہیں پس عبدالرحیم نے لکھا کہ جب تک وہ کلمۂ طیبہ کا زبان سے اظہار نکرے کافر ہے لیکن پھر اپنے اقرار اور حجت مہدیؑ سے روگرداں ہو کر اور اپنے رجوع سے انکار کر کے اپنے اُسی عقیدۂ فاسد پر مصر ہوا اس کیفیت کے باوجود عبدالرزاق نے اس سے اتفاق کر لیا اور کہلایا کہ اس کے بعد بار بار ہم کو کچھ نہ لکھو تم کو جواب نہ دوں گا تو ضرورتاً میں خود۔ اُس کے گھر گیا تو اس نے عبدالرحیم کی حمایت کی اور جہالت کو کام میں لا کر اس کو اپنی پیٹھ کے پیچھے بٹھایا اور خود اس کا قائم مقام ہوا پس ہم نے بھی اس کو ویسا ہی سمجھ کر پیغمبرؐ کے فرمان میری اُمت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑتی رہے گی علانیہ قیامت تک کو پیش نظر رکھا بلکہ بے ادبی میں اُس کو عبدالرحیم سے بھی بدتر پایا مہدیؑ کا رتبہ مجتہد کے موافق بھی روا نہیں رکھتا ہے گویا آپ کو عام علماء کے مانند سمجھتا ہے کیونکہ امام شافعیؒ کا مقلد امام ابوحنیفہؒ کی موافقت نہیں ڈھونڈھتا اور وہ صاحب فرمان (مہدیؑ) کے حکم کے ہوتے ہوئے بھی جو حق تعالیٰ کی طرف سے آپ فرماتے ہیں قول مجتہد کی موافقت ڈھونڈھتا ہے جو خطا وصواب دونو سے مخلوط ہوا کرتا ہے کیونکہ اس نے اپنا عقیدہ اس فقیر کو یہ لکھ کر بھیجا ہے کہ اگر کسی شخص سے کوئی فعل وجود میں آئے اور وہ یہ کہتا ہے کہ میں نے یہ کام بینہ کی تقلید سے کیا ہے تو علماء اس فعل کو شرع کے موافق کر کے دیکھتے ہیں اگر موافق شرع ہے تو قائم رکھتے ہیں اور اگر خلافِ شرع ہے تو قبول نہیں کرتے اور لکھا ہے کہ شرع کُل ہے اور تقلید اس کا جزء ہے پس جو جزء کل کے موافق ہے وہ شرع میں داخل ہے پس اس کے جواب میں میں نے لکھ اکہ یہ عقیدہ بعینہٖ تم نے شیخ علی مفتری کی تقلید سے اختیار کیا ہے اس جہت سے اس نے مجتہد کو کل اور مہدیؑ کو جزء مجتہد سمجھا، شرع اجتہادی کی پوری تقلید لازم ہے تو پھر مہدیؑ کی تقلید تو شرع حقیقی ہے یہ شرع اجتہادی کا جزء اور شرع اجتہادی اس کا کُل کیونکر ہوگی۔ خدا اِن کو غارت کرے کہاں سے پھرے جارہے ہیں (اور ہم کہیں گے کہ) پڑھ لے اپنا اعمالنامہ تو ہی کافی ہے آج اپنا حساب لینے والا۔ اسی طرح کہا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے مثل ان کے کہنے کے ان کے قلوب ایک دوسرے کے مانند ہو گئے۔ شیخ مفتری کا قول۔ اور اگر کوئی اس جیسا دعویٰ کرے تو ضروری ہے کہ اس کے دعوے کو شرع اور احادیث سے ملا کر دیکھیں اگر موافق ہو تو اس کی تصدیق کی جائے گی ورنہ نہیں پس اگر وہ پرہیز گار ہو شرع کا پابند ہو اور اس کا کلام تاویل کرنے اور شرع سے موافق کرنے کے قابل ہو تو اُس کی تاویل کی جائے گی اور شرع کے موافق اس کے معنی لئے جا سکیں گے یہ بات مومنوں کے ساتھ حسن ظن کے لحاظ سے ہے بندگی میاں عبدالملکؒ سجاوندی نے اس کے جواب میں فرمایا ہے کہ ہم نے اپنے متبوع کا دعویٰ شرع کے موافق پایا بلکہ اپنے متبوع کو شرع اجتہادی کا حاکم اور اس کا مبین پایا ہے کیونکہ

یہی آپ کا منصب ہے اس لئے کہ شرع اجتہادی کے بعض احکام مہدی اور عیسیٰ علیہما السلام منسوخ کر دیتے ہیں اگر وہ ان کو منسوخ نکریں اور مجتہدین کی تقلید کریں تو ان کی بعثت میں شک واقع ہوگا کیونکہ دونوں کی شان یہ ہے کہ مقلدؔ نہوں۔ایضاً شیخ مذکور کا قول ہے اور اگر تاویل کے قابل نہو تو اس کا رد کرنا اور اس کی دعوت کا انکار کرنا اور شریعت کے حکم کو لینا واجب ہے رہی یہ بات کہ حکم شرع کی تاویل خلافِ اجماع کر کے قائل کے مدعا کے موافق کرنا اور اس کے مدعا کے اصل ٹہرا کر شرع کو اس کے تابع کرنا تو یہ نہیں ہے مگر گمراہی اللہ ہم کو اس سے بچائے۔اسکا جواب مجیب موصوفؓ نے یہ دیا ہے کہ یہ بات شیخ نے جو ذکر کی سب اولیاء اللہ کے حق میں صحیح ہے لیکن مہدی علیہ السلام کا مہدیؑ ہونا جب ثابت ہو چکا تو کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ آپ سے جو بات ثابت ہو اس کو شرع اجتہادی سے ملا کر دیکھے اگر موافق ہو تو قبول ورنہ رَد کر دے بلکہ شرع حقیقی تو وہی ہے جو مہدیؑ نے بیان کیا اور تاویل حسن وہی ہے جس کو مہدیؑ نے حسن کہا اور تاویل قبیح وہی ہے جس کو آپ نے قبیح فرمایا کیونکہ ائمہ مجتہدین کے درمیان جو اختلاف واقع ہوا ہے اس کا قائم رکھا جانا ناممکن ہے پس مہدیؑ کے لئے ضروری ہے کہ ان میں سے بعض کے صواب اور بعض کی خطا کا حکم لگائیں۔ایضاً حاصل یہ کہ مہدیؑ کی مہدیت کے ثبوت کے بعد جو کچھ آپ سے ثابت ہوا ہے وہ حجت لازمی ہے اس کا قبول کرنا اور مجتہدین اور دیگر علماء کے اقوال سے اس کا معارضہ نکرنا سب پر واجب ہے کیونکہ اگر ہم مہدیؑ اور چاروں ائمہ مجتہدینؒ کا ایک زمانے میں ہونا فرض کریں تو یہ صورت دو حال سے خالی نہ ہوگی یا تو مہدیؑ ائمہ مجتہدینؒ کے تابع ہونگے یا ان کے متبوع ہونگے پہلی صورت مسلم نہیں کیونکہ مہدیؑ معصوم عن الخطا ہیں یقیناً آپؑ کا خلیفۃ اللہ ہونا اللہ اور رسولؐ کے صاف وصریح احکام سے ثابت ہے آپ دعوت الی اللہ کے لئے مبعوث ہیں آپ کی طاعت فرض کی گئی ہے اور مجتہد کی یہ شان نہیں ہے پس دوسری صورت متعین ہوئی اور چونکہ مہدیؑ کی مہدیت انہیں حجتوں سے ثابت ہو چکی جن سے انبیاءؑ کا انبیاءؑ ہونا ثابت ہوا ہے تو ہماری دلیل فقط آپ ہی کا قول ہے اور علماء کے اقوال اس کے موافق ہوں یا نہوں کیونکہ آپ کی ذات حجت ہے جس پر اور کوئی حجت نہیں لائی جاسکتی اور نہ وہ کسی دوسری حجت کی محتاج ہے چنانچہ ابوشکور سالمیؒ نے اپنی تمہید میں بیان کیا ہے کیونکہ وہ (انبیاءؑ) اللہ کی حجتیں ہیں بندوں کے حق میں اور حجت پر کوئی حجت نہیں لائی جاسکتی اور نہ وہ کسی اور حجت کی محتاج ہے۔ایضاً مجیب نے فرمایا ہے پس آپ سے ثابت شدہ تمام اقوال قطعی حجتیں ہیں جن کے مقابلہ میں ظنی حجتیں نہیں لائی جاسکتیں اور بعض خصوصیتیں مہدیؑ کی بیان کی ہیں منجملہ ان کے یہ ہے عبداللہ ابن عطا سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے ابوجعفر محمد بن علی سے سوال کیا اور کہا کہ جب مہدیؑ نکلیں گے تو آپ کس سیرت پر چلیں گے فرمایا اپنے سے پہلے جو باتیں (بدعتوں سے) پیدا ہوئی تھیں ان کو دور کر دیں گے جیسا کہ رسولؐ نے کیا اور اسلام کو از سرنو تازہ کریں گے اسی طرح مذکور ہے عقد الدرر میں یعنے بدعتوں کو زائل کریں گے اور اُن خطاؤں کو جو مجتہدین سے واقع ہوئی تھیں زائل کریں

گے عملیات اوراعتقادات میں اور یہ بات آپ کی خصوصیات سے ہے چنانچہ اس کا ذکر قبل ازیں ہو چکا ہےاوراس پر دلالت کرتا ہے پیغمبر علیہ السلام کا یہ قول کہ قائم کرے گا (مہدیؑ) دین کو آخرزمانے میں جیسا کہ قائم کیا میں نے اس کو اول زمانے میں جب مہدیؑ خطا کرنے والوں کی خطا کا حکم نہ لگائیں تو نبیؑ کے مانند دین کو قائم کرنے والے نہونگے پس معلوم ہوا کہ مہدیؑ ائمہ کے مذاہب کے درمیان حاکم ہیں چنانچہ پہلے بھی ہم نے ذکر کیا ہےاور مہدیؑ کے خصائص کے منجملہ یہ ہے کہ علیؓ ابن ابوطالب سے مہدیؑ کے بارے میں مروی ہے فرمایا کہ مہدیؑ کسی بدعت کو زائل کیئے بغیراور کسی سنت کو قائم کیئے بغیر نہیں رہیں گے ایسا ہی مذکور ہے عقدالدرر میں اس قول کے یہ معنی ہیں کہ آپ اپنی ذات سے عمل کریں گےاور دوسروں کو حکم دیں گےاوراسی معنی کی تائید شیخ سعدیؒ کے اس فارسی قول سے ہوتی ہے۔

ایسا یتیم جس نے قرآن کو بھی لکھنے پڑھنے کے بغیر کئی مذاہب کے کتب خانوں کو دھوڈالا

یعنے آنحضرتؐ نے اور مذاہب کے احکام کو منسوخ فرمایا تو مومنوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ وہ منسوخ ہیں کیونکہ آپ سے پہلے کی آسمانی کتابیں پانی سے نہیں دھوئی گئیں بلکہ پیغمبرؐ پر ایمان لانے والوں کے دلوں سے دھودی گئیں۔

عبدالرحیم اور عبدالرزاق کے معاملہ کا خلاصہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مصدقان مہدی علیہ السلام کو معلوم ہو کہ اس زمانے میں عبدالرحیم اور عبدالحلیم نے دین میں خلل پیدا کیا ہے عبد الرزاق نے اس کی حمایت کر کے اوراس کو قوت دیکر فتنہ کھڑا کیا ہےاوراہل بیت مہدیؑ سے ایسا حسد عداوات گالی بازی اور نالائقی کرتے ہیں جو تقریر وتحریر میں نہیں آسکتی یزید بھی اس کے آگے شرمندہ ہے حاصل یہ کہ یہ قصہ اس طرح وقوع میں آیا ہے کہ اگر یہ فقیر اس معاملہ میں تحمل سے کام نہ لیتا تو سید جعفر کے مانند بہت سے لوگ مارے جاتے اور وہ ابھی جنگ کا طالب ہے اس فقیر کو جنگ کے لئے طلب کرتا ہےاوراس کے مثل اس کے بہت سے کام اور بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ شیطان کو بھی ان سے عار آئے اوراس کے معاملہ کی ماہیت اور حقیقت یہ ہے کہ عبدالرحیم اپنوں اور بیگانوں میں ہمارے اوراپنے معاملہ کو ظاہر کیا اور ملزم ہو کر واپس آیا بعضے عزیزوں نے اس کے گھر جا کر کہا کہ اب میں سید قاسم کی جگہ پر ہوں جو کچھ چاہتے ہو پوچھو پس عبدالرزاق نے کہا سید قاسم ایک وقت آئے تھے ہمارے سلام کا جواب نہیں دئے پس انہوں نے کہا کہ تم کو کیا جواب دیں تم کو ہداک اللہ (الہ تجھے ہدایت دے) کہنا چاہیئے اس نے کہا کیوں اس طرح کہنا چاہیئے انہوں نے کہا کہ قاضی دو گواہ سے راضی ہوتا ہے جب کئی دیندار معتبر لوگ جن میں سے ایک میاں قادر جی مع جماعت اور موافقین میں سے حسن محمد کے

مانند بہت سے لوگ اُس کے (عبدالرحیم کے) ظلم وضلالت کا اقرار کئے اور تم نے اس گمراہ کی حمایت کی اور حدیث میں ہے کہ جو شخص ظالم کی مدد کیا کافر ہوا ایسی بہت سی باتیں کہکر اس کی خطا اور کفر مجمع کے حضور میں ثابت کر کے اس پر رجوع وتوبہ کو لازم کیا اور اس نے قبول کر کے کہا آج تک مجھ کو کسی نے اس طرح نہیں کہا تھا اور کہا کہ آپ جو کچھ فرمائیں وہی کروں گا لیکن ثم امنوا ثم کفروا یعنے پھر ایمان لائے اور پھر کفر کئے کی صفت سے پھر اپنے باطل عقیدہ پر حجت طلب کیا اور کہا کہ کس دلیل اور کس حجت شرعی سے مجھ پر یہ ظلم روا رکھتے ہو کہو تا کہ معلوم ہو اس سے پہلے اسی بحث سے متعلق سید نصرت اور سید جعفر نے دو کلمے تم کو لکھے تھے اس کا جواب تم نے نہیں دیا۔ اَن سمجھی سے ایسی حجت کرتا ہے کہ احکام شرح اور سبیل المومنین کی طرف التفات کرتا ہی نہیں یہ بات نادر ہے نہ یہ کہ ہم متابعت مہدیؑ کو مجتہدوں کی متابعت پر فضل دیتے ہیں یہ کوئی محل تعجب نہیں چاہیئے تو یہ کہ تقلید مہدیؑ کو لازم کردانئے یعنے آپ کے قول اور آپ کی پیروی کی بلا طلب دلیل قبول کرنے لوازم سے منکرانِ مہدیؑ جلیں نہ کہ مصدقانِ مہدیؑ۔ حاصل یہ کہ تمام اہل عالم کے اتفاق سے تقلید کا مقصود کسی خاص شخص کی پیروی اور اس کے قول کو قبول کرنا ہے پس ہر شخص نبی ومہدی علیہما السلام کی تقلید سے جو نسبت رکھتا ہے وہی نسبت ان دونوں کی تصدیق ومتابعت سے رکھتا ہے یہ بات ظاہر ہے زیادہ بیان کی حاجت نہیں پس اللہ ہی ہدایت دینے والا ہے اور اسی سے التجا ہے۔ برادرانِ اہل انصاف ودیانت اور دوستانِ اہل تمیز وفراست پر واضح ہو کہ وہاں کے فاضل تر علماء نے اس ضعیف کو لکھا تھا کہ اہل شرع کی اصطلاح میں مقلّد ایسے شخص کو کہتے ہیں جو کسی مجتہد کی تقلید سے عمل کرے اور دوسرے مرتبہ انہوں نے لکھا کہ تقلید مذموم ہے سوائے تقلید انبیاء علماء مانند حنفیؒ اور شافعیؒ مگر وہ بھی اطاعت کے معنی میں ہے۔ ہاں اطاعت ہی کا معنی تقلید ہے بلکہ کسی شخص کی پوری اطاعت سوائے تقلید کے نہیں اسی بنا پر اس کے شرف کے بیان میں معتبر کتب سے فقول لاکر انبیاء کی تقلید سے جس کے وہ خود قائل ہیں یہ بات اولیاء وعلماء کے مصطلحات سے بھی مشہور ہے استدلال کر کے ہم نے بیان کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ بالاتفاق تقلید کا معنی پیروی ہے لیکن پیغمبر کی خالص پیروی ہمارا پورا دین ہے اگر ایسی درست اور مضبوط بات سے ہم پر کوئی تہمت آتی ہے تو کہدے کہ ہم متہم ہی رہیں گے چنانچہ امام شافعیؒ نے فرمایا۔

آل محمدؐ کی محبت اگر رفض ہے
تو جن و انس یہ گواہی دیں کہ میں رافضی ہوں

پس مقصود یہ کہ جیسا کہ آل پیغمبرؐ کی دوستی رفض نہیں آپ کی پیروی میں بھی کوئی تہمت نہیں مگر منکروں کے پاس یہ خوب سمجھ لو واضح بات ہے۔

ایضاً مصدقانِ مہدیؑ کو سید قاسم کی جانب سے معلوم ہو کہ جو کچھ معاملہ اس فقیر اور عبدالرزاق کے درمیان ہوا ہے تمام

مسلمانوں پر واجب ہے کہ اس کی تحقیق کریں پس جس جانب حق یا بطلان ہو اس پر حکم لگائیں والسلام۔

فقیر سید طاہر۔سید عالم۔سید احمد۔فقیر غنی محمد۔سید حیدر۔فقیر سید اسحٰق۔فقیر سید کریم اللہ۔فقیر سید موسیٰ۔نصرت جی۔ فقیر سید ولی۔فقیر میاں میرانجی۔فقیر ملک معروف۔فقیر ابو محمد۔فقیر شیخ محمد۔فقیر طاہر محمد۔فقیر شیخ جی ہم سب برادروں نے طرفین کی تحریرات سے اس معاملہ کی تحقیق کی تو ظاہر ہوا کہ جو کچھ عبدالرزاق نے اپنا عقیدہ میاں سید قاسم کو لکھ کر بھیجا ہے خطا ہے اور اس نے اس مبتدع یعنے عبدالرحیم کی مدد جو کی سراسر خطا ہے اس سبب سے میاں سید قاسم نے عبدالرزاق کے ساتھ جو کچھ کیا درست ہے۔

رقعہ میاں سید قاسمؒ بنام میاں سید نجم الدینؒ برادرم سید نجم الدین کو بعدِ سلام معلوم ہو کہ برادرانِ دینی کے ساتھ طبیعت اور سمجھ کے خلاف سے ہرگز اختلاف نکریں اور سنت ومتابعت کے مخالفوں اور بدعت کے حامیوں سے درگذر نکریں ہاتھ اور زبان سے جو کچھ ان کے ساتھ کر سکتے ہیں اس میں کوتاہی نکریں اور جو کوتاہی کرے اس کو دائرہ نہ رکھیں اس معاملہ میں جو کچھ تم کو پیش آئے وہ محض للہ فی اللہ ہے تم مقلد ہو تمہارے لئے دوسروں کے مقابلہ میں یہی تحریر حجت ہے۔اور اہل خانہ کو معلوم ہو کہ (دائرہ کے) صابر فقرا فرزندوں کی جگہ پر ہیں بلکہ ان سے بھی بہتر ہیں ان کے ساتھ ایسی امداد کرو کہ ان کی ترتیب نہ ٹوٹے اور ان کا امرِ عظیم (خدا کا دیدار) پورا ہو۔اے اللہ درود نازل فرما محمدینؐ اور آل محمدینؐ پر اور برکت وسلام نازل فرما تیرے معلومات کی تعداد کے موافق

ماہیت التقلید

جس میں مہدیؑ اور صحابۂ مہدیؓ اور تابعینؒ کے منقولات سے تقلید کی ماہیت اور گروہِ مہدیؑ کی تعریف بیان ہوئی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرمایا امامِ مہدی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں بلاواسطہ (بمقام طریقت) اللہ تعالیٰ سے ہر روز تازہ تعلیم پاتا ہوں (چنانچہ فرمانِ خدا ہوتا ہے کہ) کہو اے سید محمدؑ کہ میں بندہ ہوں خدا کا اور (بمقام شریعت) محمد رسول اللہؐ کا تابع ہوں۔محمد مہدی آخر الزماں پیغمبر خدا کا وارث، جاننے والا علم قرآن وایمان کا، بیان کرنے والا حقیقت شریعت اور خدائے تعالیٰ کی خوشنودی کا۔یہ عقیدہ ہے حضرت مہدی علیہ السلام کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا۔نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے اپنی مہدیت کی حجت کے لئے فرمایا کہ ہم مراد اللہ بیان کرتے ہیں تفسیر اور سوائے اس کے جو کوئی قول بندے کے بیان کے موافق ہو وہ صحیح ہے ورنہ خطا ہے۔ایک وقت آپؑ نے فرمایا ہر حکم وبیان جو تفسیروں اور ان کے سوا (دوسری کتابوں) میں اس بندے

کے بیان کے خلاف ہو وہ صحیح نہیں ہے اور فرمایا ہر حکم جو ہم بیان کرتے ہیں خدا کی طرف سے اور خدا کے حکم سے بیان کرتے ہیں جو کوئی ان احکام سے ایک حرف کا منکر ہو وہ اللہ کے پاس پکڑا جائے گا اور فرمایا جو حدیث کتاب خدا اور اس بندے کے حال کے موافق ہو وہ صحیح ہے اور فرمایا ہم کسی مذہب کے مقید نہیں ہیں اور بعضے آیتیں مجتہدوں اور مفسروں کے عقیدہ کے خلاف بیان فرمائی ہیں چنانچہ حصر ایمان اور دوزخیوں کی دوزخ میں ہمیشگی کے بارے میں اور بعضے حدیثیں بھی علماء کی سمجھ اور عقیدہ کے خلاف بیان فرمائی ہیں اور فرمایا حق تعالیٰ نے ہم کو خاص اس لئے بھیجا ہے کہ وہ احکام اور بیان جو ولایت محمدیؐ سے تعلق رکھتے ہیں مہدیؑ کے واسطہ سے ظاہر ہوں اس پر تمام مہدویوں کا اتفاق ہے رحمہم اللہ اجمعین۔ فتوحات میں مہدیؑ کے ذکر میں کہا ہے جب آپ علماء کے مذہب کے خلاف حکم کریں گے تو وہ (علماء) اس بات کے معتقد ہوں گے کہ وہ (مہدیؑ) اس حکم میں گمراہی پر ہے اور صاحب تاویلات نے کہا ہے کیونکہ ہر فرقہ بلکہ ہر شخص وہم کیا ہوا ہے کہ مہدیؑ اس کی خواہش کے موافق ہوگا اور اس کی رائے کو درست ٹھیرائے گا یہ اس کا وہم کرنا اس وجہ سے ہے کہ وہ اپنے دین باطل کی وجہ دینِ حق سے پردے میں ہے پس جب مہدیؑ اس کے خلاف میں ظاہر ہوگا تو اس کا کفر اور اس کا عناد بڑھ جائے گا اس کا کینہ اور حسد سخت ہو جائے گا۔ اور ایسے ہی بہت سے مقامات سے ثابت ہوتا ہے کہ علماء کے معلومات و مفہومات کے خلاف مہدیؑ حکم فرمائیں گے۔

اور میاں عبدالملکؒ نے بیان کیا ہے کہ اور مہدیؑ کے خطائص کے منجملہ وہ روایت ہے جو عبداللہ ابن عطا سے مروی ہے انہوں نے کہا میں نے ابو جعفر محمد بن علیؓ سے سوال کیا اور کہا کہ مہدیؑ جب نکلیں گے تو کس سیرت پر چلیں گے تو کہا وہ اپنے سے پہلے جو بات پیدا ہوگی دور کر دیں گے جیسا کہ رسول اللہؐ نے کیا اور اسلام کو از سرنو تازہ کریں گے ایسا ہی عقد الدرر میں مذکور ہے یعنے بدعتوں اور ان خطاؤں کو جو مجتہدوں سے عملیات اور اعتقادات میں واقع ہونگی دور کر دیں گے اور یہ بات آپ کی خصوصیات سے ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بھی ذکر کیا ہے اور اسی پر دلالت کرتا ہے آنحضرتؐ کا قول قائم کرے گا مہدیؑ دین کو آخر زمانے میں جیسا کہ میں نے قائم کیا ہے اوّل زمانے میں اور اگر مہدیؑ خطا کرنے والوں کی خطا کا حکم نہ لگائیں تو آپ دین کو نبیؐ کے مانند قائم کرنے والے نہو نگے پس معلوم ہوا کہ مہدیؑ مجتہدین کے مذاہب کے درمیان حاکم ہوں گے جیسا کہ میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے اور انہیں خصائص کے منجملہ وہ رویات ہے جو علیؓ بن ابی طالب سے مہدیؑ کے ذکر میں آئی ہے کہ فرمایا آپ نے (مہدیؑ) کسی بدعت کو زائل کئے بغیر اور کسی سنت کو قائم کئے بغیر نہ چھوڑیں گے اور اس قول کے یہ معنی ہیں کہ آپؑ اپنی ذات سے عمل فرما کر دوسرے کو حکم فرمائیں گے اسی معنی کی تائید شیخ سعدیؒ کے اس قول سے ہوتی ہے۔

ایسا یتیم کہ جس نے قرآن کو لکھنے پڑھنے کے بغیر
چند ملت کی کتابوں کو دھودیا

اورمیاں ملک جیؒ نے فرمایا ہے

ظنی کتب خانے سب منسوخ ہوگئے
جبکہ وہ ذات تحقیق کا باعث ہوئی

اورفرمایا ہے۔

جب معانی کے اسرار کی تحقیق ظاہر ہوئی
تو اسی تحقیق کی تقلید ہونے لگی

چنانچہ نبیؐ نے فرمایا ہےحق کڑوا ہے اس کوقبول نہ کرے گا مگروہ جو شریف ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیشک یہ شاق گذرا ہے مگر (نہ) ان پر جن کو اللہ نے ہدایت دی ہے۔ دوسرا یہ کہ امرحق کو (مہدیؑ سے سنکر) قبول کرنا تحقیق کے طور پر بلا طلبِ حجت لازم ہوا اور فقہاء کے مقلدوں کی جماعت کے ہاتھ سے حکم دین جاتا رہا وہ اس طرح کہ مہدیؑ کو فرمان حق تعالیٰ پہنچا کہ ہم نے ایمان کے خزانوں کی کنجیاں تجھے دی ہیں اور دین کا حاکم تجھے گردانا ہے تیراانکار ہماراانکار ہے اور ہماراانکار تیرا انکار ہے اور میاں عبدالملکؒ نے فرمایا ہے پس حاصل یہ کہ مہدیؑ کے مہدیؑ ہونے کی تحقیق ہوجانے کے بعد جو بات مہدیؑ سے ثابت ہو وہ حجت لازم ہے جس کا قبول کرنا اوراس کے خلاف میں مجتہدین وغیرہ کے اقوال سے اس بات کا معارضہ (مخالفت) ترک کرنا سب پر واجب ہے کیونکہ اگر ہم مہدیؑ اور ائمہ اربعہ مجتہدینؒ کا ایک زمانے میں ہونا فرض کریں تو یہ صورت دوحال سے خالی نہوگی یا تو مہدیؑ ان کے تابع ہوں گے یا ان کے متبوع ہوں گے پہلی صورت تسلیم نہیں کی جاسکتی کیونکہ مہدیؑ قطعی طور پر خطا سے محفوظ (معصوم عن الخطا) ہیں اللہ اور رسولؐ کی جانب سے آپ کی خلافت ثابت ہے آپؑ دعوت الی اللہ کے لئے مبعوث ہوئے ہیں اور آپؑ کی طاعت فرض کردی گئی ہے اور مجتہدین ایسے نہیں ہیں پس دوسری صورت متعین ہوئی اور جب ہمارے لئے مہدیؑ کا مہدیؑ ہونا اُن دلیلوں سے ثابت ہو چکا جن سے انبیاءؑ کا انبیاءؑ ہونا ثابت ہوا ہے تو ہمارے لئے دلیل فقط آپ کا قول ہے علماء کے اقوال اس کے موافق ہوں یا نہوں کیونکہ آپ کی ذات حجت ہے اور حجت کے مقابلہ میں اورکوئی حجت نہیں لائی جاتی اور نہ وہ کسی دوسری حجت کی محتاج ہوتی ہے جیسا کہ ابوشکور سالمیؒ نے اپنی تمہید میں ذکر کیا ہے کیونکہ وہ (انبیاءؑ) اللہ کی حجتیں ہیں بندوں پر واجب کوئی حجت نہیں لائی جاتی اور نہ وہ کسی حجت کی محتاج ہوتی ہے نیز (میاں عبدالملکؒ نے فرمایا ہے لیکن مہدیؑ کا بیان اجتہاد ورائے کے مرتبہ کا نہیں ہے جس میں خطا وصواب کا احتمال ہوتا ہے کیونکہ مہدیت اجتہاد کے مرتبہ سے بالاتر ہے نبیؐ کے اس قول سے کہ مہدیؑ میرے قدم بقدم چلیں گے اور خطا نہ کریں گے۔ نیز فرمایا ہے پس آپ سے ثابت شدہ تمام اقوال قطعی حجتیں ہیں جن کے مقابلہ میں ظنی حجتیں نہیں لائی جاسکتیں نیز فرمایا

ہے پس کیا مذاہب اربعہ میں سے ہر ایک مذہب والے کو جائز ہے کہ وہ اپنے مذہب کی مقررہ چیز سے قول مہدیؑ سے معارضہ کرے اور اگر قول مہدیؑ ان کے مذاہب کی مقررہ چیز کے موافق ہو تو قبول کرے ورنہ رَد کرے (ایسا نہیں ہے) بلکہ تمام اہلِ مذاہب پر واجب ہے کہ مہدیؑ کے قول کو قبول کریں اور ائمہ کے قول کو ترک کر دیں اس لئے کہ مہدیؑ انبیاء کی طرح خلق پر اللہ کی حجت ہے اور اللہ کی حجت پر حجت نہیں لائی جاتی اور نہ وہ کسی حجت کی محتاج ہوتی ہے اور اس کا یعنے سائل (شیخ علی مفتری) کا قول یہ ہے کہ بغیر کسی دلیل کے قطعی طور پر کہنا کہ اللہ کی مراد اس طرح ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم اپنی طرف سے ایسا حکم نہیں کرتے بلکہ وہ ذاتِ مقدس جس کو ہم مہدیؑ مانتے ہیں بعض آیتوں میں ارشاد فرمایا ہے کہ وہ آیتیں آپ کے حق میں اور آپؑ کی قوم کے حق میں ہیں اور یہ بات آپ کی خصوصیات میں سے ہے پس جس طرح مہدیؑ کو اپنی ذات کا علم کہ آپ مہدیِ موعودؑ ہیں قطعی ہے اسی طرح آپؑ کا علم اللہ کی کتاب کی آیتوں کے متعلق کہ وہ آپ کے اور آپ کی قوم کے حق میں ہیں قطعی ہے جس میں ہم نے آپ کے مہدیؑ ہونے کی تصدیق کر لی ہے اُن دلیلوں سے جن سے انبیاءؑ کی تصدیق واجب ہوتی ہے۔ (نیز فرمایا ہے) اور لیکن اس باب میں قطعی دلیلیں تو وہ سوائے آپ کے (مہدیؑ کے) قول کے نہیں ہیں جس کا قبول کرنا ہم پر واجب ہے ان دلائل سے جو اخلاق کی قسم سے ہیں جن سے انبیاءؑ کے قول کا قبول کرنا واجب ہوا اور اللہ ہی سیدھی راہ سکھانے والا ہے ایضاً حاصل یہ کہ مہدیؑ کے وجود کا ثبوت اللہ کی کتاب سے بیان نہیں کیا اور حضرت مہدی علیہ السلام کے تمام فرامین جو آپ سے ثابت ہو چکے ہیں قطعی حجتیں ہیں ظنی حجتیں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتیں نیز فرمایا ہے پس جب ثابت ہو گیا کہ مہدیؑ نے اپنی ذات کے حق میں چند آیتوں کا دعویٰ فرمایا اور اسی طرح اپنی قوم کے حق میں فرمایا تو مہدیؑ کے فرمان کو تسلیم کرنا ہم پر واجب ہو گیا اور فرمان کی مخالفت کو چھوڑ دینا ہم پر فرض ہو گیا کیونکہ آپ کی فضیلت میں وہ اخبار و آثار وارد ہیں جو پوشیدہ نہیں ہیں منجملہ ان کے آنحضرتؐ کا قول ہے روایت سے حضرت علیؓ کی کہ کہا میں نے کہا یا رسول اللہؐ مہدیؑ ہم سے ہونگے یا ہمارے غیر سے تو رسول اللہؐ نے فرمایا بلکہ ہم سے ہونگے اللہ ان پر دین کو ختم کریگا جیسا کہ شروع کیا الخ اس حدیث کو حافظوں کی ایک جماعت نے سند سے بیان کیا ہے جن میں سے ابوالقاسم طبرانی ابونعیم اصفہانی عبدالرحمٰن حاتم اور ابوعبداللہ نعیم بن حماد وغیرہ ہیں اور کعب احبار سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں مہدیؑ انبیاءؑ کی کتابوں میں لکھا ہوا پاتا ہوں اس کے حکم میں نہ ظلم ہے نہ عیب امام ابوعمر مقری نے اپنی سنن میں اس حدیث کو سند سے بیان کیا ہے اور حافظ ابوعبداللہ نعیم بن حماد نے بھی اس حدیث کو سند سے بیان کیا ہے۔ نیز (میاں عبدالملکؒ نے) فرمایا ہے میں نے حجتوں کے ذکر کو محض اس لئے طوالت دی ہے کہ اہل انصاف کو معلوم ہو جائے کہ جب آپ کا (مہدیؑ کا) مہدیؑ ہونا ان دلیلوں سے ثابت ہو چکا جن سے انبیاءؑ کا انبیاءؑ ہونا ثابت ہوا ہے تو حدیثوں کی عبارتیں منصف کے لئے آپ کی تصدیق سے مانع

نہوں گی اور آپ کے اقوال کی تقلید بغیر طلب دلیل کے منصف پر واجب ہوگی اور مہدیؑ ابوبکرؓ سے افضل ہونے کے بارے میں فرمایا ہے کہ مہدیؑ خلق کو اللہ کی طرف بلانے پر مامور ہیں جیسا کہ رسول اللہؐ اس دعوت پر مامور تھے نیز فرمایا ہے جان کہ رسولؐ کا یہ قول کہ مہدیؑ خطا نہیں کریں گے اس بات کا مقتضی ہے کہ مہدیؑ اپنے ہر قول و فعل میں اللہ اور رسولؐ سے تحقیق پر ہو پس مہدیؑ وہی حکم کریں گے جو اللہ کی طرف سے آپؑ کو ملے اور وہی شرع محمدیؐ ہے کہ اگر محمدؐ زندہ ہوتے اور معاملہ (جو مہدیؑ کے سامنے پیش ہوا) آپ کے سامنے پیش ہوتا تو آپ وہی حکم فرماتے جو اس امام مہدیؑ نے فرمایا پس اللہ ہی مہدیؑ کو شرع محمدیؐ کا علم عطا کرتا ہے پس قیاس واجتہاد مہدیؑ پر حرام ہوگا ان قطعی احکام کے موجود ہونے سے جو مہدیؑ کو اللہ کی طرف سے حجت کے طور پر عطا ہوئے اور اسی لئے آنحضرتؐ نے مہدیؑ کی تعریف میں فرمایا کہ وہ میرے قدم بقدم چلے گا اور خطا نہیں کرے گا پس ہم نے جان لیا کہ مہدیؑ متبع ہیں نئی شریعت والے نہیں اور مہدیؑ معصوم عن الخطا ہیں اس لئے کہ رسول اللہؐ کے حکم کو خطا سے منسوب نہیں کر سکتے کیونکہ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) رسول خواہش نفس سے نہیں کہتا وہ تو وحی ہے جو اس کی جانب بھیجی جاتی ہے ایضاً شیخ مفتری کا قول ہے اور اگر مدعی کا کلام شرع کے موافق تاویل کو قبول نہ کرے تو اس مدعی کو رَد کر دینا اور اس کے دعویٰ کا انکار کرنا اور شرع کی اتباع کرنا واجب ہوگا لیکن خلافِ اجماع کسی بات کے ساتھ شرع میں تاویل کرنا اور اس کو اپنے دعویٰ کے موافق بنانا اور اسی بات کو اصل قرار دینا اور شرع کو اپنی بات کی تابع بنا دینا محض گمراہی ہے ہم کو اس گمراہی سے اللہ بچائے۔ مجیبؒ کا قول یہ ہے۔ یہ جو کچھ شیخ نے ذکر کیا ہے تمام اولیاء کے حق میں صحیح ہے (اولیاء اللہ کے ہر ایک قول کو فعل کو شرع کے موافق دیکھنا ضرور ہے) لیکن مہدیِ موعود علیہ السلام کا مہدیؑ ہونا جب ثابت ہوگیا تو کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ مہدیؑ سے ثابت شدہ قول کا معارضہ شرع اجتہاد سے کرے اگر موافق ہو تو قبول کرے ورنہ رَد کر دے بلکہ شرع حقیقی وہی ہے جو مہدیؑ نے بیان کیا اور اچھی تاویل وہی ہے جس کو مہدیؑ نے اچھی قرار دیا اور بری وہی ہے جس کو مہدیؑ نے بری قرار دیا ایضاً جان اے بھائی کہ طلب کرنا دلیلوں کا قرآن اور اجماع سلف سے مذکورہ سوالات پر انصاف کی بات نہیں ہے کیونکہ قرآن میں اس باب میں کوئی دلیل اس شخص کے لئے نہیں ہے جو مہدیؑ کا مقلد نہ ہو اور نہ اس باب میں اجماع سلف ہے پس کس طرح طلب کرے گا منصف ایک ایسی چیز کو جو ممکن نہو اب رہے دلائل احادیث و روایات سے تو ان کا بیان کرنا ناممکن ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اب رہا یہ کہنا کہ ایسے منقولات کو دلیل میں پیش کرو جن کا تعلق منقولاتِ مہدیؑ سے نہو تو یہ درست نہیں اور شائد بے تامل ایسا کہا گیا ہے کیونکہ جب کسی شخص کا مہدیؑ ہونا ثابت ہوگیا تو اس کا قول کیوں قبول نہ کیا جائے گا اور اس کے قول پر اس سے حجت کیسے طلب کی جائے گی بلکہ دلائل قاطعہ وہی منقولات ہیں جو مہدیؑ سے ثابت ہیں اقوالِ مجتہدین ان کے موافق ہوں یا نہوں کیونکہ نبیؐ نے مہدیؑ کے حق میں فرمایا ہے کہ مہدیؑ

میرے نقشِ قدم پر ہوگا اور خطا نہیں کرے گا اور مجتہد خطا بھی کرتا ہے اور صواب بھی کیونکہ مہدیت اجتہاد سے بالاتر ہے اور اسی پر ہم نے تمام اصحابِ مہدیؑ کو پایا رضی اللہ عنہم اجمعین اور اسی کی تائید کرتا ہے وہ قول جو عقائد سنت میں ہمارے نبی صلعم اور دوسرے سب انبیاءؑ کی نبوت کے ثبوت میں ہے کہ جو باب صادق کے اقوال سے ثابت ہو وہ صادق ہے حاصل یہ کہ یہاں سے یہ ثابت ہو گیا مہدیؑ کے تمام صحابہؓ اوران کے تابعینؒ کا عقیدہ یہی ہے کہ مجتہدوں اور مفسروں کے اقوال سے جو کچھ حضرت مہدی علیہ السلام کے فرمان کے موافق ہو درست ہے ورنہ درست نہیں اور یہ کوئی عجیب بات نہیں ہے کیونکہ آپ کی ذات مصطفیٰؐ کی ذات کے مانند اور آپ کا حکم نبیؐ کے حکم کے مانند ہے چنانچہ فرمانِ خدا ہے کیا پس وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے حجت پر ہو الخ تفسیر دیلمی میں کہا ہے پس وہ نبیؐ اور پھر (آپ کے قائم مقام) ولی (مہدیؑ) ہیں اور اسی کی تائید کشف المعانی کے قول سے ہوتی ہے ایضاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہہ دو اے محمدؐ یہ میری راہ ہے بلاتا ہوں مخلوق کو اللہ کی طرف بینائی پر میں اور میرا تابع۔ ایضاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم تیرے پاس معجزہ لیکر آئے ہیں تیرے پروردگار کی طرف سے اور سلامتی اس کے لئے ہے جو ہدایت کی پیروی کرے ایضاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پس اگر وہ تجھ سے جھگڑا کریں تو پس کہہ دے اے محمدؐ میں تو اپنے کو متوجہ کر چکا ہوں اللہ کی طرف اور وہ بھی متوجہ کردے گا اپنے کو اللہ کی طرف جو میری پیروی کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (کہہ دے اے محمدؐ) اور وحی کیا گیا ہے میری طرف یہ قرآن تاکہ میں ڈراؤں تم کو اس کے ذریعہ اور وہ ڈرائے گا جو میرے مقام کو پہنچے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور لیکن کیا ہے ہم نے اس کو نور اسی سے راستہ دکھاتے ہیں جس کو ہم چاہتے ہیں ہمارے بندوں میں سے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے نبیؐ کافی ہے تیرے لئے خدائے تعالیٰ اور اس کے لئے بھی جو تیرا تابع (تام) ہے تمام مومنوں میں سے۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ حکم میں برابر ہیں اور بعض مفسرین نے بھی اس آیت کے تحت مہدیؑ کا ذکر کیا ہے لیکن اس باب میں خود مہدیؑ کے اقوال کافی ہیں کیونکہ آپ کی ذات حجت ہے جس پر اور کوئی حجت نہیں لائی جاسکتی اور نہ وہ کسی حجت کی محتاج ہے ایضاً نیشاپوری نے اللہ تعالیٰ کے قول **ویتلوہٗ شاھد منہٗ** (اور اس کے پیچھے آتا ہے گواہی دینے والا) کے تحت کہا ہے یعنے محمدؐ کی طرف سے گواہی دینے والا وہ آپ کی (محمدؐ کی) زبان ہے یا آپ کی طرف سے شاہد آپ کا (محمدؐ کا) بعض یعنے علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ہیں اور تذکرۃ الاولیاء میں سہل بن عبداللہ سے منقول ہے کہ کوئی یار نہیں مگر خدا اور کوئی ولی نہیں مگر رسول خدا پس حق وہی ہے جو عقائد سنت میں کہا ہے کہ جو باب صادق کے اقوال سے ثابت ہو سچ ہے پس انصاف کرنا چاہیئے کہ جو کچھ حضرت مہدی علیہ السلام نے قرآن وحدیث کے معانی کے اسرار اور اس کے سوائے جو کچھ امر اللہ سے فرمایا ہے اور آپ کے تمام اصحاب جو اصحابِ رسولؐ کے اخلاق سے موصوف تھے اس کی تصدیق کی وہی حجت قطعی ہے اور اس ذات کا ایسا شرف ہونا کیا محال ہے جبکہ آپ کی پیروی کرنے

والوں کے حق میں خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے پس اللہ ایسی قوم موجود کردے گا کہ اس قوم کو اللہ دوست رکھتا ہوگا اور وہ قوم اللہ کو دوست رکھتی ہوگی الخ تفسیر نیشاپوری میں کہا ہے شائد اس سے مراد مہدیؑ کی قوم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے اور اگر تم روگردانی کروگے تو اللہ تمہارے بدلے لائے گا ایک قوم کو تمہارے سوائے پھر وہ تم جیسے نہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے پس اگر انکار کریں ان قرآنی خبروں سے جن کو تو ان پر پڑھتا ہے تو ہم نے مقرر کیا ہے ان پر ایک قوم کو جو ان کا انکار کرنے والی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے اور بھیجا آخرین میں انہیں میں سے جو نہیں ملے اُمیین سے۔ اور تفسیر دیلمی میں کہا ہے اُمیین میں رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آخرین میں مہدی علیہ السلام ہیں اور اس جیسی آیتوں میں اور بھی بعض مفسرین نے مہدیؑ کی قوم مراد لی ہے لیکن جیسا کہ کہا گیا ہے اس باب میں مہدیؑ کا قول ہی کافی ہے کیونکہ آپ کی ذات انبیاءؑ کے مانند خلق پر اللہ کی حجت ہے اور آپ کے اصحاب کے بارے میں مصطفیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے اے ابوذرؓ کیا تو جانتا ہے کہ میرا غم اور میری فکر کیا ہے اور مجھے کس بات کا شوق ہے تو آپ کے صحابہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہؐ آپ ہم کو بتایئے کہ آپ کو کیا غم اور کیا فکر ہے پھر آپ نے فرمایا کہ آہ میرے بھائیوں کی ملاقات کا شوق ہے تو آپ کے اصحابؓ نے کہا کہ ہم آپ کے بھائی ہیں آپؐ نے فرمایا کہ تم میرے اصحابؓ ہو اور وہ میرے بھائی ہیں جو میرے بعد ہونے والے ہیں ان کی شان انبیاءؑ کی شان کی جیسی ہوگی اور وہ اللہ کے پاس شہیدوں کے مرتبے میں ہوں گے خدا کی خوشنودی کے لئے وہ اپنے ماں باپ بھائی بہن اور بچوں سے بھاگیں گے اور وہ خدائے تعالیٰ کے لئے مال و دولت کو ترک کردیں گے اور ان کی تواضع ایسی ہوگی کہ اپنی ذاتوں کو ذلیل سمجھیں گے شہوتوں اور دنیا کے فضول باتوں کی رغبت نہیں کریں گے اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی ایک گھر میں جمع رہیں گے اللہ کی محبت کی وجہ سے غمگین اور رنجیدہ رہیں گے ان کے دل اللہ کی طرف لگے رہیں گے اور ان کا رزق اللہ کی جانب سے ہوگا اور ان کا سارا کام خاص اللہ کے لئے ہوگا ان میں سے کوئی ایک بیمار ہوگا تو اللہ کے پاس اس کی بیماری ہزار برس کی عبادت سے افضل ہوگی اے ابوذر اگر تو چاہتا ہے تو میں اور بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں ابوذرؓ نے کہا میں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہؐ۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ان میں سے کوئی ایک مرے گا تو اس کی موت آسمان میں رہنے والوں کی موت کے مانند ہوگی کیونکہ اللہ کے پاس ان کی بزرگی ایسی ہی ہے اے ابوذر اگر تو چاہتا ہے تو میں کچھ اور کہنا چاہتا ہوں ابوذرؓ نے کہا میں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہؐ رسول اللہؐ نے فرمایا اگر ان میں سے ایک کے کپڑے میں کوئی جوں اس کو کاٹے تو اللہ کے پاس ستر حج اور غزووں کا ثواب لے گا اور اولادِ اسمٰعیل کے چالیس غلاموں کو آزاد کرنے کا ثواب ملے گا ان میں سے ہر ایک بارہ ہزار کے مقابلہ کا ہوگا اے ابوذر اگر تو چاہتا ہے تو میں کچھ اور کہنا چاہتا ہوں ابوذرؓ نے کہا میں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہؐ رسول اللہؐ نے فرمایا ان میں سے ایک اپنے اہل و عیال کو یاد کرے گا پھر غمگین ہوگا تو اس کی ہر سانس کے عوض ہزار ہزار درجے

ملیں گے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا اے ابوذر اگر تو چاہتا ہے تو میں کچھ اور کہنا چاہتا ہوں ابوذر نے کہا میں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہؐ رسول اللہؐ نے فرمایا ان میں کا ایک اپنے اصحاب کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھے گا تو اللہ کے پاس اس آدمی سے افضل ہے جو نوحؑ کی عمر ہزار سال پا کر کوہ لبنان میں عبادت کرتا ہو۔ رسول اللہؐ نے فرمایا اے ابوذر اگر تو چاہتا ہے تو میں کچھ اور کہنا چاہتا ہوں ابوذر نے کہا میں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہؐ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ان میں سے ایک ایک تسبیح پڑھے گا تو بہتر ہے اس کے لئے قیامت کے دن اس بات سے کہ اس کے ساتھ دنیا کے پہاڑ سونا بنکر چلیں رسول علیہ السلام نے فرمایا اے ابوذر اگر تو چاہتا ہے تو میں کچھ اور کہنا چاہتا ہوں ابوذرؓ نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہؐ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جو شخص ان لوگوں میں سے کسی ایک کے گھر کی طرف ایک نظر بھی دیکھے گا تو وہ اللہ کے پاس بیت اللہ کو دیکھنے سے زیادہ محبوب ہوگا اور اگر کوئی شخص ان میں سے کسی ایک کو دیکھے گا تو وہ گویا اللہ کو دیکھ رہا ہوگا اور جو شخص ان میں سے ایک کی ستر پوشی کرے گا تو گویا اس نے اللہ کی ستر پوشی کی اور اگر ان میں سے کسی ایک کو کھانا کھلائے گا تو گویا اس نے اللہ کو کھانا کھلایا رسول اللہؐ نے فرمایا اے ابوذر اگر تو چاہتا ہے تو میں کچھ اور کہنا چاہتا ہوں ابوذرؓ نے کہا میں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہؐ رسول اللہؐ نے فرمایا ان کے پاس اگر ایسے لوگ بیٹھیں گے جو بار بار گناہ کئے ہوں گناہوں سے بھرے ہوے ہوں گے جب وہ ان کے پاس سے اٹھنے لگیں گے تو اللہ ان کو نظر رحمت سے دیکھے گا اور اللہ کے پاس ان کی کرامت کی وجہہ سے ان بیٹھنے والوں کے گناہوں کو اللہ معارف کردے گا اے ابوذر ان کا ہنسنا عبادت اور ان کی خوش طبعی تسبیح ہے اور ان کی نیند زکوٰۃ ہے اللہ تعالیٰ ہر روز ان کو ستر دفعہ نظر رحمت سے دیکھتا ہے اے ابوذر میں ان کے دیدار کا مشتاق ہوں پھر تھوڑی دیر تک اپنے سر کو رسول اللہؐ نے جھکا لیا پھر اپنا سر اٹھایا اور روئے یہاں تک کہ آپ کے ہر دو چشم مبارک سے آنسو جاری ہوگئے اور فرمایا کہ مجھے ان کے دیدار کا کیا ہی شوق ہے اور فرمایا رسول اللہؐ نے اے اللہ ان کی حفاظت کر اور ان کے مخالفین کے مقابلہ میں ان کی مدد فرما اور قیامت کے دن ان کے دیدار سے میری آنکھ ٹھنڈی کر پھر آپ نے یہ آیت شریفہ سنو بیشک اللہ کے اولیاء نہ ان کو کسی کا ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔ اور بعض علماء و مشائخین نے بھی اسی طرح شہادت دی ہے چنانچہ دیلمی اور نیشاپوری کی نقل اوپر گذری اور اسی طرح صاحب زوارف شرح عوارف نے کہا ہے ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ کوئی آیت نہیں ہے مگر اس آیت کے لئے ایک قوم ہے جو قریب میں اس کے معنی جانے گی انتہیٰ پس اس قول سے سمجھا جاتا ہے کہ بیشک قرآن کے بعض معانی جو صحابہؓ کے دل میں نہیں گذرے اور مستقبل میں بعض مشائخین اور خصوصاً اصحابِ مہدیؑ کے دلوں میں ان معانی کا گذر ہوگا اور شرح مصابیح میں کہا ہے لوگوں میں بصیرت رکھنے والے آخرت کی رغبت کرنے والے دنیا کو چھوڑنے والے اور ایک دن کی قوت پر قناعت کرتے ہیں اور مال کو کسی وقت ذخیرہ کر کے نہیں رکھتے۔ تحقیق اس صفت کی متوکلوں کی ایک جماعت ہر زمانے میں

پائی گئی لیکن عام لوگ اس صفت سے موصوف نرہے مگر مہدیِ موعودؑ کے زمانے میں۔ پس ایسا ایسا شرف قومِ مہدیؑ کا ہونا محال نہیں ہے کیونکہ محمد و مہدی علیہما السلام ایک ذات ہیں چنانچہ کشف الحقائق میں نور محمدی سے ارواح وانوار کے استخراج کے بیان میں کہا ہے اور وہ قول مصنف کا ہے کہ اسی سے روح مہدیؑ اٹھی، جیسا کہ اٹھا بچہ اپنی ماں سے پس نبیؐ جب اپنی نبوت دئے گئے تو مہدیؑ نبیؐ کی ولایت دئے گئے پس مہدیؑ کی ذات نبیؐ کی ذات کے مانند ہے اور مہدیؑ کا گروہ نبیؐ کے گروہ کے مانند ہے اور مہدیؑ کا علم نبیؐ کے علم کے مانند ہے اور مہدیؑ کا صبر نبیؐ کے صبر کے مانند ہے اور مہدیؑ کا توکل نبیؐ کے توکل کے مانند ہے اور اکثر احوال اور صورت میں مہدیؑ نبیؐ کے برابر ہیں اور اسی کی تائید کرتا ہے وہ قول جو تفسیر دیلمی میں اللہ تعالیٰ کے قول افمن کان علیٰ بینة من ربه (کیا پس وہ جو اپنے رب کی طرف سے حجت پر ہو) کے تحت کشف الحقائق کے حوالہ سے مذکور ہے اور وہ مفسر کا یہ قول ہے پس اگر کہا جائے کہ قرآن میں مہدیؑ کے نام کا ذکر کس لئے واضح طور پر نہیں کیا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کا ذکر قرآن میں نہیں چھوڑا پس کس طرح چھوڑ دیا مہدیؑ کا ذکر تو کہا جائے گا کہ مہدیؑ کے نام کا ذکر نبیؐ کی رعایت سے نہیں کیا ہے کیونکہ مہدیؑ کی دعوت نبیؐ کی دعوت کے مانند ہے اور مہدیؑ کا علم نبیؐ کے علم کے مانند اور مہدیؑ کا گروہ نبیؐ کے گروہ کے مانند اور مہدیؑ کا حال نبیؐ کے حال کے مانند اور مہدیؑ کی ذات نبیؐ کی ذات کے مانند اور مہدیؑ کا صبر نبیؐ کے صبر کے مانند اور مہدیؑ کا توکل نبیؐ کے توکل کے مانند ہے اور اکثر صورت وسیرت میں مہدیؑ نبیؐ کے برابر ہے اور اگرچہ کہ مہدیؑ کے نام کا ذکر صریح طور پر نہیں ہے لیکن مہدیؑ کا ذکر قرآن میں ضمناً وکنایۃً موجود ہے جیسا کہ نبیؐ کا ذکر ہر لفظ امر میں تمام قرآن میں آیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہدے الہ ایک ہے اور اس کے مانند دوسری آیتیں ہیں ایضاً پس معلوم ہوا کہ مہدیؑ نبیؐ کے مانند اور آپ کی شان نبیؐ کی شان کے مانند پس آپ کا (مہدیؑ کا) ذکر سراً وکنایۃً آیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے قول و اٰخرین منھم میں ہے اور اللہ تعالیٰ کا قول اٰخرین معطوف ہے امیین پر یعنی بھیجا اللہ نے ایک رسول کو ان میں کے آخرین میں جو نہیں ملے امیین سے پس آخرین میں رسول سے مراد مہدیؑ ہی کی ذات ہے الخ اور اسی پر دلالت کرتی ہے وہ روایت عمرؓ بن خطاب سے مروی ہے کہا فرمایا رسول اللہؐ نے البتہ پہچانتا ہوں میں ان لوگوں کو جو میرے ہم منزلت ہیں جو نہ انبیاء ہیں اور نہ شہدا لیکن قیامت کے دن اُن کا مرتبہ منجانب اللہ ایسا ہوگا کہ پیغمبراں اور شہیداں ان پر رشک کریں گے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ ہمیں اُن لوگوں کے متعلق خبر دیجئے تو فرمایا یہ وہ لوگ ہیں کہ جن میں نہ باہم قرابتداری ہوگی اور نہ ان میں باہم مال کا لین دین ہوگا صرف خدا کی خوشنودی کے لئے آپس میں محبت رکھیں گے خدا کی قسم ان کے چہرے نورانی ہوں گے اور وہ نور کے ممبروں پر بیٹھے ہوں گے جب لوگ ڈرتے ہوں گے تو ان کو ڈر نہ ہوگا اور جب لوگ غمگین ہوں گے تو ان کو غم نہوگا اور آپ نے یہ آیت پڑھی سنو بیشک اللہ کے اولیاء ان پر خوف ہے اور نہ وہ غمگین

ہوتے ہیں۔اس حدیث کوابوداؤد نے سند سے بیان کیا ہے اور یہ حدیث متفق علیہ ہے اور ابوذرؓ سے مروی ہے کہا رسول اللہؐ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کہے گا آپس میں (اللہ کے واسطے) محبت رکھنے والے کہاں ہیں میرے جلال کی قسم ہے کہ میں آج اُن پر اپنا سایہ ڈالوں گا ایک ایسے دن کا سایہ کہ میرے سایہ کے سوائے کوئی سایہ نہیں۔اس حدیث کو مسلم نے سند سے بیان کیا ہے معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہا میں نے رسول اللہؐ سے سنا آپؐ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ میں للہ محبت رکھنے والے میرے جلال کی قسم ہے ان کے ممبر نور کے ہیں جن پر انبیاء شہداء رشک کریں گے اس حدیث کو ترمذی نے سند سے بیان کیا ہے اور بغوی نے روایت کی ہے جس کی اسناد ابو مالک اشعری سے ہے کہا کہ میں نبیؐ کے پاس تھا فرمایا کہ بیشک اللہ کے ایسے بندے ہیں جو نہ پیغمبر ہیں اور نہ شہید ہیں لیکن اللہ کے پاس ان کے مرتبے اور قرب کو دیکھ کر قیامت کے دن پیغمبراں اور شہیداں اُن پر رشک کریں گے۔راوی نے کہا کہ قوم کے کنارے ایک اعرابی بیٹھے ہوئے تھے پس وہ اپنے دونو گھٹنوں پر کھڑے ہوگئے اور اپنے دونو رانو پر اپنے دونو ہاتھ مارے پھر کہا یا رسول اللہ ہمیں ان لوگوں کی خبر دیجئے راوی نے کہا میں نے اس وقت رسول اللہؐ کے چہرۂ مبارک پر ایک بشاشت دیکھی پس فرمایا وہ اللہ کے بندوں میں سے بندے ہیں جو مختلف شہروں اور مختلف قبیلوں کے ہوں گے اُن میں آپس میں نہ کوئی قرابت داری ہوگی جس کی وجہ سے وہ صلہ رحمی کرتے ہونگے اور نہ دینار ہونگے کہ آپس میں ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہونگے صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہونگے اللہ تعالیٰ ان کے چہروں کو منور کردے گا اور اللہ کے سامنے ان کے ممبر نور کے بنائے جائیں گے گھبرائے ہوئے رہیں گے اور وہ نہیں گھبرائیں گے اور لوگ ڈرتے ہوئے رہیں گے اور وہ نہیں ڈریں گے اور نبیؐ سے روایت کی جاتی ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیشک میرے اولیاء میرے نبدوں سے وہ لوگ ہیں جو میرا ذکر کرتے اور میں ان کا ذکر کرتا ہوں اسی طرح بغوی نے بغیر اپنی اسناد کے ذکر کیا ہے اور طبری نے اپنی اسناد سے ابوذرؓ سے روایت کی ہے کہا فرمایا رسول اللہؐ نے کہ اللہ کے بعض بندے ہیں جن پر انبیاءؑ اور شہداء رشک کریں گے عرض کیا گیا یا رسول اللہؐ وہ کون لوگ ہیں تا کہ ہم ان سے محبت رکھیں تو فرمایا یہ وہ قوم ہے جو اللہ فی اللہ آپس میں محبت رکھے گی نہ ان کا آپ میں مالی تعلق ہوگا اور نہ نسبی اور وہ سراپا نور ہوں گے اور نور کے ممبروں پر رہیں گے اور جس وقت لوگ غمگین ہونگے ان کو کوئی غم نہ ہوگا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی الا ان اولیاء اللّٰہ الخ سنو بیشک اللہ کے اولیاء نہ ان پر خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں اور جابر بن عبداللہؓ سے ابوجعفر محمد بن علیؓ کا یہ قول مروی ہے پھر جب قائم ہوگا ہمارا مہدیؑ اہل بیت تو تقسیم کرے گا سویت کے ساتھ اور عدل کریگا رعیت میں پس جس نے اس کی اطاعت کی اللہ کی اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی پس اس نے اللہ کی نافرمانی کی سند سے بیان کی ااس کو امام ابوعبداللہ نعیم ابن حماد نے کتاب الفتن میں۔روایت کی گئی ہے جابرؓ سے کہا دیکھا میں نے رسول اللہؐ کو ایک حج میں

عرفہ کے دن آپؐ ناقہ قصویٰ پر خطبہ پڑھتے تھے پس میں نے اس خطبہ کو سنا فرماتے تھے اے لوگوں میں نے چھوڑی ہے تم میں وہ چیز اگر اگر تم اس کو پکڑے رہو (اس کی پیروی کرو) تو ہرگز گمراہ نہ ہونگے میرے بعد وہ چیز اللہ کی کتاب اور میری عترت اہل بیت ہے۔ زید ابن ارقم سے مروی ہے کہا فرمایا رسول اللہؐ نے بیشک میں چھوڑنے والا ہوں تم میں ایسی چیز اگر تم اس سے دلیل لوگے (اپنے ہر فعل واعتقاد پر) تو ہرگز گمراہ نہونگے میرے بعد ان دونوں میں سے ایک زیادہ بڑی ہے دوسری سے کتاب اللہ پھیلی ہوئی رہتی ہے آسمان سے زمین تک اور میری عترت میرا اہل بیت (مہدیؑ) ہے اور یہ دونوں ہمیشہ ہرگز جدا نہونگے یہاں تک کہ آئیں گے حوض کوثر پر پس غور کرو کہ تم ان دونوں میں کیونکر خلیفہ ہوتے ہو اور مسلم کی روایت زید ابنِ ارقم سے ہے کہا فرمایا رسول اللہؐ نے اے لوگو آگاہ ہو سوائے اس کے نہیں کہ میں بشر ہوں تمہارے مانند قریب ہے کہ آئے گا میرے پاس میرے رب کا رسول (ملک الموت) میں اس کی دعوت کو قبول کروں گا اور میں تم میں دو نفیس چیزوں کو چھوڑ کر جارہا ہوں ان دونوں میں سے پہلی چیز اللہ کی کتاب ہے جس میں نور اور ہدایت ہے پس لے لو تم اللہ کی کتاب کو اور پکڑے رہو اس کو اور میری اہل بیت کو میں تمہیں اپنی اہل بیت میں خدا کو یاد دلاتا ہوں۔ اور مفتاح النجات اور سراج السائرین میں ذکر کیا ہے فرمایا رسول اللہؐ نے ظاہر ہوگی آخری زمانہ میں ایک قوم میں اس سے ہوں اور وہ مجھ سے ہے اور بیشک ان کے عام لوگ خدا کے دوست ہیں کہا ایک مرد نے یا رسول اللہؐ ان کی علامت کیا ہے تو فرمایا آنحضرت علیہ السلام نے وہ ایسے لوگ ہونگے جن میں علم ظاہری کی کثرت نہوگی اور ان کے پاس بہت سی کتابیں نہیں ہونگی اور وہ سکھیں گے قرآن کو باوجود اپنی کبرسنی کے اور ایمان کی حلاوت کے زیور سے تعلیم پائیں گے اور سنت ثابت رہے گی ان کے دلوں میں اونچے پہاڑوں کی طرح بھیجے گا اللہ اُن کو خوش خبری کے ساتھ اور راضی ہوگا ان سے جس حالت میں کہ وہ ہیں اور حشر کرے گا ان کا انبیاءؑ کے زمرہ میں اور رزق دے گا ان کے طفیل سے بندوں کو اور اٹھاوے گا بلا کو ان کی برکت سے۔

تقلید کی ماہیت

قوم کے نقول اور کتب سابقہ کی روایتوں سے بیان ہوئی ہے اس میں سوال و جواب بھی ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اور اسی سے ہم مدد مانگتے ہیں۔ تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اس کی بخشش پر اور دورد وسلام محمدؐ پر اور آلِ محمدؐ پر حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو نقل ہے کہ ملک برہان الدین باڈیوالؒ جو مبشرین سے تھے اپنی رحلت کے وقت چشم سر سے خدا کو دیکھا اور کلامِ خدا سے لطیف خبریں دیں یہاں تک کہ بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے تعجب کیا بنابریں حضرت مہدی علیہ السلام نے

فرمایا اس میں کیا عجب ہے تقلید سے تحقیق کیا پس ثابت ہوا کہ تمام دینی امور جو ملک مذکور نے حضرت مہدی علیہ السلام کی اتباع سے بجالائے اور آنحضرت علیہ السلام کے قول کی تصدیق کے واسطہ سے دیدارِ خدا کو پہنچے یہ سب آنحضرت علیہ السلام کی تقلید تھی نقل ہے کہ بندگی میاںؒ نے فرمایا کہ حضرت مہدیؑ کی رحلت کے بعد سے بہت سی چیزیں دکھلائی دیتی ہیں ان تمام کو ہم حضرت مہدی علیہ السلام کے فرمان سے ملا کر دیکھتے ہیں پس جو کچھ موافق ہو اس کو قائم رکھتے ہیں اور جو کم وبیش ہو اس کی نفی کرتے ہیں۔ سبحان اللہ مہدیؑ کی تقلید پر موقوف رکھتے ہیں بلکہ مہدیؑ کے تمام اصحابؓ کا اتفاق ایسا ہی ہوا ہے کہ اگر ہم اپنے چشم سر سے خاشاک یا سنگریزہ دیکھتے ہیں اور حضرت مہدی علیہ السلام نے اُس کو شاہ اور جوہر فرمایا ہے تو ہمارے دیکھنے کا اعتبار نہیں ہے جو کچھ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہے حق ہے۔ عین تقلید یہی ہے۔ اور میاں عبدالملکؒ ایک بحث کرنے والے شخص کو فرماتے ہیں بلکہ ہم پر مہدیؑ کے اقوال کی تقلید واجب ہے اور آنحضرتؐ کی تقلید لازم ہونے کے بارے میں رسالہ سبب الاسلام صحابہؓ بھی لکھا ہے اور اس میں بہت سے دلائل لا کر فرماتے ہیں کہ تم اس بات کو بخوبی جانتے ہو کہ اکثر صحابہؓ نے تقلید ہی سے ایمان لایا۔ اور آیت **لمن کان لهٗ قلب الخ** کے بیان میں ابن عرابیؒ نے فصوص الحکم میں لایا ہے اور لیکن ایمان والے تو وہ لوگ ہیں جو تقلید کرنے والے ہیں جنہوں نے انبیاء اور رسولوں کی تقلید کی اللہ سے خبر دی ہوئی باتوں میں وہ لوگ اہل ایمان نہیں جو اصحاب افکار اور اُن لوگوں کی تقلید کرتے ہیں جو ان کے دلائل عقلیہ پر اخبارِ واردہ کی تاویل کرنے والے ہیں پس وہی لوگ جنہوں نے رسولوں کی تقلید کی وہی مرد ہیں اللہ تعالیٰ کے قول سے **او القی السمع** (لگا دیا کان کو) ان چیزوں پر جو اخبار الٰہیہ سے تعلق رکھتی ہیں جو انبیاءؑ کی زبانوں پر جاری ہوئی ہیں اور وہ یعنی وہ شخص جو کان لگا دیتا ہے گواہ ہو کر خبر دار کیا جاتا ہے حضوری خیال اور اس کے استعمال سے اور وہ (خبر دار کرنے ولا) رسولؐ کا قول ہے احسان کے بارے میں کہ تو عبادت کر اللہ کی گویا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے اور قول آنحضرتؐ کا ہے اللہ مصلّی کے دل میں ہے پس اسی وجہ سے وہ گواہ ہے اور جو شخص کہ تقلید کرے صاحبِ نظر وفکر کی اور مقید ہو جائے اس کے ساتھ تو وہ شخص وہ نہیں ہے جس نے کان لگا دیا۔ اس کے مانند دلائل بہت ہیں لیکن ہم جانتے ہیں کہ یہ حجت ولایت سے روگردانی کرنے والوں اور مہدیؑ کے منکروں کے لئے سود مند نہیں ہے اس سبب سے کتب فقہ سے بھی حجت لائی گئی ہے نبیؐ کے تقلید کے باب میں رسالہ کشف الاسرار سے منقول ہے کہ اصول صفّار میں اور ورقات میں جو اصولِ فقہ میں امام الحرمین عبدالملک بن شیخ ابومحمد عبداللہ ابن یوسف جوینی کی تصنیف ہے کہا ہے تقلید بغیر کسی حجت کے قائل کے قول کو قبول کرنا ہے یعنے بغیر کسی دلیل کے ذکر کرنے کے پس بنا بر اں نبیؐ کے قول کو قبول کرنا تقلید ہے کیونکہ نبیؐ جو حکم بھی لاتے ہیں اس حکم کی دلیل کے ذکر کے بغیر اس کو لے لینا واجب ہے اور فوائد العقائد میں امام محمد غزالیؒ نے امام شافعیؒ کے عقیدہ کی تشریح کر کے کہا ہے سوائے اس کے نہیں کہ مقلّد صاحبِ شرع

ہے اس چیز میں جس کا کہ اس نے حکم کیا ہے اور کہا ہے اور صحابہؓ کی تقلید اس حیثیت سے ہے کہ اُن کا فعل رسول اللہؐ کی سماع پر دلالت کرتا ہے پھر جب کوئی صاحبِ شرع کی تقلید کرے اُس کے اقوال اور افعال کو مانکر تو ضرور اس کو اس کے اسرار کے سمجھنے کی حرص ہونی چاہیئے اس لئے کہ مقلد جو فعل کرے گا محض اس لئے کہ رسول اللہؐ نے وہ فعل کیا ہے پس جب رسول اللہؐ نے اس فعل کو کیا تو ضرور اس میں کوئی راز ہوگا پس سزاوار ہے کہ وہ شخص آنحضرتؐ کے اعمال اور اقول کے اسرار سے واقف ہونے کی سخت کوشش کرے۔ اور تفسیر نیشاپوری میں اللہ تعالیٰ کے قول اذا جاء نصر اللہ والفتح (جب آئی اللہ کی مدد اور فتح) کے تحت لکھا ہے جمہور فقہا و متکلمین نے کہا ہے کہ مقلد کا ایمان صحیح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سب اصحابِ افواج کے ایمان کی صحت کا حکم فرمایا ہے اور ان اصحاب کو بزرگتر مسلمان قرار دیا ہے پھر ہم جانتے ہیں کہ وہ نہیں جانتے تھے حق تعالیٰ کے صفاتِ کمال اور جلال کی تعریفوں کو اور دلائل کے اقسام پیدا کرنے کو اور حق سبحانہ کے ان صفات سے متصف اور ان کے غیر سے منزہ ہونے کو اور نہ معراج سے نبوت کے ثبوت کو اور نہ نبوت پر معجزہ کی دلالت کی وجہ کو اور اسی محل میں میاں عبدالملکؒ نے فرمایا ہے پس جان اے منصف وہی سب اُمت میں افضل ہیں اور ان کا ایمان تقلید سے ہے اور اصحابِ نبیؐ اور اصحابِ اجتہاد کی تقلید کے باب میں حسامی اور اس کی شرح میں ذکر کیا ہے کہ ابوسعید بروعی نے کہا ہے کہ صحابیؓ کی تقلید تابعین اور ان کے بعد والے مجتہدین پر واجب ہے اور یہی مذہب شیخینؒ (امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ) اور ابوالیسرؒ کا ہے اور یہی مذہب زیادہ صحیح ہے قول صحابی یا مذہب صحابی کے مقابلہ میں مجتہد کا قیاس چھوڑ دیا جائے گا نبیؐ سے سماع کا احتمال ہونے کے باعث اور نہیں ہے شک اس بات میں کہ سماعت کا احتمال جس چیز میں ہو وہ مقدم ہے محض رائے پر جو تنزیل کے احوال کے مشاہدہ اور اس کے اسباب کی معرفت سے ہو اور ایسا ہی منقول ہے ابوسعید بروعی سے بزدوی میں اصحابِ رسولؐ کی اتباع اور اُن کی اقتدا کے باب میں اور ایسا ہی کہا ہے منار میں جو اصول فقہ میں ہے بلکہ تمام علماء اُمت رحمہم اللہ اجمعین اس عقیدہ پر متفق ہیں یہاں تک کہ ہم نے پایا امام شافعیؒ کے قول کا خلاصہ بھی ایسا ہی امام غزالیؒ کے قول سے چنانچہ اس کا ذکر سابق میں کیا گیا ہے اور یواقیت میں کہا ہے اور عین اس مسئلہ میں نہ کہے کہ میرے صاحب نے اس مسئلہ میں خطا کی پس یہ چیز مقلد کی تعریف سے نہیں ہے اور اس کا اجتہاد عین مسائل میں خطا ہے کیونکہ وہ گمان کرتا ہے اپنی ذات پر کہ وہ اس مسئلہ کو پہچان لیا ہے جسے اس کے صاحب نے نہیں پہچانا پس وہ اس کی جہالت ہے اور جب امام شافعیؒ کا مقلد مثلاً ایک مسئلہ کو پائے جس میں امام شافعیؒ نے مثلاً حضرت ابوبکرؓ کا خلاف کیا ہے تو اس مقلد کیلئے جائز نہیں ہے کہ امام شافعیؒ کی مخالفت کرے اور حضرت ابوبکرؓ کی اقتدا کرے اگرچیکہ حضرت ابوبکرؓ امام شافعیؒ سے افضل ہیں کیونکہ مقلد پر واجب ہے کہ امام شافعیؒ کے متعلق یہ گمان رکھے کہ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کی مخالفت نہیں کی بلکہ ان کے پاس مذہب ابوبکرؓ سے زیادہ قوی کوئی دلیل پہنچی ہے اور اگر یہ گمان نہیں کیا تو گویا اس نے امام

شافعیؒ کو جہل سے منسوب کیا بہ نسبت مقام ابوبکرؓ کے اور یہ (ابوبکرؓ کے مقام سے جاہل رہنا) امام شافعیؒ سے محال ہے امام غزالیؒ نے قانون میں ایسا ہی ذکر کیا ہے۔ اور بیضاوی میں آیت **فان تنازعتم فی شئی** الخ (پس اگر جھگڑ پڑو تم کسی چیز میں) کے تحت کہا ہے کہ کیونکہ مقلّد کو جائز نہیں کہ مجتہد سے اس کے فیصلے میں جھگڑا کرے جو برخلاف قیاس ہو اور کہا ہے امام حجت الاسلامؒ نے جس کے قلب سے (غفلت کا) پردہ ہٹ جاے اور جس کا باطن ہدایت کے نور سے منور ہو جائے وہ متبوع اور مقلَّد ہوگا پس سزاوار نہیں ہے کہ وہ دوسرے کی تقلید کرے اور مجتہدین رحمہم الہ کی تقلید باقی رہنے کے باب میں نور الانوار میں بیان کیا ہے اور مجتہد کی موت اس کے مقلّد ہونے سے اس کو خارج نہیں کرتی اور اس کا قول ایسا ہی لیا جائے گا جیسا کہ گواہ کی گواہی پر اس کے مرنے کے بعد عمل کیا جاتا ہے اور ایسا ہی کہا ہے امام نوویؒ نے اس شخص کی تقلید کے باب میں جو اجتہاد کے مرتبہ کو پہنچا ہو اور کہا ہے امام رافعی نے کیونکہ لوگ آج کے دن مانند احمقوں کے ہیں علاوہ اس کے آج کوئی مجتہد نہیں ہے پس اگر ہم گذرے ہوئے لوگوں کی تقلید سے منع کریں تو لوگوں کو ہم حیران کرنے والے ہونگے اور اسی طرح کہا ہے امام نوویؒ نے مقلد اور مجتہد کے باب میں چنانچہ اپنے مختصر رسالہ فرض الصلوٰۃ میں کہا ہے آگاہ رہو کہ افرادِ اُمت کی دو قسمیں ہیں ایک مجتہد ہے اور اس کا فرض یہ ہے کہ ہمارے ذمہ جو افعال ہیں ان میں سے ہر فعل کو اسکے دلائل ڈھونڈ ھکر معلوم کرے اور ایک مقلّد ہے جس کے لئے یہی کافی ہے کہ مجتہد سے اخذ کرے (اس کے قول پر اگر چہ ایک واسطہ سے ہو یا کئی واسطوں سے ساتھ اس کے کہ (واسطہ ہونے والے) سب عادل ہوں پس جو امرِ مذکور کا معتقد نہ ہو اور طریقِ موصوف سے جس کا ہم نے بیان کیا ہے اخذِ حکم نہ کرے اس کی نماز درست نہیں اور ایسا ہی کہا ہے رسالۂ کشف الاسرار میں اور تقلید کی حقیقت کے باب میں مقصد الاقصیٰ میں بیان کیا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ اہل تقلید خدا کے وجود اور اس کی وحدانیت کا اور اس کے قدیم صفات کا جو اُمّ الصفات ہیں زبان سے اقرار کرتے ہیں اور دل سے تصدیق کرتے ہیں اور کہتے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ سزاوار صفات سے ہے اور ناسزا صفات سے پاک ہے اور اس جماعت کا اعتقاد حسن سماع کے واسطہ سے ہے کہ سُنے ہیں اور قبول کئے ہیں چنانچہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے خبر دی ہے (مومنوں کے قول کی کہ انہوں نے کہا، ہم نے سُنا اور اطاعت کی بلکہ تمام امور دینی بنا حُسن سماع پر ہے اور جو کچھ کہا ہو اُسنکر قبول کیا جاتا ہے عین تقلید ہے چنانچہ حسّامی کی شرح میں کہا ہے تقلید کسی انسان کے قول و فعل کی اتباع ہے حقیقی اعتقاد کے ساتھ بلا تامل اور اسی معنی میں انسان کامل کی تقلید دین کامل ہے اور اسی لئے بعض علماء نے کہا ہے کہ شریعت اور حقیقت کا مدار تقلید پر ہے اور اسی معنی کی بنا پر مقصد الاقصیٰ کے آخر میں شریعت حقیقت اور ذات وصفات (حق تعالیٰ) کو پانے والوں کے اوصاف بیان کرنے کے بعد کہا ہے خلاصۂ کمالِ آدمی اسی میں ہے کہ اپنی محققی کا دعویٰ سر سے نکال دے اور تقلید کی حد سے پانوں باہر نہ رکھے تقلید حق اور تقلید باطل کے بیان میں شرح مقاصد میں کہا ہے جس کام میں

تقلید کی جائے اگر اس کی اصل باطل ہو تو اس کی تقلید بھی بالاتفاق باطل ہے جیسی کہ یہود و نصاریٰ اور مجوسیوں بت پرستوں اور ان کے اسلاف کی تقلید اور اگر اس کی اصل حق ہو تو اس کی تقلید حق ہے اور امام نووی نے کتاب روضۃ میں کہا ہے اور جو عالم درجۂ اجتہاد کو نہ پہنچا ہو وہ عامی کے مانند ہے اس خصوص میں کہ اس کی تقلید بھی مذہب اصح کی بناپر جائز نہیں ہے جیسا کہ تقلید ائمۂ اجتہاد کی تمام امور میں کی جاتی ہے یہ قید ایمان میں نہیں (ایمان لانے میں عالم عامی دونوں کی تقلید درست ہے) اگر چہ برخلاف معتزلہ اہل سنت و جماعت کا اتفاق اس بات پر ہے کہ ایمان لانے میں عام مسلمانوں کی تقلید درست ہے لیکن ترکِ استدلال کی وجہ اصولیوں کے قول سے قصوروار رہتا ہے اور کوئی انسان بھی مرتبہ کے لحاظ سے اس سے کم نہیں کہ اس کا قول مجتہدوں کے اقوال سے موافق ہونے کے باوجود بھی مقبول نہو بلکہ کہا گیا ہے کیا کہا ہے یہ دیکھ کہنے والے کو مت دیکھ۔ مرد کو چاہیئے کہ کان دھر کر سُنے (قبول کرے) اگر چیکہ نصیحت دیوار پر لکھی ہوئی ہو۔ ایضاً مبتدعیوں کے سدّ باب اور ان کی تبینہ کی نفی میں انہوں نے کہا کہ خدائے تعالیٰ نے کافروں کے حق میں بھی یہ نہیں فرمایا ہے کہ پس تم کو ان کو مار ڈالو اور ان کی دولت لے لو اور ان کی اولاد کو غلام بنالو۔ اس جہت سے حکم خدا فعل مصطفٰےؐ اور حجتِ مہدیؑ سے انہوں نے انکار کیا اور مبتدعین کے سدِّ باب سے جس کی تمام اُمتِ مرحومہ قائل اور عامل ہے ایسے محکماتِ شرع سے انہوں نے روگردانی کی اس کے باوجود انہوں نے سوال کیا کہ لفظ تقلید نیک و بد میں پایا جاتا ہے لیکن شریعت کو بدی کے مقام میں کہیں پاتے ہو؟ جواب۔ مدارک میں کہتا ہے **ام لهم** کیا ان کے لئے ہیں یعنی **ای لهم شرکاء شرعوالهم من الدین مالم یاذن به اللّٰه** (یعنے ان کے لئے شرکاء ہیں جنہوں نے حکم نہیں دیا) اور تفسیر زاہدی میں آیت **ولو یشاء اللّٰه** الخ اگر اللہ چاہتا تو وہ لوگ وہ کام نہ کرتے پس چھوڑ دے ان کو اور وہ جو کچھ کہ افترا کرتے ہیں۔ کے تحت مذکورۂ بالا آیت کو لاکر مفسر کہتا ہے باطل شریعتوں سے وہ شریعت واقع ہوگی اور آخری آیت کے تحت مفسر کہتا ہے اس شریعت سے جو ابوالاحوص نے لائی تھی۔ پھر شرع و تقلید کی تصحیح کے باب میں انہوں نے سوال کیا۔ جواب۔ جاننا چاہیئے کہ ہر شخص اپنے امام کی تقلید سے تمام امور شرعیہ بجالاتا ہے اور انہیں کو درست رکھتا ہے تفسیروں حدیثوں اور مسائل سے بھی جو کچھ تقلید سے کیا جائے قبول کر کے عمل کرتا ہے۔ پھر منکرانِ تقلید کی تکفیر کے بارے میں انہوں نے پوچھا۔ جواب۔ جاننا چاہیئے کہ انبیاء علیہم السلام کی تقلید فرض ہے اور فرض کا انکار کفر ہے۔ پھر پیغمبرؐ کی تقلید کی فرضیت کا انکار کفر ہے۔ پھر پیغمبرؐ کی تقلید کی فرضیت کا سوال کیا۔ جواب۔ یہ ہے کہ اکثر کتب اصول فقہ میں لکھا ہے کہ تمام امورِ دین میں سوائے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید کے چارہ نہیں حتیٰ کہ آپ کے ہر صحابی کی بھی تقلید یہی حکم رکھتی ہے چنانچہ کشف المنار میں بیان کیا ہے گویا کہ اس نے قائل کے قول کو اپنی گردن کا قلادہ بنالیا۔ تمام ہوا مضمونِ ماہیت التقلید۔ باہمہ سبحانہٗ وتعالیٰ۔ جان کہ احکم المحکمات دین میں فرائض ہیں اور اصولِ دین میں تعظیم اور تسویت خاتمینؑ کی ہے اور تمام

اصولیات کی اصل توحید وتنزیہ باری تعالیٰ ہے جو درحقیقت طلب ذات حق تعالیٰ ہے اور یہی دینِ اسلام کے شجر کا تخم ہے پس انہیں کلمات کی شرح کے لئے چند رسالے لکھے گئے ہیں۔ جان کہ تصدیق کی تائید کے لئے جو سب فرائض ہیں اول ہے رسالہ ام الاوّلہ الاجلہ منبع المنکر الاضلہ مع شرح اور اس کے مانند اور رسالے لکھے گئے اور دین کی ماہیت کے بیان میں جملہ مکتوبات اور ماہیت التقلید اور خاتمین علیہما السلام کی تعظیم کے لئے رسالۂ دلیل العدل والفضل اور ان کی تسویت کے بیان میں رسالۂ قسطاس المستقیم اور محکمات کی تفصیل کے لئے رسالۂ میزان العقائد منبع الفوائد والاعمال والآداب مع شرح اور دینی تادیب کی روش میں معدن الآداب لیکن حق تعالیٰ کی توحید وتنزیہ کی دلیلوں پر اکثر رسالے مشتمل ہیں۔ اور طریقت وحقیقت میں رسالۂ تفسیر الآیات اور مہدی علیہ السلام کے بعض احکام بھی اس رسالۂ میں لکھے گئے ہیں پس جاننا چاہیئے کہ ام الادلہ کے کلام کا خلاصہ انبیاءؑ کے اخلاق کی موافقت ہے اور ماہیت التقلید کے مکتوبات کا مطلب نبی ومہدی علیہما السلام کے قول وفعل کی متابعت ہے۔ اور دلیل العدل کی قوی ترین حجت یہی ہے کہ خاتمین علیہما السلام محقق ہیں اور تمام صحابہؓ اُن کے مقلّد۔ اور قسطاس کا مقصد اجماع کا یہ قول ہے کہ محمد ومہدی علیہما السلام ایک ذات ہیں اور تمام صفات (حسنہ) سے موصوف ہیں مومنوں نے دریافت کیا کور دلوں نے نہ پہچانا۔ اور میزان العقائد کا خلاصہ یہ ہے کہ شریعت اور حقیقت کے رو سے احکام محکمات کو ثابت رکھ کر جو کچھ ان کے مخالف ہو اُس کی تاویل کریں۔ اور معدن الآداب کی مراد یہ ہے کہ کسی ادنیٰ قبیلہ کے آدمی کو اعلیٰ قبیلہ والے پر فضل نہ دینا چاہیئے بلکہ برابر بھی نہ سمجھنا چاہیئے اور اپنے متبوع کو اُس کے ہم عصروں (اس کے مانند اشخاص) پر فضل دینا روا ہے۔ اور تفسیر الآیات کی غرض مدعاء مہدیؑ ہے اور طلبِ دیدارِ خدائے تعالیٰ ہے چشمِ سر سے۔ اور یہی تمام رسالے شرحِ بذر الاسلام کا جزء میں جو پورے ہوئے اللہ کے فضل سے۔ لیکن جاننا چاہیئے کہ بذر الاسلام بندگی میاں سید خوندمیرؓ کے عقیدہ کے بعض کلمات سے ماخوذ ہے اور بعض مہدیِ موعود علیہ السلام کے کلمات سے۔ تمام ہوا یہ مرقوم بوقت چاشت بروز چہارشنبہ بتاریخ ۲۰/ ماہ ربیع الثانی ۱۰۴۲ھ قریۂ منچپہ میں جو پرگنہ اندور کا ہے۔ فائدہ پہنچائے اللہ اس کے پڑھنے والے اور سننے والے کو اپنے احسان اور اپنے کرم سے۔

تمام ہوا رسالہ

خاتمہ ترجمہ ماہیت التقلید

حضرت معروف میانصاحب عالمؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ

تقلید علماء [۱] خاص کی علماء عام کیلئے صحیح اور جائز ہے اور ایمان مقلّد کا درست اور معتبر اور مقبول ہے محققین کے نزدیک۔ اور ایمان مقلِد [۲] کا معتبر ہے اقسام کے دلائل سے ایسے دلائل جو مانند پیکان تیر کے ہیں۔

---

[۱] علماء خاص یعنے ائمہ مجتہدین رحمتہ الہ علیہم اجمعین چنانچہ حضرت امام مہدیِ موعودؑ نے ائمہ مجتہدین کی شان میں فرمایا ہے کہ ایشاں پہلوانانِ دین اند ہر چہ گفتہ اند براے خدا گفتہ اند و ہر چہ کردہ اند برائے خدا کردہ اند۔ ائمہ دین کے پہلوان ہیں جو کچھ کہا ہے خدا کے واسطے کہا ہے اور جو کچھ کیا ہے خدا کے واسطے کیا ہے۔

[۲] حضرت بندگی میاں سید قاسم مجتہد گروہ مہدویہؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ:۔

حضرت مہدی علیہ السلام کے تمام صحابہؓ نے اجماع و اتفاق فرمایا ہے کہ حضرت مہدیؑ کے فرمان کے مقابلہ میں ہمارے دیکھنے اور سننے کا اعتبار نہیں اور دین کا دارومدار فرمانِ مہدیؑ پر ہے چنانچہ نقل ہے کہ ملک برہان الدینؓ کو چشم سر سے خدا کا دیدار ہونے کے بعد حضرت مہدیؑ نے فرمایا کہ تقلید تحقیق کی۔ پس ثابت ہوا کہ ملک مذکور کا دیدار اور تمام اعمال حضرت مہدیؑ کی تقلید پر مبنی تھے اسی طرح مہدیؑ کے تمام صحابہؓ نے اپنی تحقیقات کو چھوڑ کر حضرت مہدی علیہ السلام کی تقلید کو اپنی تحقیق بنایا اسی طرح رسول علیہ السلام کے صحابہؓ نے کیا اور اسی طرح مقصد الاقصیٰ میں بیان کیا ہے کہ انسان کی انسانیت کا کمال وہ ہے کہ اپنے محقق ہونے کے دعویٰ کو سر سے نکالدے اور تقلید کے دائرہ کے باہر قدم نہ رکھے۔

راقم الحروف

خاک پائے گروہ حضرت سید محمد جونپوری امام مہدیِ موعود خلیفۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

احقر دلاور عرف گورے میاں مہدوی

ساکن حیدرآباد دکن۔ سدّی عنبر بازار۔ محلّہ پٹھان واڑی